

خزانہ ادب

دہلی کے استعانی اسکول

——————

جناب کرم صلی علیہ وسلم کے ہستی نامہ کی
پھر کتب و نسخہ سنی

(1)

انوار الہی

ترجمہ و تفسیر مولانا محمد رفیع الدین
بیت ذہب

مقدمہ خزانہ ادب B 17 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مقدمہ

فارسی کس ملک کی زبان ہے؟ فارسی ابتداً صرف فارس کی زبان تھی جو ملک ایران کا ایک صوبہ ہے جس طرح بنگالی یا پنجابی ہندوستان کے ایک صوبے بنگال یا پنجاب کی زبان ہے لیکن چونکہ صوبہ فارس میں پہلے دربارت شاہی خاندان چنانچہ چھٹی صدی قبل مسیح میں اور دوسرا ساسانی تیسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے جنھوں نے تمام ایران پر حکومت کی۔ اس لئے اس صوبہ کی زبان دوسرے ایرانی صوبوں کی متاثر ہو کر عربی پر غلبہ پا کر فارسی ایران کی زبان بن گئی۔

فارسی کا تعلق زبانوں کے کس خاندان سے ہے؟ اہرین نین نے دنیا کی تمام زبانوں کو ان کی خصوصیات کا لحاظ نہایت غور و خوض سے مطالعہ و تعالُّق کر کے چند خاندانوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے ہندو یورپی۔ سامی اور منگولی تین خاندان نہایت اہم ہیں۔ ہندو یورپی خاندان میں سنسکرت فارسی اور یورپ کی زبانیں شامل ہیں۔ عبرانی اور عربی سامی خاندان کی شاخیں ہیں اور جاپانی اور چینی زبانوں کا تعلق منگولی خاندان سے ہے۔

اس تقسیم سے معلوم ہو گا کہ اگرچہ عربی کے بے شمار الفاظ فارسی میں شامل ہیں اور دونوں کا رسم الخط بھی ایک ہی ہے مگر خود فارسی زبان کو عربی زبان سے کچھ تعلق نہیں۔۔۔ دونوں زبانیں لمبا طویل ایک دوسرے سے بیگانہ ہیں۔ برخلاف اسکے انگریزی سنسکرت اور فارسی زبانوں میں بنیادی اور اصوری مماثلت ہے کیونکہ ان کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ اور ان کی جڑ ایک ہی ہے۔

فارسی کی قسمیں عام طور سے فارسی کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ہندی۔ سکوتی۔ ڈاؤنی۔ ہردی۔ ناؤنی۔ درمی۔ پہلوی۔ ان میں سے پہلی چار تو ایران کے بعض اطراف کی مقامی بولیاں ہیں۔ اور ناؤنی۔ درمی اور پہلوی تینوں درحقیقت ایک ہی زبان ہیں۔ ایران والے مشرقی فارسی کو درمی یا پہلوی کہتے تھے۔ جس تقسیم صحیح تقسیم نہیں ہے۔

جدید تحقیقات کی بنا پر فارسی صرف تین طرح کی ہے۔

۱۔ انگریزی میں (اسے اسمعی نہیں)۔ ۲۔ اوستائی (avestan) کہتے ہیں۔

(۱) تہذیب فارسی - یہ پختہ خاندان کے دور ان حکومت کی زبان ہے جس نے ایران پر ہندوئی سے متاثر ہو کر ہندوئی کے نام سے حکومت کی۔ یہ زبان ہے جسے دارا اور اسکے باپ دادا بولتے تھے۔ یہ ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی جو پیکان یا بیخ کی شکل سے مشابہ ہونے کی وجہ سے خط سمار یا بیخ کے نام سے مشہور ہے۔ اس قدیم فارسی کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ البتہ چند عبادتیں کوہ ستون و نقش رستم کی چٹانوں پر بیخ میں کندہ ہیں۔ ان کتابت میں کوئی چار سو لغات کا ذخیرہ ہے۔ قدیم فارسی سے ملتی جلتی ہونے اور آتش پرستوں کی مذہبی کتاب ہے اور جس کی زبان و زبان ہلوی شرح ہے۔ مذہبی سکوات کی بنا پر ترجمہ اصل کتاب ہے۔ اور آتش اسکی شرح مگر تحقیقات جدیدہ نے اس کا برعکس ثابت کیا ہے۔ آتش ایک خاص قسم کے خط میں لکھی ہوئی ہے جسے اوستی رسم الخط کہتے ہیں۔ تہذیب فارسی اور آتش کی زبان موجودہ فارسی سے بہت مختلف اور نکرستہ بہت ملتی جلتی ہے۔

(۲) پہلی - یہ زبان ایران میں بعد خاندان ساسانی سے پہلے سے رائج تھی۔ اس زبان کو شیراز داں بادشاہ اورامس کے باپ دادا اور بیٹے بولتے تھے۔ یہ بھی ایک خاص خط میں لکھی جاتی تھی جو پہلی رسم الخط کے نام سے مشہور ہے۔ اس فارسی کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے جس کا کچھ حصہ لکھنے والی رسم الخط میں محفوظ ہے اور کچھ حصہ سلاوی عہد کے آغاز میں بظاہر درجہ حال منتقل ہو گیا۔

(۳) اسلامی یا موجودہ فارسی - یہ تقریباً ۹۰۰ عہد سے اب تک ایران میں رائج ہے۔ اس فارسی کو آنا قدیم اور پہلی کے مقابلے میں تو اسلامی یا موجودہ فارسی کہتے ہیں۔ درمختص فارسی کہتے ہیں۔ یہیں ہی فارسی کہلاتی ہے کہ یہ زندہ زبان ہے۔ تہذیب فارسی اور پہلی سے کچھ سروکار نہیں کہ وہ دونوں مردہ ہو چکیں مگر واضح رہے کہ پہلی زبان اسلامی فارسی سے چند ال مختلف نہیں۔ ایک تہذیب یا تہذیب ایرانی اب بھی پہلی زبان بڑی حد تک سمجھ سکتا ہے۔ پہلی اور فارسی کے درمیان دو خاص فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ موجودہ فارسی میں عربی الفاظ کی بہت آمیزش ہے اور پہلی میں نہیں تھی۔ دوسرے یہ کہ پہلی زبان ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی۔ جسے پہلی خط کہتے ہیں اور موجودہ فارسی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ خط پہلی کا آغاز بہت قریب سے ایران پر حملہ کیا گیا کہ خط عربی کو اسلام

جب آتش پرست ایرانی مسلمان ہوئے تو جہاں انھوں نے اپنے قدیم مذہب کے جملہ رسوم و آئین کو چھوڑا۔ وہاں انھوں نے خطہ پہلی کو بھی ترک کر کے اس کی جگہ خط عربی کو اختیار کیا۔ اس وقت سے ایران میں خط عربی ہی رائج ہے۔

ایران کی سیاسی اور ادبی تاریخ

ہمارا اصلی مقصد تو یہ ہے کہ طلبہ فارسی ادبیات کی تاریخ سے کچھ واقف ہو جائیں۔ مگر اس غرض کے لئے ایران کی سیاسی تاریخ سے بھی ان کو سرسری طور پر روشناس کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم یوں میں دونوں کا مصلحت لاسا خا کر ساتھ ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایران ایک ندرین، شاداب و وسیع ملک ہے اور ہمیشہ سے علم و فضل تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے اسلام سے پہلے یہاں سانیہ خاندان کی حکومت تھی اور مذہب آتش پرستی رائج تھا۔ شہنشاہت میں مسلمان عربوں نے اس خاندان سے آخری بادشاہ کو شکست دیکر ایران کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس وقت سے ایران میں مذہب اسلام اور عربی رسم الخط کا عام رواج ہو گیا۔ ایران کی عہد اسلامی کی تاریخ دو نفع ایران سے یکراں تک مکمل اور مفصل طور پر موجود ہے لیکن اسلام سے پہلے کی تاریخ ایران نہایت ناقص حالت میں ہے۔ فارسی کا تعلق تو ایرانی اسلامی عہد سے ہی ہے لیکن چونکہ شاہنامہ اور دیگر فارسی کی کتابوں میں اسلام سے پہلے کے حالات ایران بھی درج ہیں لہذا اس کی بابت بھی کچھ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔

شاہنامہ کی رو سے ایران کے تاریخی و قبل از اسلام فردوسی کے شاہنامہ اور فارسی عربی کی دیگر کتب تاریخ میں ایران میں اسلام سے پہلے چار خاندان قائم کئے گئے ہیں۔

(۱) پشدادی خاندان۔ کیومرث، ہوشنگ، طہمیدرث، جمشید، یثاک وافر، دیو، اس خاندان کے بادشاہ چون کئے جاتے ہیں۔ (۲) کیانی خاندان۔ کیقباد، کیکاؤس، کیخسرو، گشتاسپ۔ اس خاندان کے بادشاہ خاندان کے مشہور بادشاہ تھے جاتے ہیں۔ (۳) خاندان اشکانی (۴) خاندان ساسانیہ جس کے مشہور بادشاہ اوروشنر، شاپور، ہیرام، فیروز، ان خسرو، یزدگرد، یزدگرد، یزدگرد ہیں۔

اندر سے تحقیقات جدیدہ۔ ایران کے تاریخی دور قبل اسلام جدیدہ تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ پہلے دو زمانہ ایران کے بادشاہ سب کے سب سحر دار کے بعض تھے کہانیاں ہیں اور بے حقیقت۔ آخر کاخی خاندان کی کچھ تحقیقات ہے۔ البتہ سامانیہ خاندان کے بادشاہوں کے نام بالکل صحیح ہیں مگر ان کے کارناموں میں بہت کچھ افسانہ کا رنگ آ گیا ہے۔

تحقیقات جدیدہ سے پیشہ واریں اور کہانیوں کی جگہ بنامشی خاندان کا وجود ثابت ہوا ہے جس نے ۵۵۱ء ق م سے ۳۳۰ء ق م تک حکومت کی اور جس کا آخری بادشاہ دارا تھا۔ اسی عہد کی زبان فارسی قدیم کہلاتی ہے۔ بنامشی خاندان سے پہلے میدی قوم کی حکومت تھی جس نے ۳۳۰ ق م سے ۵۵۱ء ق م تک حکومت کی اور ان سے پہلے ایران پر ایک غیر ملکی قوم اشوری کا تسلط تھا جس نے ایران کی ۳۳۰ ق م سے ۳۳۰ ق م تک اپنے زیر حکومت رکھا۔ اور اس سے آگے اپنی سلطنت نہیں جاتے۔ بنامشی کے آخری بادشاہ دارا کو سکندر نے ۳۳۰ ق م میں قتل کر کے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد ۳۳۰ء ق م ایران میں کچھ یونانی اثر پڑا اور کچھ طوائف الملوک۔ یہ دور مانہ ہے جسے شاہنامہ ذخیرہ میں حمد اشکانی جانا گیا ہے۔ اس دور میں فارسی گنام ہو گئی تھی ۳۳۰ء ق م میں ارشیر نے سامانی خاندان کی بنیاد ڈالی تو پھر فارسی نے پلوی کی شکل میں جنم لیا۔ یہ خاندان ۳۳۰ء ق م میں سلمان عربوں کے ہاتھوں سے تباہ ہوا۔

ایران کی ملکی وادبی تاریخ بعد از اسلام ۳۳۰ء ق م میں ایران مسلمان عربوں کے قبضے میں آیا۔ ابتدا سے پندرہویں صدی کے آغاز تک اس ملک پر خلفائے عرب گورنروں کے ذریعے سے حکومت کرتے رہے۔ اس دور میں عربوں کے ساتھ ان کی زبان عربی بھی ایران پر غالب رہی اور فارسی کو دب جانا پڑا۔ جب نویں صدی میں ایران نے زفتہ زفتہ خود مختاری حاصل کرنی شروع کی تو چاہوں پائی بھی بھرنے لگی۔ اور ایرانی اپنی ادبی زبان کی ترقی دیکھ کر غلط تو جہ کرنے لگے پہلی نیم خود مختاری حکومت جو ایران میں قائم ہوئی وہ ظاہریہ خاندان کی تھی جس نے ۳۳۰ء ق م سے ۳۳۰ء ق م تک حکومت کی۔ فارسی کا پہلا نامادہ شاعر خطبہ یاد دہی ہے جو ظاہریہ خاندان کے عہد حکومت میں تھا۔ دوسرا شاعر محمود و آتش کہتا ہے کہ میری عمر میں تھا۔

طہارۃ خاندان کے بعد عثمانیہ خاندان قائم ہوا۔ یعقوب بن لیث، اس خاندان کا مشہور بادشاہ ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں فارسی رباعی ایجاد ہوئی۔ ابولیک گورگانی اس دور کا مشہور شاعر ہے۔ صفاریوں نے مسلمانہ حکومت کی پھر سامانیہ خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ غزنویوں کے مشہور بادشاہ نصیر الدین محمد، نورج بن نصر اور منصور وغیرہ ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں فارسی شاعری نے نیا اوج چھوڑ دیا۔ اس دور کا مشہور شاعر رودکی ہے۔ جو عام طور پر فارسی کا مقدم الشعرا کا دم الشعرا مانا جاتا ہے۔ وہی جسے شاہنامہ ایام شنوی کا خاکہ قائم کیا تھا۔ اسی خاندان کا شاعر تھا۔ اسی عہد میں سب سے پہلی کتاب فارسی میں لکھی گئی۔ عربی تاریخ طبری کا ترجمہ ہے جو منصور سامانی کے حکم سے اسکے وزیر نے کیا تھا۔ فارسی میں اس سے کسی قدیم تر کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔

سامانیہ حکومت کے بعد ایران پر غزنویوں کی پھر سلجوقیوں کی اور پھر خاندان شاہیوں کی شاندار حکومت قائم ہوئی۔ ان سلطانوں کے زیر حکومت ادبیات فارسی کو دن و رات چرگنی تر تہی ہوئی گئی۔ محمود غزنوی کا دارا شاعروں سے بھرا ہوا تھا جن میں سے عضدی، فرخی، زودکی و اسدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ زودکی کا شاہنامہ فارسی کی چار بہترین تصانیف میں شمار ہوتا ہے۔ منہج پوری جس کے قصائد مشہور ہیں غزنوی دربار میں سے تعلق رکھتا تھا۔

سلجوقیہ خاندان نے ۱۰۷۱ء تک حکومت کی۔ طغرل۔ اب اسلاں۔ ملک شاہ اور سنجر خاندان کے باعث غزنوی بادشاہ تھے۔ نظام الملک اسی خاندان کا مشہور آفاق وزیر تھا۔ جس نے ہندوستان میں درمنہ نظامیہ قائم کیا۔ جس میں ہندی ایسے صاحب فضل و کمال نے قبیلہ حاصل کی۔ سلجوقیہ عہد میں تصانیف کوئی۔ تہذیبی ترقی کی۔ اور سی۔ خاقانی، طہر فارابی اسی زمانہ کے مشہور تصنیف گو شاعر ہیں۔ اسی عہد نظامی گنجوی نے پانچ شویاں جو حسنہ نظامی کے نام سے مشہور ہیں تصنیف کر کے شاعری کی دنیا میں ہجوم بچا دی تھی۔ نظامی عروضی جس کا چار تھا مشہور ہے اور عزیزام و دولوی اسی عہد میں تھے۔

خاندان شاہیوں نے ۱۲۳۱ء تک حکومت کی یہ بھی بہت ہی علم پرور تھے۔ سمران کے عہد میں تاج محمد طوفان اس شہرہ کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وسط ایشیا کے اسلامی ممالک کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ چنگیز اور ہلاکو خاں کی حملہ آوریوں اور غارتگریوں سے خراسان کے میکہ شام تک تمام ممالک

ہو گئے۔ لاکھوں آدمیوں کا خون بہا۔ سینکڑوں شہر برباد ہو گئے۔ بے شمار رسولِ مسجدوں اور پنجواں کی اینٹ سے اینٹ کی گئی۔ ۱۷۵۷ء میں ہندو کی خلافت عباسیہ کا اٹھایا ہوا چراغ گل ہو کر تاریکی کا آغاز ہوا یہ آسامی فاتحین غیر مسلم تھے لیکن دوسری تیسری پشت میں سب کے سب کمان ہو گئے۔ ہلاکو کی اولاد ایل خاں کلاتی ہے جنہوں نے ۱۲۵۷ء تک حکومت کی مگر وہاں اور ابو حنیفہ باغی خان کے مشہور بادشاہ ہیں۔ پھر ۱۳۰۷ء تک ایران میں طوائف الملوک رہی جس کا خاتمہ تیمور لنگ کے ہاتھوں ہوا۔ اس نے بھی تمام ایران کو تہہ بالا کر ڈالا تھا۔ اس نے اور اس کی اولاد نے ۱۵۰۷ء تک حکومت کی۔ اس کی اولاد میں سے شاہ رخ مرزا، الف بیگ اور ابو سعید قابل ذکر بادشاہ گذرے۔

اس نامادری عہد میں صوفیانہ شاعری نے ترقی کی۔ فرید الدین عطار، بولانا، جلال الدین رومی اسی عہد کے ممتاز شاعر ہیں۔ یہ عہد غزل کیلئے بھی مشہور ہے۔ سعدی اور حافظ ایران میں اور ابن خلدون، ہندستان میں بہترین غزل گو تھے۔ سعدی کی نگشتاں اور بوستان کے نام کس نے نہ گھٹے ہوں گے۔ اس دور کی علمی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ فارسی کی چار بہترین کتابوں میں سے تین کتابیں اس عہد میں تصنیف ہوئیں یعنی شوی رومی، گلستان در دیوانہ خانہ (جو تھی کتاب فردوسی کا شاہنامہ ہے)۔ حضرت جامی اس دور کے آخری حصے کی یادگار ہیں۔ انہوں نے بھی امیر خسرو کی طرح نظامی گنجوی کی پانچوں شنوئیوں کا جواب لکھا۔

اس زمانے کی شرکی کتابوں میں گلستان کے علاوہ اخلاق اصری، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی اور اہلبی وغیرہ قابل ذکر ہیں اس عہد میں تاریخیں بہت لکھی گئیں۔

اس نامادری دور کے بعد ایران میں صفویہ خاندان برسرِ اقتدار آیا۔ جس نے ۱۵۰۱ء تک حکومت کی ہندستان میں ان کے ہم عصر سلطان حسین نے تھے۔ ایران میں صفویہ خاندان کے بعد بادشاہ کی حکومت ابھی پچھلے عرصے کی طوائف الملوک کے بعد ۱۶۰۵ء میں تاجاویہ خاندان قائم ہوئی۔ اس خاندان کے بادشاہوں میں ناصر الدین خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے یورپ کا سفر کر کے اپنا سفر نامہ فارسی جدید میں لکھا۔ ۱۹۱۷ء میں رضا خاں پہلوی نے تخت ایران پر قبضہ کر کے تاجاویہ خاندان کا خاتمہ کر دیا اور پہلوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

ان ضعیفہ اور تاجاریہ عہدوں میں باافغانی بختیشامی - قاسمی - عندلیب خیر نے ایران میں اور فیضی - غنی - نظیری - صاحب - علی خزین - علیہ نقاد و سیدل - غالب وغیرہ نے ہندوستان میں وادشاہی دی - اشرف رشتی - پور داؤد - عارف تفریزی وغیرہ کا شمار ایران کے موجودہ شعرا میں ہوتا ہے - اور ہندوستان میں ڈاکٹر اقبال فارسی کے بہترین شاعر اس زمانہ میں تھے -

ان دونوں عہدوں کی شرکی تصانیف میں ایران میں غزالی کے علاوہ شی سکندر کی عالم آرا کے عباسی - مرزا احمدی کی جہاں کشائے نادری اور دروہ نادریہ - لطیف علی بیگ کا آتشکدہ اور رضا علی ہدایت کی بیت الفصحی - اور ہندوستان میں بادشاہ فرشتہ - ابو الفضل کا اکبر نامہ اور آئین اکبری - ظہری کی سنہ شریطوری - ترک جاگیر کی - وقائع نعمت خاں عالی - وقائع عالمگیری - سکات سید اور غالب کی تصانیف قابل ذکر ہیں -

تنقید

ہے، ایات فارسی کی بابت جو کچھ اوپر بیان کیا وہ تاریخی نقطہ نگاہ سے بیان کیا تھا۔ اب ہم نقادانہ نقطہ نظر سے فارسی شریط و نظم پر کچھ بحث کرتے ہیں۔

فارسی شریط پہلے شریط کو لیتے ہیں۔ آغا فارسی سے لیکر اب تک ہم کو شریطین طرح کے طرز کا وجود ملتا ہے۔ پہلا طرز تو وہ جسے تمدن کا طرز کہہ سکتے ہیں یعنی ایسا طرز جس میں سادگی اور میاں خلی - شائستہ اور استواری پائی جائے۔ اور چلے چھوٹے پھوٹے ہوں۔

ثانویہ عہد کے وسط تک عموماً اسی طرز رائج تھا۔ چنانچہ ترجمہ نادری طبری - سیاست نامہ چارمقالہ - اور ناصر خسرو کی تصانیف کا طرز کم و بیش یہی ہے۔ عہد تاتاریہ کی بعض کتابیں بھی اسی طرز میں ہیں مثلاً اخلاق - اصری کا یہی حال ہے۔ ہندوستان میں ابو الفضل کی آئین اکبری تا تاریخ فرشتہ اور وقائع عالمگیری کا کم و بیش یہی طرز ہے۔

دومرا طرز وہ ہے جسے شریطین نے شروع کیا اور شاخیرین نے کمال دانتا کو پہنچایا۔

نظام کی گنجوی نظیر ناز بانی - عریخام -

تیسرا دور خزانہ شامی و تاجی حمدوں کے شعرا کا - مثلاً ایک - فرید الدین عطار
مولانا رومی - سعدی - حافظ - جامی -

چوتھا دور صفویہ اور تاجا یہ حمدوں کے شعرا کا - انیسویں صدی تک بابائے
محکم کاشی - عربی فیضی - نظیری - صاحب - بیدل - خاآنی - غالب -

پانچواں دور - حمد و حمد کے شعرا کا - اشرفی - پور دادر - عارف قزوینی - ڈاکٹر آقا
پہلے اور دوسرے دور کے شعر اگر تقدیر یا قدر لگتے ہیں - تیسرا دور و سطیہ شعرا کا ہے -
چوتھا شاعرین کا - اور پانچواں ماسویں کا -

پچھلے دور میں چونکہ تمدن کی ابتدا ہے اسلئے زبان سادہ ہے آؤ کو لغت اور آؤ سے خانی
نظری شبیس ہیں اور ترب ترب کے استعارے - یہ دور زیادہ تر شوی کیلئے مشہور ہے
اگرچہ شوچری کے تصانیف بھی شہرت رکھتے ہیں -

دوسرے دور میں ایک طرف تو تمدن اور نظم میں ترقی ہوئی اور دوسری طرف نازی نے
عربی علوم سے فیض اٹھایا ان دونوں باتوں کا مجموعی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ استعارات
تشبیہات کی بھرمار ہو گئی اور جنہوں کو آفرینی کا رواج ہو گیا - پہلے دور کی مشورہ ہی شاہناہ
ہے اور دوسرے دور کی ایہ ناز - اور سخی نظم سکندر زامہ ہے - دونوں کے طرز میں کیا فرق
پائے گئے - یہ دور زیادہ تر تصانیف کیلئے مشہور ہے - اگرچہ نظامی کی شویاں بھی حوالہ دینا چاہئیں -

تیسرے دور میں طبیعتیں مصنوعی طرز شاعری سے جو دورانی میں لکھنے لگتے تھیں
اور بدعمل ہوا - اب پھر سلاست زبان - لطافت الفاظ - اور محاکات جذبات کی مہارت
توجہ کی گئی سعدی دعا فظ اسلئے انقلاب کے پیدا کرنا شروع ہوئے ہیں - یہ دور خود طبیعت کے
ساتھ صوفیاد شاعری اور غزل کیلئے ممتاز ہے -

چوتھے دور میں جب شاعروں نے دیکھا کہ میدان تنگ ہو گیا ہے اور استعارات اور
تشبیہات کا سراپا پہلے ہی حتم ہو چکا ہے تو انھوں نے اپنا کمال اسی میں دیکھا کہ

استعارے کو استعارہ اور مجاز کو مجاز و بجا نہ بنا کر رادِ غنوری دیں۔ اسی کے ساتھ لہذا نہ زبان بھی کمال کو پہنچ گئی۔ اور تخیل اور مضمون آفرینی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہاں تک کہ بیدل وغیرہ شاعرِ دل کے ہاتھوں شاعری چیتاں ہو کر رہ گئی۔ اس دور کی خاص چیزیں تصنیف اور غزل ہیں۔

پانچویں دور میں پھر وہ عمل ہو کر سلاستِ زبان اور سادگیِ ترکیب کا دوم دورہ قائم ہوا وطنی اور قومی شاعری اس دور کی نمایاں خصوصیت ہے۔

اصنافِ شعر

شعر کے لغوی معنی جاننے کے ہیں۔ مگر شعر کی اصطلاح میں اس کلامِ موزوں کو کہتے ہیں۔ جو بوزانِ مفرہ میں سے کسی وزن پر ہو اور شفعہ ہو اور بالقصد کہا گیا ہو۔

تقدیمِ فارسی اور پہلوی کی بابت تو کچھ یہ نہیں چلتا کہ ان زبانوں میں شاعری تھی بھی یا نہیں۔ لیکن اسلامی فارسی کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس زبان میں سب سے پہلے حکیم ابو حفص حدی نے جس کا ساتویں صدی عیسوی کے آخر یا آٹھویں صدی کے شروع میں انتقال ہوا شعر کہا۔ مگر فارسی کا پہلا باقاعدہ شاعر خطلہ بادیشی المتوفی ۳۲۸ھ ہے۔ اس کے بعد پہلا مشہور صاحبِ دیوان شاعرِ دکن المتوفی ۱۱۹۷ھ ہے جو عام طور سے فارسی کا آدم الشعر کہلاتا ہے۔

شعر کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں سے مثنوی تصنیفہ۔ غزل۔ اور رباعی اہم ہیں۔ اس لئے اس کو رس میں ان ہی چار صنفوں کو شامل کیا گیا ہے اور ان ہی کی یہاں تعریف ہے۔ بیان کی جاتی ہے۔

مثنوی مثنوی نسبت میں خوب ہے یعنی کئی حرف جس کے معنی دو، دو کے ہیں۔ اصطلاح میں ایسے ہمزون اشعار کے مجموعہ کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کا تانید بعد آگما نہ اور ہمزون مربوط اور مسلسل ہو۔ شاعری میں برصفت تمام اصنافِ شاعری کے بہ نسبت زیادہ تغید۔ متن اور زیادہ

ہم گریہ ہے۔ شاعری کے جس قدر مضامین ہیں وہ سب اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں جذبات انسانی، مناظر قدرت، واقعہ نگاری، تخیل ان تمام چیزوں کے لئے شاعری سے بہتر کوئی میدان نہیں۔ اس آسانی اور وسعت کی وجہ یہ ہے کہ شاعری کا ہر شعر غلطہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ پابندی نہیں ہوتی کہ پوری نظم ایک ہی تانیہ میں ادا ہو۔

شاعری کے سب سے پہلے موجد کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اگر وہ کی کو نازی شعر کا باد آدم ما جاسے تو شاعری کا موجد بھی اسی کو کہنا چاہیے۔

شاعری باعتبار مضامین مختلف قسم کی ہے۔ مثلاً اگر اس میں کسی قوم یا بادشاہ کی تاریخ ہو تو وہ اتر کھلاتی ہے۔ مثلاً شاہنامہ و سکند نامہ اگر اس میں اخلاق کا ذکر ہے تو وہ اخلاقیہ کہلاتی ہے۔ مثلاً بوستان۔ اور اگر اس میں کوئی قصہ یا افسانہ ہو تو وہ شاعری افسانہ ہے۔ اور اگر اس میں تصورات و فلسفہ ہو تو وہ صوفیانہ و فلسفیانہ ہے۔ مثلاً شاعری رومی۔

اس کو دس میں جن دو شعبوں سے انتخاب کیا گیا ہے ان میں ایک شاہنامہ ہے جس کا شمار نادر کی بہترین کتابوں میں ہوتا ہے اور جسے کسی نے قرآن العظم کہہ دیا ہے۔ دوسری شاعری بوستان ہے جو سدی ایسے صاحب کمال شاعر کی تصنیف ہے۔

غزل غزل کے لغوی معنی غزلوں سے آئیں کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح میں ایسے ہمزون شعر کے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور بقیہ اشعار کے مصرعہ انی سب ہم تانیہ ہوں۔ پہلے شعر کو جس کے دونوں مصرعے ہم تانیہ ہوتے ہیں مطلع کہتے ہیں اور آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا شخص لانا ہے مطلع کہتے ہیں۔ غزل کے ہر شعر کا مضمون جدا گانہ ہوتا ہے۔ غزل میں یادہ عشق و محبت کے جذبات ہی بیان ہوتے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ہر قسم کے افسانہ، اخلاقی اور تعلیمی مضامین بھی ادا کئے جاتے ہیں۔

فارسی میں شاعری کی ابتدا تصدید سے ہوئی۔ تصدید کی ابتدا میں غنچہ اشعار کے کاوشگر تھے۔ اس جیسے کو الگ کر لیا گیا تو غزل بن گئی۔ فارسی شاعری کے باد آدم دود کی کہہ رہے ہیں اس میں غزل کی صنف مستقلاً قائم ہو چکی تھی۔

عہد قدیم میں غزل نے کچھ ترنہ نہیں کی۔ غزل کی ترقی کا سہرا متوسطین کے سر ہے۔ اور متوسطین میں سے بھی شیخ سعدی کے سر ہے جنہوں نے اس میں عجیب و غریب پھول نکادی۔ ان کے بعد ہندستان میں میر خوسرو اور ایران میں خواجہ حافظ نے اس جوش سے یہ فن پھول نکادیں کہ زمین سے آسمان کا، گو بخی اُٹھنا، تناخرین میں عربی اور نظیری ایسے شعرا نے، اس میں نہ نہی نہ مضامین داخل کر دیئے۔

قصیدہ و قصیدہ ایسے ہوزن و ہم قافیہ اشعار کے غزل جیسے جوئے کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا بھوکھا بے۔ یا وعظ و پند اور تعنید یا اور شکایت و درد گار وغیرہ مضامین بیان کئے جائیں۔ اُس کا بھی پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ ابتدا کے اشعار کو جزئہ تہد کے طور پر لکھے جاتے ہیں تہد یا تشبیب کہتے ہیں۔ جس شعر میں تہد سے اصل مطلب کی طرف توجہ مرکوز یا مخلص کہلاتا ہے۔

جس زمانے میں فارسی میں شاعری شروع ہوئی عرب کی شاعری مدحیہ تھا مدح و تحسین۔ اسلئے فارسی شعرا نے بھی ان ہی کی تقلید کی یہی وجہ تھی کہ فارسی میں شاعری کی ابتدا قصیدہ گوئی سے ہوئی۔ قصیدہ گوئی میں تقدیر میں منوچہری، اوردی، خاتانی، طہیزاریابی، اور متوسطین میں سلمان ساؤجی اور تخرین میں سے عربی، نظیری وغیرہ شہرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ سعدی نے قصیدہ میں کوئی خاص شہرت حاصل نہیں کی۔ مگر چونکہ انھوں نے مدح و ستائش کے فرسودہ و پامال میدان کو چھوڑ کر دلچسپ مضامین پر قصیدہ لکھے ہیں، اور پھر شیرینی بیان اور سلاست زبان ان کا خاص حصہ ہے۔ اسلئے ہم نے ان کے چند قصائد کو اس کو بس میں شامل کیا ہے۔

رباعی اس کو دو ہی اور تہذیب بھی کہتے ہیں۔ اس میں چار ہوزن مصرعے ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ تیسرے مصرعے کے لیے ہم قافیہ ہونا لازمی نہیں۔ رباعی کی ایجاد صفاریہ عہد میں ہوئی۔ ایک دفعہ یعقوب بن ایف صفاری بادشاہ ایران کے بیٹے کی زبان سے کھیل میں بے ساختہ یہ ہوزن مصرعے نکلا: "غلطان غلطان ہمیں رود تالاب کو" بادشاہ کو یہ کلام پسند آیا۔ اُس نے اپنے دربار کے شعرا کو بلا کر نہایا تو انھوں نے تین مصرعوں کا اضافہ کر کے رباعی بنا دی۔

رباعی کے چار درجہ عربوں میں ایک مسلسل مضمون ہوتا ہے اور چوتھا مصرع رباعی کی جان ہوتا ہے۔

رباعی میں ہر قسم کے مضامین ادا کئے جاتے ہیں۔ رباعی گوئی میں سب سے پہلے ابو سعید بن ابی خزیمہ توفی ۱۴۴ھ نے شہرت حاصل کی اور اس کے بعد عریضاً مینشا پوری اپنے اسلوب بیان کی ولادہ نری کی وجہ سے اس صنف شاعری کے آسمان کا آفتاب ہو کر چمکا۔

۱۔ فردوسی طوسی المتوفی ۵۲۰ھ (غزنوی عہد۔ متقدّم)

فردوسی۔ ابرالقاسم حسن بن اسحاق بن شرف شاہ طوس کا باشندہ تھا۔ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ آثار و احوال میں پرورش پانے کی وجہ سے طبیعت میں خاصا زور پیدا ہو گیا تھا۔ ترقی کے شاہنشاہان کے ذکر و عنان و ال تحسید و عروج و خراج کی داستان نظم کی جو عوام نے بے حد پسند کی طوس کے گورنار ابو منصور اور سید خاں نے بہت افزائی کی۔ سلطان محمود نے جب اسکا شہر و شاہزادہ میں طلب کیا۔ زور دیا۔ پہلے ایک باغ میں مقیم ہوا۔ اور بعدہ دربار محمود میں جگہ ملی محمود نے ایک باغ رہنے کو دیا۔ اور فی شعر ایک دنیاہ انوام کا وعدہ کیا۔ حکم تو یہی تھا کہ جب انرا شعر ہو جایا کریں تو ہزار اشتریاں دے دی جائیں۔ اس کا ارادہ تھا کہ طوس میں اس گراں بہادہ سے بند بند ہوا دے گا۔ تاکہ عوام کو سیلاب کی وجہ سے نکال دیت، نہ برداشت کرنا پڑیں لیکن تاہیں انیسویں واقعہ یہ کہ زردوی کو اسکی اعجاز و اور بھر نگاری کی خاطر نواہ داد نہ ملی سیاسی چالیں کا سیلاب ہو گئیں۔ اور سوار و پیہ سے بد لایا۔ اس سے زردوی اندر وہ ہو گیا اس نے وہ روپیہ و ہر سب اٹھا دیا اور دوسرے دن سلطان محمود سے معافی مانگ کر غزنین سے زاد ہو گیا اور چلتے وقت ایاز کو ایک سر پہ ہر افادہ دے گیا کہ میں نے گورنار و شاہ کو دیا جائے۔ پناہ پچھو نے جب وہ لفافہ کھولا تو اس میں محمود کی وہ تصویر تھی جو بادشاہ سلطنت کے محمود نے انکر رکھا۔ اور ہر شاہنامہ کے نسخے کے شروع میں آج بھی موجود ہے۔ خانقہ بدستان میں اس تصویر کے شاہنامہ کو بحساب فی اشتر فی خرید لیا اور زردوی نے زردت بھی کیا لیکن وہ جو اس قدر مشہور ہو چکی تھی کہ تمام ہر کسی۔ اسی دوران میں اس نے دیا کہ خوش کرنے کیلئے بوسعت اپنی لکھی لیکن شاہنامہ کا ذکر کہاں۔ پھر عرصے کے بعد زردوی کا خیال محمود کو پھر آیا اسی وقت وہ ہزار اشتریاں محمود میں

لیکن کیا جانتا ہے کہ ایک دروازہ سے طوس میں گرانیہا انعام داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے
زردی کا بشارہ نکلا۔ یہ نرم کسی لڑکی کو دنیا پا ہی لیکن لڑکی بھی آخر زردی کی تھی اس نے یہ تم لیتے
انکار کر دیا۔ چنانچہ گور زطوس نے طوس میں ایک عالیشان کا دروازہ ایک سلطان محمود میر کی۔

۲۔ عمر خیام المتوفی ۵۲۳ھ

عمر بخوبی متقدّمین

عمر خیام۔ اس کا نام عمر اور باپ کا نام ابواسم تھا جو نیمہ دوزی کا کام کرتا تھا جس کی وجہ
خیام لقب ملا۔ پیشاپر وطن ہے وہاں اُسکے پاس کچھ جاگیر بھی تھی۔
خیام فلسفہ و حکمت میں اپنی سینا کا سرافوق و حدیث میں امام خواہاں اور علامہ زراں سمجھا جاتا
تھا۔ ایک مرتبہ کتب خانہ کتاب الشفاء میں وحدت و کثرت کی بحث دیکھتے دیکھتے اٹھا اور عشا
کی نماز پڑھی اور بعد میں یہ دعا کی کہ خداوند اچھے بگن تھا تجھے پہچانا۔ اب میری معرفت کہ کیا جانتا ہے کہ
یہی الفاظ زبان پر جاری تھے تو نفس غصہ سے ظاہر روح پر دوا کر گیا۔ اس کا نتیجہ دنیا میں
ہے خیام اگرچہ فلسفہ بخیرم، شعر ادب میں کمال رکھتا تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ اُنکی دائمی شہرت
نہایت باعیات کی وجہ سے ہے جن کی تعداد سلاخوں سے کہیں زیادہ یورپ نے کی۔ یورپ میں نظر
جیرارڈ کے انگریزی ترجمہ پر باعیات کی وجہ سے عمر خیام کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

مولانا شبلی کی مندرجہ ذیل رائے عمر خیام کی راہیوں کی بابت یاد رکھنے کے لائق ہے۔
"خیام کی راہیاں اگرچہ نیکو طبعی و خیرا بدلی ہیں لیکن سب کا تذکرہ ترک مرن چند
مضامین ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی و خورشیدی کی ترغیب۔ شراب کی تشریف و مسئلہ جبر
توبہ و استغفار ان میں سے ایک ایک مضمون کو وہ موسود نہ لکھتا ہے لیکن ہر ذمہ اہل طبع
بدکر لکھتا ہے کہ مسئلہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی نئی چیز ہے۔"

۳۔ سعدی المتوفی ۱۲۹۱ھ (عہد تاج الملوک)

شیخ شرف الدین بن مصلح الدین عبد اللہ ان کے والد تاجک سعد بن زنگی دہلی شہزادہ ۱۱۹۵-۱۲۲۲ھ کے دربار سے تعلق رکھتے تھے۔ اسوجہ سے سعدی تخلص اختیار کیا ان کا سال ولادت غالباً ۱۲۰۵ھ ہے اور مولفہ تیرا زمان کی تعلیم نظامیہ دارالعلوم بغداد میں ہوئی اور ابن جوزی سے حدیث کا درس لیا۔ ۳۰ برس طلب علم میں صرف کئے۔ تیس برس سیاحت اور تیس برس عبادات و ریاضات میں صرف کئے کہا جاتا ہے کہ پانچ اربعین شریفین کی زیارات سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت شہاب الدین سرور دہلی کے دست ختی پرست پر بہت کی۔ سیاحت کے دوران میں مولانا روم سے ملاقات کی۔ تاجاویہ حکومت کے دو گز نوجواں جیل الدین جوینی اور علاء الدین جوینی (جو دونوں بھائی تھے) شیخ کے بڑے مددگار تھے۔ آخر عمر شیخ نے کرشنہ نشینی اختیار کر لی۔ ۶۹۱ھ میں انتقال کیا۔ شیخ سعدی کا شمار عہد تاجری کے مشہور ترین شعراء و صوفیوں میں سے ہے۔ شیخ کی تصانیف میں گلستاں بوستاں بہت مشہور ہیں گلستاں کا مجموعہ انصوار کے نزدیک نادی ادبیات کی ہم نایاب کتابوں میں شمار ہے۔ بوستاں اکیل خلاقی شہزادی ہے جس کی مادگی توصیف سے بالاتر ہے بلکہ سہل ممتنع کی نظم میں اگر شالی ہے تو یہ ہے زلفہ و اخلاق کے کل مسائل اس قدر خوش اسلوبی سے نظم کئے ہیں کہ زبانوں پر ضرب المثل ہو گئے ہیں۔

تصانیف و تطبیقات کا بھی یہ رنگ ہے کہ سوا عظیم و فصیح کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں اور لطف و زور نصاحت خدا داد کا پانچونہویں۔ اور اسے وقت کی درج سرائی بھی سمجھی کہی کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ بجا آخر شمار سے ان کا دامن آلودہ نہیں ہے۔ غزل گوئی کو ترقی دینے والا بھی شیخ سعدی ہی ہیں۔ شیخ نے عربی تصانیف بھی لکھی ہیں اور ایک انتہرینہ نامہ بھی فارسی میں بچوں کے لئے نظم کیا ہے۔

۴۔ محمد قاسم ہندو شاہ المتوفی ۱۶۲۶ھ

(عہد غلیہ)

نور احمد نام ہندو شاہ تاجیک ۱۵۵۲ھ میں مقام استرا (ازام) پیدا ہوا۔ ان کے بھائی

نظام شاہیوں کی وجہ سے احمد نگر (دکن) آ رہا تھا۔ ایران و عرب سے لوگ تلاشِ ماسٹس میں دہاں جایا کرتے تھے۔ مختار حاکم ہنوز سچے ہی تھا کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسین نظام شاہ اول کے عہد میں احمد نگر پہنچ گیا۔ وہیں اُس نے قیلمِ حائل کی جواں ہونے پر اُسے مرتضیٰ نظام شاہ کی ملازمت مل گئی لیکن سرفارے میں جبکہ کسی معاملہ میں ایرانی لوگ دہاں سے شہرِ مدبر کے نکلے تو اُسے بھی احمد نگر چھوڑ کر بجپور جانا پڑا دہاں پہنچتے ہی وہ ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے علمِ طب پر اختصاصاتِ فاضلی کے ام سے ایک کتاب لکھی۔ بادشاہ نے اس کے طرزِ تحریر کو پسند کر کے نیز اس کا شوقِ مطالعہ توادخ دیکھ کر ہندوستان کے عہدِ سلاوی کی تاریخ لکھنے کیلئے امر کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ تصنیف جو تاریخِ ہندوستان کے نام سے مشہور ہے، ۱۱۱۱ھ میں شروع کر کے ۱۱۱۱ھ میں ختم کی۔ اس میں محمود غزنوی سے لیکر تیرہویں صدی تک کے حالات درج ہیں اور ہندوستان کے علماء و فقہاء کا بھی ذکر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب میں بہت سی تاریخی غلطیاں ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مختار حاکم میں تاریخی تنقید کا ملک نہیں تھا۔ ابراہیم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان میں اس سے پہلے یہی جامع تاریخ نہیں لکھی گئی۔ اس میں ۳۲۲ کتب تاریخ سے مدد لی گئی۔ اس کا طرزِ سادہ سلیس، حسین اور آدیز ہے مصنف نے ۱۱۱۶ھ میں انتقال کیا۔

۵۔ اورنگ زیب عالمگیر کی تاریخ

(مغلیہ عہد متاخرین)

اورنگ زیب عالمگیر - سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کا نام ہزار تاریخ ہند کے طالب علم کو معلوم ہے۔ وہ ایک جید عالمِ ادب و دانش ہے۔ دلت تھا۔ رعایاں عالمگیری اُس کے خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ہے اُس کے رد و قول میں تدبیر کے طرز کی سی سادگی، سادگی، سلاست، استواری اور اختصار پایا جاتا ہے۔ رد و قول اور بے ساختگی کا یہ عالم ہے کہ اکثر متونوں پر کالمہ کا ذکر ہوتا ہے۔

الشمس الحسن الحسن

انتخاب از گلستان سعدی

دہلی

و بیایچه
 شست خدا سواد تو و جل - که طاعتش موجب قربت است و شکرش بر اندیش
 منیر نعمت - هر نفس که ترو میزد و حمد تیات است و چو می آید تو شکر ذات
 پس در هر نفس دو نعمت وجود است و بر هر نفس شکر و واجب است
 از دست در زبان که بر آید و کز عهد شکرش بر آید

63

بندہ ہال بہ کہ تقصیر خویش
در نہ ترا و از خداوندیش

سندہ بد گاہ چند آورد
کن تواند کہ بجای آورد

باران رحمت بے حسابش ہم جا سیدہ۔۔۔ و خوان قیمت بیل فروش تاسم
جا کشیدہ پرده ناموش بند گال گنناہ فاحش دزد و زانیہ روزی کھٹا
شکر بتور۔۔۔ قطعہ

اسے کہیں کہہ نہ سکتا تھا غیب

۱۰۰ شکر و احسان ۱۰۰ لفظ اندر آید ۱۰۰ دراز کننده ۱۰۰ دخت و خیره ۱۰۰ کتابی

Am 2. 9. 1914

ما کفایت کعبہ جلالتش بہ تقصیر عبادت مترنند کہ عبادت نکندیم ترا حق عبادت
تو دو اصفان علیہ جالش تجیر منسوب کہ نہ دریا فیتیم ترا دریا فتنی تو۔
قطعه

گر کسے وصف او زمین پر رسد بیدل از بے نشان چہ گوید باز
ما شوقان کشتگان مشغولند بر زیادہ تر کشتگان آواز
یکے از صاحب دلاں سرسجیب مراقبہ فرد بردہ بود۔ در بحر مکاشفہ مستغرق
شدہ۔ طے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محبان گفت ازیں ہوتاں
کہ بودی چہ تحفہ کراست کردی اصحاب را گفت سخا طرداشتم کہ چون
بدخت گئل برسم دامنے پر کنم ہدیہ اصحاب را۔ چون برسیدم بے شکل
چنانم ست کہ وہ دامنم از دست برنت۔ قطعه

اے مرغ سخن عشق ز پروانہ بیاموز کاں سوختہ را جاں شدہ آواز نیام
ایں مدعیان در طلبش یخبرانند کاں را کہ خورشید جرش باز نیام
قطعه

اے برتر از خیال و قیاس گمان دہم و در ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
ذکر تمام گشت و بہا یاں رسید عمر ما پہچان در اول وصف تو ماندہ ایم

در جبت الیفت کتاب

نیک شب تا ازل ایام گذشتہ سیکردم و بد عمر تلف کردہ تاسف
اے گوشہ نشیناں اے صورت شکل تہ اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرنا اے اسرار الہی کا
دل بظاہر ہر روز اے اندیشہ بیکر۔

مخورم و سنگلاخه دل را با لباس آب دیده می تعلیم - و این بیتها مناسب
حال خود می گفتم - مشغولی

هر دم از غم می رود و نفس
اے که پنجاه رفت و در خوابی
نخل آتش که رفت و کار ساخت
خواب نوسشین امداد و گیل
هر که آمد عمارت نو ساخت
و آن در گنجت بچین بود
یاد ناپا یاد دوست دارد
ماده چشیش آدمی شکم است
گر به بند و چنانکه شکم شاید
در کشاید چنانکه توان بست
چار طبع مخالفت و سرکش
گر سیکه ندر چار شد غالب
لاجرم مرد عادت کایل
نیاسد و بد چون بیاید مرد
برگ همیشه بگو و خویش فرست

چون بگم می کنم نشان بدی
مگر ایس پنج روز در یابی
کوس رحلت زنده با ساز ساخت
از داد و پیاده راز سبیل
رفت و منزل بگریه پرداخت
وین عمارت بسز برود کس
دوستی را نشاید این عذار
تا بد تیج می رود چه غم است
گو دل از عمر بر کند شاید
گر بشود از حیات دنیا دست
چند روزی که باند با هم خوش
جان شیرو بر آمد از غالب
نهند بر حیات دنیا دل
خدا کش آتش که گوی بگوید
کس نیاید و پس تو پیش فرست

لغت پهلوانی عبارت از آنکه مراد از راه که هر چه بخواهد بگوید این را بگوید
که به راه پهلوانی آنکه بگوید این را بگوید

عمر رنست و آفتاب تروز اندکے ماند و خواجہ غرہ ہنوز
 اے تھی دست رفتہ در بازار ترست پر نیادری دستار
 ہرکہ مزدوع خود خورد بخوید وقت خرمش خوشہ باید چید
 پند سعدی بگوشش دل شنو رہ چنین ست مرد باش و برد
 بعد از تامل ایں معنی مصلحت آں دیدم کہ در نشین عزت نشینم و
 دامن از صحبت نرا ہم چہیم بد و فزا گفتار ہاے پریشاں بشویم و بن
 بعد پریشاں بشویم۔

بیت

زباں بیدہ بچنے نشسته صتم و حکم بہ از کسے کہ نہ باشد زبانش اند حکم
 تا کیے از دوستان کہ در کجاوہ امیران بودے - دور جہرہ جلیس - ہر دم
 قدیم از در در آمد - چہ انکہ نشاط ملاعت کرد - و باطیلا عبت
 گشتو - جوایش بگفتم و سرا از زانوے تعبید بر نہ گرفتہ بنجیدہ گمہ کرد - و

قطعہ

سکونت کہ امکان گفتار بہت بگواے برادر بطفت و خوشی
 کہ فزا چو پیک اجل در رسد بگمہ نروست - زباں در کشی
 کسے از متعلقان منش بر حسب واقعہ مطلع نمہ دانید کہ فلاں عزم
 کردہ است - ذہبت جزم کہ بقیت عمر متکلف نشیند و خاشاکی گزیند۔

لے خیر بیگیوں! جو کی نرالی تہ گوشہ تہ ہرادر گو گام تہ محل جو اونٹ پر ہوتی ہے تہ
 ہازی کردن تہ مزاج سہنی۔

تو نیز اگر توانی سرخوش گیر و بجا نیت پیش - گفتا بغزیت عظیم و صحبت
قدیم که دم بر نیارم و قدم بر ندارم گم آنکه که سخن گفته شود بنا و
مالوف و طریق معروف - که آذر دل و دستان جل است و کفایت
بیس سهل - خلافت راه صواب است و عکس راه اولی الالباب
دو الفقار علی در نیام و زبان سعدی در کام -

قطعه

زبان در دهان خردمند چیت - کلید در گنج صاحب هنر
چو در بسته باشد چه داند گیس - که جو هر فردشت یا پیله در

قطعه

اگر چه پیش خردمند خاموشی اول است - بوقت مصلحت آن به که در سخن پوشی
و در چیز طیر و عقل است دم فرو بستن - بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
نی جمله زبان از کمال است او در کشیدن قوت نه اشتهم - در و سه از
مخافه است بگردانیدن مروت نه اشتهم - که یار موافق بود و محب صادق

بیت

چو جنگ آوری با کسی بر ستیز - که از دوسه گزیرت بود یا گمیز
بگم ضرورت سخن گفتن - و تفرج کنایا بیرون رفتن - در فصل رست
که صورت بر آید میده بود - و آوان دولت در در میده

له یک - اچنی نه چو نه دو - عطاری کا سارن سولی اندر آبریشم و غیره و خسته کز ابرو سه
سکی نخت نه با هم کلام کز نه بات چیت کز نه دبه نه مگلاب

قطعه

اول ادوی بہشت ماہ جلالی بابل گویندہ بر منابر تضاہبان
 ہر گھل سرخ از نم آفتادہ لالی ہچم عرق بر عذار شاہ غضبان
 شیب را بہرستان با یکے از دوستان اتفاق مبیعت افتاد موضع
 خوش و خرم و درختان دلکش و در ہم گفتی کہ خرد وہ مینا بر خاکش ریختہ
 و عقد نریا از تاش آویختہ - قطعہ

آں چہ از لالہ ہائے دنگا دنگ دیں چہ از میوہ ہائے گوناگون
 باد در سایہ درختانش گسترایندہ فرش بوستملوں
 بادادان کہ خاطر باز آمدن بر رانے نشستن غالب آمد دیدمش
 دانے گل در میان و سنبل و ضمیراں فراہم آورده و آہنگ ریوج
 کردہ گفتم گل بوستان را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستان را دوائے
 نباشد و حکیمان گفتم اندر ہر چہ پناہ و لبثگی را نشاید - گفتا طریق
 چیت - گفتم براے نہت ناظران و فحش حاضران کتاب گلستان
 تو انعم تصنیف کردن - کہ باد خزاں را بر ورق ادوست تطاول نباشد
 و گردش زمان عیش ربیش را بر طیش خریف تبدیل نکند - قطعہ
 بچہ کار آیت ز گل - طیف از گلستان من بر درستی
 گل ہیں پنج روز شش باشد دیں گلستان ہمیشہ خوش باشد

لے جمع تعصیب بنی شاخ لے کسی جگر رات، گدازنا تہہ ریزہ یکہ نام یکہ بچول کا
 تہہ پاکیزگی تہہ کشادگی - تہہ ظلم تہہ تندی و تیزی -

حالتی که من این حکایت بگفتم دامن گل بر سخت - و در دامن آویخت
 که "صاحب کرم و قشیکه و عده کنند و قانایید" فصلی در همان و زانفاق
 بیاض افتاد - و حسن مباشرت و آداب محاورت و لباسی که سکمانرا
 بکار آید و مترسلاں را بلاغت افزاید فی الجمله هنوز از گلستان بقیته مانده
 بود که کتاب گلستان تمام شد -

باب اول در سیرت پادشاهان

احکامات پادشاه را شنیدم که بکشتن اسیر اشاره است
 کرد - بجای او را کی حالت نو میدی ملک را و دشنام دادن گرفت -
 و شیط گفتن - که گفته اند هر که دست از جبال بشوید هر چه در دل دارد
 بگوید - بیت -

وقت ضرورت چه رساند گریز دست بگیرد سرش مشیر تیز
 ملک یزید که چه میگوید - یکم از ذرا ای نیک محضر گفت ای
 خداوندی گوید - انکاملین ای - و آنکه در خورند گانندم را و بشند گانند
 تقصیر است را از مرد و خدا و دست میدارد و کوئی کنند گال را
 ملک را رحمت آرد و از سرنخون او در گذشت و در دیگر که خدا بود
 گفت - انبار جنس ما را نشاید در حضرت پادشاهان حُجَر برستی سخن

گفتن۔ ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت۔ ملک روسے ازیں سخن در ہم
کشد و گوشت آں دروغ کہ و سہ گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست
کہ تو گفتی کہ روسے آں در صلتے بود و بناے ایں بر خبت و خیانتے
و خرمندہ الگفتہ اند۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی نستانہ انگیز۔

شعر

ہر کہ شہ آں کند کہ ادگوید حیف باشد کہ جز کو گوید
لطیفہ بر طاقی ایوان فریدوں نوشتہ بود مثنوی
جہاں اسے برادر نہاںد بجس دل اندر جہاں آفریں بندوبس
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چہ تو پرورد و کشت
چہ آہنگ ز متن کند جان پاک چہ بر تخت مردان چہ بر روسے خاک
۲۔ حکایت۔ یکے از لوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را خواب
دید کہ جملہ وجود اور سینہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچنان روشن ماند
بہی گردید و نظر میکرد۔ سار حکما از نادانی آں خواب فرومانند مگر
رویشے کہ بجا آورہ دو گفت بنور نگراںست کہ ملکش با گرہانست۔

قطعہ

بس نامور بزمیں دمن کردہ اند کہ ہمیشہ بزمیں یک نشان نہ
آں پیرا شہد کہ سپردند بر گل خاکش چنان سجد و کزد و استخوان نہاند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بادل اگرچہ بے نہاند کہ نوشیروان نہاند
خیبر کے لے فلاں غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نہاند

۳۰ حکایت - ملک زادہ را شنیدم کہ کوہ ماہ بود و حقیر و دیگر برادرش
 بلند و خوب روے - بارے پدر بکر است و استخار و روے نظر ہی کرد -
 پسر بفرست و استبصار بجائے آورد و گفت اسے پدر کوہ ماہ خوردند
 کہ نادان بلند نہ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ گوہ سپند پاک
 یعنی حلال و پیل ناپاک ست یعنی مردار و حرام -

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغر دانا گفت بارے با بلے زبہ
 اسے تازی اگر ضعیف بود ہیچاں از طویله خسربہ
 پدر بخندید - و ارکان دولت پسندیدند - و برادران بجاں برخیزند -

رباعی

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
 ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیت شاید کہ یلنگ خستہ باشد
 شنیدم کہ ملک برادران قرب دشمنے صوبے رود - چوں لشکر
 از ہر دو طرف روے در ہم آوردند - و قصد مبارزت کردند اول کسے
 کہ بمیدان در آمد آں پسر بود و گفت - قطعہ

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بنی یثیبن آں منم کاہر میان کث خوں منی سرے
 کاہک جنگ آورد بخون خویش بازی نیکند روز میراں را کنگہ بگریز و بخون لشکرے
 ای بگفت و بر سپاہ دشمن زد - دستے چند مردان کاہی را کشت -

۱۰ ناپند یگے لے دلیل و کتر جاناسے پوشیدہ نہ سخت سے میدان جنگ میں ظاہر ہونا -

چوں پیش پدر آمد زمین خدمت برپسید و گفت - قطعہ

اے کہ شخص منت حقیقہ نمود تا در شتی ہنر نہ پسندار می
اسب لا غریباں بکار آید روز سیدان نہ گاو پر و آری
آوردہ اند کہ سیاہ دشمن بسیار بود و ایناں اندک - و جامعے آہنگ
گریز کردند - پسر نعرہ برد و گفت - اے مردمان بکوشید تا جامہ
زناں نبوشید - سواران را بگفتن او تہوتہ زیادت گشت و بسکیار
حکمہ کردند - شنیدم کہ ہمدان روز بہ دشمن ظفر یافتند - پدر سر و چشم
را برپسید و در کنار گرفت - و ہر روز نظر پیش کرد - تا دلیعہ خویش کرد -
برادران حسد بردند - و ہر روز طعامش کہ دند خواہش از غرقہ بدیدہ
در سبچہ برہم زد - پسر بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت
محالست کہ ہنرمندان بمیرند بے ہنراں جاے ایشان گیرند - شعر
کس نیاید زیر سایہ بوم در مہا از جہاں شود معدوم
پدر و ازین حال آگمی دادند - برادرانش را بخواند و گوشمال
بواجب داد - پس ہر یک را از اطراف بلا و حصہ معین کرد - تا فتنہ
فرشتہست از زراع برخاست - کہ وہ درویش در گلیے بنچند دود
پادشاہ را تلخے بگنجد - قطعہ -

نیم ناٹے گر خورہ مرد خداے بزل درویشاں کتہ نیسے دگر

لے دبا لے پر مادہ اس مقام کو کتے ہیں جلی بیل اور گھوڑے سردی اور گرمی سے حفاظت کیلئے
نکھتے جاتے ہیں درہاں کھا نیکساں بھی رہتا ہے تلے بالا خانہ لے ادب دنیا اور تہذہ کرنا -

بخت استلیم از بگیر و پادشاه همچنان در بند اقلیم دگر
 حکایت - طائفه دزدان عرب بر سر کوهی نشستند بود
 منفذ کاروان بسته - در عیت بلدان از مکائد ایشان مرعوب و لشکر
 سلطان مغلوب - بکلم آنکه ملازمی میخ از قتلہ کوهی گرفته بودند
 مجاور او ایستاده خود کرده - مدبران مالک آن طرف در دفع مضرت
 ایشان مشاوریست کردند - که اگر این طائفه ہمیں نقش روزگار
 در دست نمایند متادست متنع گردد - منومی

در نیت که اکنون گرفتار پائے به نیروی شخصه برآید بجای
 دگر همچنان روزگار رے ملی بگرد و نش از بیخ بر بنگسلی
 سرچشمه شاید گرفتار بیل چو بر شد نشاید گذشتن بیل
 سخن بریں مقرر شد - که یکے تجسس ایشان بر گزاشند - و بخت
 بگاه بیدار شدند - تا دمیکه بر سر قوس رانده بود - و مقام خالی
 مانده - تنی چند مردان واقعه دیده جنگ از موده را بفرستادند -
 تا در شب جیل پنهان شدند - شبانگاہی که دزدان باز آمدند
 سفر کرده و غارت آورده سلاح از تن بکشادند - درخت غنیمت
 بنهاندند - و سخن و شنید که بر سر ایشان تاخت آید - و خواب بود چند
 پاسته از شب بگذشت - شعر

قرص خورشید در سیاهی شد یونس اندر دبان ماهی شد

اے آئے جانے کاراته له جائے پناه له طرح له سلائی له گھائی -

مردان دلاور از کیس گاہ بدر جستند - و دست یگان یگان بر کف
 بستند - بامداداں بدر گاہ ملک حاضر آوردند - ہمہ را بکشتن فرمود -
 آلفا تادراں میاں جوانے بود کہ میوہ عنقا ایں شایبش ز رسیدہ -
 و سبہ گلستان عذارش نو رسیدہ - یکے از وزیراں پاسے تخت ملک
 را بوسہ داد - و دوسے بشفاعت بر نہ میں نہاد - و گفت این پسر چہاں
 از باغ زندگانی بر نخورده است - و از رویان جوانی تمتع نیافتہ - توقع
 بکرم و اخلاق خداوندی آفت کہ بخشیدن خون او بر بندہ مست نہند -
 ملک دوسے ازین سخن در بہم آورد - و ہدایتی را سے بلندش نیامد و گفت خود
 پر تو نیکاں بگیر و ہر کہ بنیادش بر است ، تربیت نا اہل اچوں گردگان برگزیدہ است
 نفس و بنیاد ایشاں منقطع کردن اولی تر است - کہ آتش کشتن دگر
 گدازشتن - و انہی کشتن و سچہ اش نگاہداشتن سکار و منہ راں نیست -
 قطعہ

ابرگر آب زندگی بارو ہرگز از شاخ ہیدر نشوری
 با فرد مایہ رزد گار ہبہر سزایے بود یا شکر غوری
 وزیر این سخن بشنید - و طعنا ذکر ہا بہ پندید - و چہرین را سے ملک
 آفریں خواند - و گفت - ایچہ خداوند دام ملک فرمود میں حقیقت است -
 و مسئلہ بے جواب کہ اگر در صحبت آن ہراں تربیت یافتہ طینت
 ایشاں نگرینتے - و یکے از ایشاں شدہ ہے - اما بندہ امیدوار ہوں
 لہ آغاز ابتدا ہے اخلاط لطیفی انوشی ہمہ بہرست - مودت -

بعضیت صالحان تربیت پذیرد و خوش خرد شدن گیرد - که هنوز طفل
 و یرت بقی و عنا و آں قوم در نهاد او ممکن نشده - در حدیث است
 "هرزائیده زائیده می شود بر طریق اسلام و پدر و مادرش یهودی
 می کنند - اورا یا نصرانی یا مجوسی" **قطعه**
 پسر نوح بابدان نبشت خاندان بتوش گم شد
 سگ اصحاب کعبه و نه چند سپه یکان گرفت مردم شد
 این گفت و طافه از نداسه ملک باادب شفاعت یار شدند تا
 ملک از سیر آزاد او در گذشت - و گفت - بخشیدم اگر چه مصلحت ندیدم -

رباعی

دانی که چه گفت زال با بزم گرد دشمن توان حقیر و بیچاره شمر
 دیدیم بے که آب سر چشمه نمود چون بشیر آرد شتر و بار میو
 فی الجمله پسر را بنیاد نعمت بر آرد و نه - و استاد ادب را به
 تربیت او نصیب کردند - تا سخن خطاب و در جواب و آداب
 خدمت و مکش و آموختند - و در نظر بگنان چشید آمد - بار سے ذریه
 از شما می آید و در حضرت سلطان شمه می گفت - که تربیت عاقلان
 در دانه کرده است - جمل قدیم از جبلت او بدر کرده - ملک را
 ازین سخن تبسم آمد و گفت - **بیت**
 عاقبت گرگ زاده گرگ شود گم چه با آدی بزرگ شود

لئے انسانی در زمین ملکہ مقرر کیا -

نه بال - انبای جنس او بر منصب از حد بردند و بختیست متهم کردند
در کشتن او سی بیفائده نمودند مصرع دشمن چه کند چه مریاں باشد
دوست - ملک پر سید که موجب نصیب ایناں در حق تو چیست گفت
در سایه دولت خداوندی دام ملکه بگناں را را حنی کردم بگو خود را
که ماضی نمی شوند الا بزدان نیست من دولت اقبال خداوندی باقی باد

قطعه

توانم آنکه نیاز آدم اندر دل کے خود را چه کنم کوز خود بر رخ درست
بیزا بر می آنست خود آئین بختیست که از مشقت او نه بزرگ توانی ست

قطعه

شربت شادان باز در خوا بستد مقبلان از وصال نعمت و چاه
عمر نه بنید بر ز مشقه چشم چشم آفتاب را چه گناه؟
راست نخواهی برای چشم چنان کور بهتر که آفتاب سیاه
۱۰ حکایت - یکے را از لک بجم حکایت کنند که دست تطاول
بر مال رعیت بچرا اند که ده بود و جو روایت آفتاب تا بجای که خلق
از کمال غلش بجاں بدقتند و از کمر بست جویش راه غربت گرفتند -
چون رعیت کم شد ارتفاع دلایت نقصان پذیرفت و خزینہ
توی ماند و دشمنان طمع کردند و زور آوردند قطعه

هر که فریاد رس روز مصیبت خواهد گوید ایام سلامت بچرا اندر دی کوش

لک گناه سے صاحبان آفتاب تا به رخ نمکینی -

بنده حلقه بگوش از نوازی برود لطف کن لطف که بگانه شود حلقه بگوش
باری در مجلس او کتاب شاهنامه می خواندند، در زوال ملک متحاکم
و عهد فریدون، وزیر ملک را پرسید که هیچ توان دانستن که فریدون
که گنج و چشم نداشت چگونه ملک بر او مقرر شد؟ گفتا چنانکه شنیدی
خلقه بر او تعصب گرد آید و تقویت کردند، پادشاهی یافت گفت
ای ملک چون گرد آمدن خلقه موجب پادشاهیست تو خلق را بر

چپ پریشان بکنی مگر سرباد شاهی کردن نداری فرو
 بان به که لشکر بجاں پروری که سلطان به لشکر کند سروری
 ملک گفت ، «وجب نگر و آدن سپاه در عیت و لشکر چه باشد»
 گفت بادشاه اکرم ای پسر تا به و گرد آیند ، و رحمت تا در پناه
 دولتش آیین نشینند ، ترا این چه درد نیست غنیمی

[illegible]

۱۰۰ نام بادشاہ بیک سرب و آکسین دن فیدر پتو اسناد نادر میر تقی

رفت و بر آنان مقرر شد - قطعه

بادشاهی کور و او از دلم بزرگ دست
دست داریش روزی خوشی در دست
بار عیت صلح کنی ز جنگ خصم این شین
ز آنکه شاهنشاه عادل رعیت لشکر است

فرد

غم زیر دستمال بخور زینهار
تیرس از زبردستی روزگار
در حکایت - بادشاهی با غلام عجی در کشتی نشست، و بر غلام دیگر
در باندیده بود و محنت کشتی نیاز موده، مگر کیه و آزادی در نهاد، از ده
بر انداش افتاد، ملک را عیش از و منقض بود، چاره ندانست، یکجه
در آن کشتی بود، ملک را گفت، اگر فرماں و ہی من اور اب طریقے خاموش
گر دلم، گفت غایت لطف و کرم باشد، بفرمود تا غلام را بر ریا
انداختند، چند تو بہت غوطه خورد، از آن پس سوسیس گرفتند و پیش
کشتی آورند و بدو دست و در میان کشتی آویخت چوں بر آمد بگوشت
نشست، و قرار یافت ملک را عجب آمد، پرسید کہ حکمت چه بود؟
گفت از ادل محنت غرق شدن ندیده بود و قدر سلامت کشتی نہ
دانست، و همچنین قدر عافیت کہے دانند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید و قطع
لے سیرا ترانان جوین خوش نماید
مشتوق من است آنکہ بنزدیک تو نشست
حوراں ہستی را در رخ بود اعراض
انہ روز خیال پس کہ اعراض ہست
در حکایت - یکے از کوکب نجم رخسار بود در حالت پیری و ایہ

لے شروع کی تہ و بنا کشتی تہ نام ایک عالم کا ہے جو در رخ اور بہشت کہے بیچ میں ہے ۱۲

زندگانی قطع کردہ کہ سوار سے اذو در آمد بشارت داد کہ فلان قلعہ
را بدولت خداوند بکشادیم و دشمنان اسیر آمدند و پاہ در عیت آن
طرح بجلگی مطیع فرماں گشتند ملک نفسے سرور بر آورد و گفت این مشرودہ
مرا نیست و دشنام راست یعنی وارثان مملکت - قطعہ

دریں امید بر شد در پیغ اعر عزیز
اسید بہتہ بر آمد دے چہ فائدہ ہذا آنکہ
کہ آسپہ در دلم است اذو در فرزند
اسید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

قطعہ

کوس رحلت بکونت دستِ اصل
اے کف دست و ساعد و بازو
اے دو چشم و داغ سر بھنید
ہمہ تو دے بی یک دیگر بکھنید
بر من آؤ فتادہ دشمن کام
آخر اے دوستاں گز بکھنید
روزگارم بشد بہ نادانی
من نہ کردم - شما عذر بکھنید

۹ - حکایت - ہر زرا گفتند از وزیراں پدر چہ خطا دیدی کہ
بند فرمودی گفت گناہ ہے معلوم نہ کردم - لیکن یہ یقین دانستم
کہ ہا بے من در دل ایشان بیکراست و بر عہد من اعتماد کلی نہ اند
ترسم کہ از ہم گزند خویش آہنگست ہلاک من کنند پس قول حکما را
کار کہ ہم کہ گفتہ اند - قطعہ

ازاں کہ تو ترسد ترس لے حکم
ازاں مار بر پائے راعی زند
دگر با چنود صد بر آئی یہ جنگ
کہ تو سد سرش را بکو بد بنگ

لے نگاہ لے زحمت پدر و کردن تہ ختم ہوگی لے خون شہ قصہ

نه بینی که چو گر به عاجز شود بر آرد پشنگال چشم پلنگ
 ۱۰- حکایت - باین ترتیب یحیی پیغمبر علیه السلام همگفت بودم
 در جامع دمشق که یک از ملوک عرب - که به بے انصافی منسوب بود
 در آید و نماز و عاکر و در حاجت خواست -

بیت

در پیش و غنی بند و این خاک دزد آید آنکه غنی تر اند محتاج تر اند
 آنگاه مرا گفت - از آنجا که هست درویشان است و صحت
 معالیه ایشان توجه خاطری همراه من نکنید - سر از دشنی صلب در دنیا کم
 گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن تا از دشمن تویی رحمت نه بینی -

نظم

برازوان توانا در قوت سر و دست خطاست بچه بسکین از توایع شکست
 نه سید آنکه بر افتادگان بیخناید که گرز پاسه در آید پیش بیکر دست
 هر آنکه شخم بری کشت چشم نمکی داشت دماغ بید و پیشه در خیال بطل بست
 رگوش پنبه بردن آید و او خلق بزرگ تو می تدبیر داد و روز دادی هر دست

مثنوی

نبی آدم اعضا که یکدیگر گیراند که در آفرینش نزدیک جوهر اند
 جز عضو به بر و آرد و روزگار دگر عضو را را نمساند قرار

له لفریشن کھادار

تو که محنت دیگران بے غمی نشاید که نامست نهسته آردی
 ۱۱ حکایت - در رویشے سجائب الدعوات در بغداد پدید آمد چنان
 بن یوسف را خبر کردند بخواندش و گفت : دعا کے خیر سے بر من کن !
 ۲ گفت خدا یا چنانش بستاناں ! گفت از ہر خدا ایں چه دعاست ؟
 گفت ایں دعا کے خیر است ترا و چنان سلطان را شنیدی

اے زبردست زبردست آزار گرم تاکے باندا ایں با زار ؟
 بچہ کار آیدت بجاں داری مردت بہ کہ مردم آزار سی
 ۱۲ حکایت - یکے از لوک بے انصاف پادسا کے را پوسید کہ
 کہ ام عبادت فاضل ترست ؟ گفت ترا خواب نیم روز تا در اں
 یک نفس خلق را نیاز داری قطعہ

ظالمے را خفته دیدم نیم روز گفتم ایں نعمت است خوابش برود بہ
 دانکہ خوابش بہتر از بیدار است اس چناں بد زندگانی مردہ بہ
 ۱۳ حکایت - یکے را از لوک شنیدم کہ شبہ در عشرت روز
 سرودہ بود و در پایان مسمی گفت : بیعت

ما را اچھاں خوشتر از ایں یکیم نیست سز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست
 در رویشے بر منہ بسرمان خفته بود گفت -

بیعت

اے آنکہ باقبال تو در عالم نیست گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست

لافتل رحمانہ فرما کن در گاہیں قبول ہوئے حاج بن یوسف ایک طرما عالم داکم تھا ۱۲

ملک را خوش آمد، صخره هزار دنیا را از روزن بیرون کرد، و گفت
 و امن بدار اے درویش، گفت، و امن از کجا آرم؟
 که جامه ندادم. ملک را بر ضعف حال او رحمت زیادت شد.
 و خلعت بر آن مزید کرد و پیش درویش فرستاد. درویش آن نقد
 جنس را بانگ دلت بخورد و بریشان کرد و باز آمد.

بیت

قرار در کعبه آرد گمان بگیرد مال نه صبر در دل عاشق نه آب در غریب
 در حالتی که ملک را پر دایه او نبود. حال بگفتند. بهم راست
 درویش از در کشید. و از اینجا گفته اند اصحاب نطنت و محبت
 که از حدت و صولت پادشاهان بر خدو باید برون. که غالب همیشه
 به نظرات امور مملکت متعلق باشد و تحمل اثر دحام عوام نکنند.

مثنوی

حراش بود نعمت پادشاه سر بهنگام فرصت ندارد و نگاه
 بجال سخن تا نه بینی ز پیش به پیوده گفتن مبرق در خویش
 گفت. این گدای شوخ سبزه را که چندین نعمت بانگ دلت
 بر انداخت بر ایند که خزینه بیت المال لقمه مساکین است نه طوره
 اخوان الشیاطین - بیت
 ایست که روز روشن شمع کافوری نهد زود بینی کش شب روغن نبات شود چراغ

لے میان جبرادیه رکھا جانا ہے لقمہ چینی لے غصہ ہوا لقمہ تیزی سے دہشت منظر کھنچے۔

یکے از در اسے نا صح گفت ، اے خداوند مصلحت آل می بینم کہ چنان
کساں را وجہ کفایت بقادین مجری دادند تا در نفقہ اسرا نہ کنند
اما آنچه فرمودی از زجر و منع مناسب از باب ہمت نیست . یکے را بلفظ
امید دار گردانیدن و باز بنو میدی خستہ کردن - بیت
برئے خود در طاع باز نتوان کرد چو باز شد بد شتی فراز نتوان کرد

قطعه

کس نہ بیند کہ تشنگان جاز بر لب آب شور گرد آیند
ہر کجا چشمہ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آیند
۴۱ - حکایت - یکے از پادشاہان پیشین در رعایت ملکستہ تی
کرت و لشکر بہ سختی داشتہ ، لا جرم دشمنی صعب رو کے نمود ہمہ پیشانیہ او -
مثنوی

چو دارند گنج از سیاہی درین در پنج آیدش دست بردن بہ تیغ
چہ مردی کند در صف کارزار کہ دشمن تہی باشد و کارزار
یکے از آنال کہ غدر کردند با من دوستی بود ، ملاست کردم و گفتم
دوست ، و بے پاس و سفلہ و تاحق شناس کہ باندک تفر حال
از محمد دم قدیم برگردو - و حقوق نعمت سالیان در نور دو - گفت اگر
بگویم معذور داری - شاید کہ ایسم بے جرم بود ، و نمد ز نیم بگرد سلطان
کہ بذر با سیاہی بخیلی کند باد بسر جو انردی نتوان کرد -

لے کوں تہ بجاگ گئے تہ زار ضیف و جوار

بیست

ز دیده مرد سپاسی را تا سر برد
دگرش زردی می سرشته بود در عالم
۱۵۰ حکایت - یکبار از دزدان معزول شده بجلقه درویشان در
آمد و برکت صحبت ایشان در دوسه سرایت کرد و جمعیت خاطرش
دست داد ملک بار و گر باو دست دل خوش کرد و غل فرمود و قبولش زیاده
د گفت معزول به که مشغولی - مشغولی

۳ تا آنکه بخیج مافیت نبشتند دندان سگ و دوان مردم بسته
کافد بریدند و تلم بشکستند و دست و زبان حرف گیران شدند
ملک گفت - هر آینه بار آخر و مندی کافی باید که تدبیر ملک را نشاید
گفت نشان خردمند کافی آنست که بچنین کار با تن درند.

بیست

هائے بر همه مرغان از این شرف اند که استخوان خود و طایرے یا زار و
مثل سیاه گوش را گفتند - ترا ملازمست شیر بچه، چه اختیار اند تبار
گفت تا فضل صیدش میخورد و از شر و شنای در پناه صولتش
زندگانی می کند، گفتندش اکنون که بطل حایش بر آمدی و بشکر
نعمتش اعتراف کردی - چرا نزدیک تر نیایی تا با بواحه خاصانیت در
آمد و از بندگان خلعت شمارد گفت - از بطش من در سه بچنان است میتم.

ہمیت

اگر صد سال گزرا آتش منہ سرد
اگر ایک دم دروانتد بسوزد
انتہ کہ، نیم حضرت سلطان را در بیاورد
یا شد کہ سر و دہکند
گفتہ اند از تین طبع پادشاہان بر خرد
یا بدوان کہ دشتی بسلا
بر سجدہ و دیگر وقت ہر شایع خلعت و ہند
و گفتہ اند ظرافت بسیار

ہنرمندان است و عیب یکساں، ہمیت

تو بر سر ز خویشتن باشی دو قار
بازی و ظرافت، بہ نایاب گذار
۱۶- شکایت شبی از رفیقان شکایت روزگار
نا سعاد جنہ و

من آرد کہ کفایت اندک دارم و عیال بسیار
و طاقت با فاقہ نمی آید
و باور دارم کہ با تلیس و دیگر نقل کنند
تا در آئی صورتی کہ زندگانی کنم
کہ را بر یک و چہ من اطلاع نہ باشند
و عیب

بہر سوزنہ خانی کہ گفتہ اند کہ نیست
بہر حال بلیب آ کہ بہر کس شکایت باز
و ترا شہا اہل بر و در شہم کہ بطنہ و
و آغا کہ من بخشد و در

مرا در حق عیال بر سرم مروست
حق گفتہ و گویند و طالع
ہیں آں بہ ہمیت را کہ ہرگز
نخواہد و در و بہ یک شکایت

کہ آسانی گزیند خویشتن را
نہن و فرہ نہ گذارم بہ شکایت
و درین علم محاسب چنان کہ سلوم ست
چیزہ دامن آگر سواہ شہا

شعبہ سہیل، شبہ کہ موجب جہیت
خاطر با شدہ نیست و از عیب
نہ یمن بوس عادت کہ کہ گمان

شکراں بیروں آمنہ خواجہ گفتہ اعلیٰ بادشاہ اسے برادر و وطن
دور و امینان و بیم جان و خلافت کے خرمندان باخدا بدیں

امیدہ وصالِ بیم افتادین - بیت

گفت: ایس موافق حال من گفتی، وجواب سوال من نیاوردی
یا به تشویش و غصه راضی شو یا جگر بند پیش ران بنه
سکس نیا بدستگاه درویش که خراج زمین و باغ بدهد

نشینده که هر که بنیاست و زرد و دشتش از جہانت باز و بیست
راستی موجب چنانکه خداست کس ندیدم که گم شده از راه راست
نگاه گویند که چار کس از چهار کس بجای برنخند حرامی از سلطان
و زرد از پاسبان و فاسق از غلام و در پیش از محتسب آنکه حساب پاک است
از محاسبه پیچ پاک :

4

مکن فراخ روی و دل اگر خواهی که روزی تو باشد جال و تنگی
 تو یک باشی برادر برادر و کمر یک بند جانک ما یک گلازان بر تنگ
 گفتم حکایت رو با سپهر مناسب حال است که دیدنش سگر زاری و
 سخنو بشن انسان و خیران که گفتش چه آفت است که موجب خافت است
 گفت شنیده ام که شیر را بجزیره بگیرند و کنند اسب سفید آترا با شیر می
 مناسب است و داد را با نوید مشابست گفت خاموش اگر حسودان

۵۵: مردی که غماز عیب جو است رو کجی از آن فاحشه (بر کار کثرت عیبت) با شرم نمی بیکار
نه: امان -

بعرض گویند که این ہم بچه شیر است و گرفتار ایم سرگرم تعلیم من دارد
 که تا تفتیش حال من کند و تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده
 شود و ترا همچین فضل ست و دیانت و تقوی و امانت ، لیکن تحتانی و کین
 اند و مدعیان گزشتن اگر آنچه حق سیرت است بخلاف آن تقریر کنند
 و در عرض خطاب پادشاه آئی در آن حالت که مجال مخالفت باشد پس
 مصلحت آن می بینم که ملک فضاغت را حراست کنی - و ترک ریاست گوی -

بیت

بدریا در منافع بے شمار است اگر خواهی سلامت بر کنار است
 ز نیت این سخن بشنید و بهم بر آید - در دگر از حکایت من در هم کشید -
 و سخن را بخش آینه گفتن گرفت که این چه عقل و کفایت است و نیم و
 درایت ؟ قول حکما درست آمد که گفته اند - دوستان در زندان بکار آید
 که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند - **قطعه**

دوست شمار آنکه در نعمت زند - لاف یاری و بر آید و خواندگی
 دوست آن دلم که گیریزست دوست - در پریشان حالی و در ماندگی
 دیدم که تغییری شود - نصیحت من بفرض می شنود - نزدیک صاحب دیوان
 ز تم بانه معرفتی که در میان ما بود و صورت حالش بگفتم و اطمینان
 استحقاقش بیان کردم تا بکار من مختصر تر نصب کردند چند سب برین برآمد
 لطف طبعش را بدیدند - و حسن تدبیرش را بدیدند - **کام شش**

ای منتان عیبه غرضی - در خوان تمه دعای که من بولا بمائی که کبری - و تر
 برادر -

از آن دو گذشت و بر تبه و الا ترازان میگویند که پنجاه نفر سوارش در
 ترقی بود. تا با و بیج ادا شد بر سید و مقرب حضرت سلطان و مستد سلیه
 گشت. در سلامت حالش شادمانی کردیم و غنیمت بیت
 ز کلاهش عیندیش و دل شکسته دارم که آب چینه جوان وین با کیمیت
 و بیک

نیز یارش از گدازانم که معبر تلخ است و لیکن بر شیرین دارد و
 آب تربت مرا با طافه یاران و توفیق سفر افسا و چون از تو یار است
 که از آدم میگوید هنرم است. سوال کرد و ظاهر حال تو را دیدیم و چنان
 در بیابان تو و بیابان لغت چه حالتی. با گشت آسجی ناگه تو لغتی. حال لغت
 در روزی در میانم میباید کرد و ملک دام بکنه ادر گشت حقیقت آن
 است. نصفا فرمود و یاران قدیم و دوستان حیم از کلمه حق خاموش شدند
 با حبت و میرزا اموشش کردند. قطع

چیزی که پیشش خود از مند بماند. شائش کنان و سست بر بر بند
 اگر روزی گاهش در آوردن پاسی همه حالش پاسته بر سر استند
 نیا بجه از انواع عقوبت گرفتار شدم. تا درین بنفشه که مرده سلا
 جهان بر سید از بند گرانم خلاص کرد. و ملک سر و سرم خاص کرد و گفتیم
 در آن نوبت اشارت سن قبولیت نیامد که گفتیم. عمل پا و شایان چوین سفر
 در یاست خطر ناک و سودمند یا حج بر گیر می یا در ملاحظه میروی.

ایه تفریش. توجه کرانه سینر پاره و کهن بعضی حجه عظیم کیل میل به سن ظاهر کردار

بیت

یازدهم و دست کند خواجه در کسار
یا بوج روزه آفتکش مرده بر کنار
مصلحت ندیدم ازین بیش کریش در دلش
را بلا مت خراشیدن و
نیک بر جرات پاشیدن بدین کلمه اختصار کردم قطعه
نداشتی که بینی بند بر پائے چو در گشت نیاید چند مردم
دگر نه گزید اری طاقت نیش گمن انگشت در سوره آج گزیدم
۱۸- حکایت - ملک زاده گنج خاواں از پدر میراث یافت و دست
کرم بکشاد و داد سخاوت بداد و نعمت بیدین بر سپاه و رعیت بگرفت
قطعه

نیاساید مشام از طبع از حلو و بر آتش نه که چو شست و بویید
بزرگی بایست بخشندگی کین! که دانه تا نیشانی نه ره
یکه از جلا سائے به بر بصر یقینش آغاز کرد که نوک شمشیر مرید
نمیتوانی را بعضی اندوخته اند بر آئے مصلحتی نهاد - و دست ازین ترک
که ماه کرم که دانهها در پیش است و دشمنان ازین نباید که بفرست
واجب درمانی قطعه

اگر گنج سنی بر غامیال بخشید هر که خدا ساء را از سبک
چهره فغانی از هر یک جوئے تمام سوگر و زید ترا بهر روز
کمال داده و سائے ازین سخن را چه آورد - و موافق طبعش نیاید و مراد
لطف غریب بجهل صند و قهر بی خوش و غم کی چیزش جای تله سیاه بگفت
نوحه و انکساره

زجر فرمود. و گفت: خداوند تعالیٰ مرا ملک این مملکت گردانیده است
تا بخورم و بنوشم. نه پاسبان که نگهدارم.

بیت

تا در دل پاک شد که چنانچه گنج داشت نوشیروان نمرود که نامش نیکو داشت
۱۹- حکایت: آورده اند که نوشیروان عادل را در شکا گله

صد ساله کتاب میگرداند و نمک بود غلامی را بچو شاد و امیدند. تا
نیمه آمد. نوشیروان گفت: نمک بقیمت بتان مار می خورد. و
و نه خراب نشود گفت: ازین تدریج عقل زاید میگفت چنانچه ظلم اند
چنان اول اندک بوده است و هر کس که آمد بر آن مزید کرد تا بدین ایت
رسید. - قطعه

آرزو باغ رحمت کتاب خورد و سیب برآورد در غلامان او در خفت از سیخ
پیرای بیضه که سلطان تمرد داد و از نند لشکر یا نش هزار مرغ سیخ

باب دوم در اخلاق و ریشاں

۱- حکایت: یکی از بزرگان گفت پارسای را چه گوئی در
حق فلان عابد که دیگران در حق دس لطفه سخنها گفته اند گفت
بظواهرش عیب نمی بینم و در باطنش غیب نمی دانم.

له روتا گادان

قطعه

هرگز ا جاسد بار سابی بار سادان دیک مرد انکار
 دزدانی که در نهانش چیت تختب را درون خانه چه کار
 حکایت - درویش را دیدم که سر بر آستین کشیده
 دینا لید و سگفت که یا غفور یا رحیم تو دانی که از ظلم و جور چه آید

قطعه

عذر تقصیر نه است آوردم که ندارم بطاعت انتظار
 ماهیان از گشتن را که کنند عارفان از عبادت استنفار
 عابدان جزای طاعت خواهند باز گماناں بهای بضاعه بین
 بنده امید آورده ام نه طاعت بدو یوزه آورده ام نه تجارت - فقره
 بکن با من آنچه که توانی سزاوار آن و آن کرم در حرم است بیت
 مگر گشتی در حرم بخشی دوست و مریکشان بنده را فراوان باشد هر چه توانی برانم

قطعه

بر در کعبه سائل دیدیم که همی گفت و تکیه بسته بر پیشانی
 من نگوییم که طاعتیم پسندیم قلم غفور بر گنا هم کش

قطعه

خلق در ملک خدا که از همه بختی باشد صاحبان خود را بگیرد که باز نمانیم
 مگر کسی را علی هست و امید دارد ما که ایم درین ملک نه باز گانیم
 احسانیت همکار معنایت نادان همه گدائی

۳۴۔ حکایت - دزدے بخائے پارسا کے در آ مد چند آنکہ طلب کرد
چیزے نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیے کہ بر آن فخته بود
در راه دزدانداخت تا محروم نشود - قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راه حسد ا
دل دشمنان را نکرد بدستِ گ
ترا کیے میر شود این مقام
کہ باد و شانت خلافت و جنگ
مردانِ اہل صفایہ در دے وچہ در تفتان چنان کز پست عیب
گیرند و پشت میرند - نظم

در برابرِ جو گوشت پند بکنم
در تفتانِ چو گدگِ مردمِ خوار
ہر عیب و گراں پیش تو آورده نمود
بے گماں عیب تو پیش آں خواہد بود
۳۵۔ حکایت - تھے چند از روزندگان متفق در سیاحت
و شریکِ رنج و راحت خواہم کہ مراقت کنم ہوا نقت آنکہ در
گفتیم ایں از کرم اخلاق بزرگان برچہ است - دورے از مصاحبت
رویشان بگمروانیدن - وفادارہ در بخت داشتن کہ من و نفس خویش
ایں قدر ثروت و مروت ہی شناسم کہ در خدمت مردانِ بادشاہ را ہم
نہ بار خاطر -

سینہ ازاں میاں گفت ازیں سخن کہ شنیدی دل تنگ دار - کہ
دیں روز باد و سے بدورت درویشان بر آیدہ بود - خود را در سلک
صحبت با حق تعالی کہ در -

۳۶۔ مرتبہ - دورے دانی بخت تہ ہر آہ ہوا کہ عیب نامہ سے شنیدی - چنانکہ

شعشع
چه دانند مردم که در جامه کیت نویسنده دانند که در نامه چیت
از آسنا که سلامت حال درویشان است - گمان فضلش نبردند
و بیاری قبولش کردند -

مثنوی

صورت حال عازنان دلن است این قدر بس چو روئے دختی است
در عمل کوش و هر چه خواهی پوش تاج بر سر نه و علم بر دوش
در قزاق کند مرد باید بود بر غنث سلاح جنگا چه سود
روزے تابش رفته بودیم - و شبانگه در پای هماره خفته که
درو به توفیق ابریق رفیق بر داشت - که بطارت می رود و بفارت
میرفت - فرو

پادشاهین که خسته در بر کرد . جامه کعبه را جصل خر کرد
چند آنکه از نظر درویشان غائب شد - بر ج بر رفته در ج
باز دید - تا روز روشن شد - آن تاریک بود مبلغ راه رفته بود -
در فغان بی گناه خفته - با مدادان همه را بقلعه در آورند - و بنشیند
دور زندان کردند - از آن تاریک ترک صحبت گفتیم و طریق عزت
گرفتیم که سلامتی در تنهایی است - قطعه
چو از قوسه یک پیداشی کرد نه که از منزلت ماند نه می را

نه گذری که جز اولائی می پناه جاما ہے کہ چو کہ خو چھوٹا ہے بزرگ ہوا

نی مینی کہ گاوے در علق زار بیالاید ہمہ گادان وہ را
گفتم سپاس دمت خدا سے عزوجل را کہ از خواہد درویشاں
مردم نانوم اگر چه بصورت از صحبت جدا افتادم بریں حکایت کہ
گفتی مستغیث گشتم و اشال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید۔ شنوئی
بیک ناز آتشیدہ در مجلس بر بند دل بہ شمشداں بے
اگر برکتہ پر کنند از گلاب گئے دروے اُفتد خود بخلاب
۵۔ حکایت۔ در جات بلبک و تے کلمہ ہی گفتم بطریق و عطف

باجائے افسردہ دل مردہ راہ از عالم صورت بہالم منی بردہ۔ دیدم
کہ نفسم درنی گیرد۔ و آتشم در ہینرم براثر نہی کنند۔ درین آدم
تریت سوراں۔ و آئینہ در علق کورال۔ و لیکن دینی باز بود۔ و سلسلہ
سخن دراز در منی این آیت کہ "ما نزدیک تریم بسوئے آدمی از گ
گردن" سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم۔ قطعہ

دست نزدیک تر از من بن ست دیں عجب تر کہ من ازوے دورم
چہ کنم با کہ تو اں گفت کہ او در کنار من در من عجورم
من از شراب این سخن مست بودم۔ و فضائل تدج در دست۔ کہ
روندہ بر کنار مجلس گذر کرد۔ و دروید آخر دروے اثر۔ نعرہ برد کہ دیگران
بہوافتد وے در خروش آمدند۔ و خادمان مجلس در جوش گفتم بچوای نشر۔
دوران با خبر در حضور۔ و نزدیکان جبکہ بھیر و ہر

ایہ چرا گاہ بے ادب۔ بہ تیز گویاں و مانند آن شے چارہ پایہ شکار اوٹ بگذازد۔ (گدا)۔
شے پس ماندہ

قطعه

فہم سخن چوں بکنند مستی تو بت طبع از مشکلم مجوے
فحوت میدان ارادت بیار تا ز بند درد سخن گوے گوے

باب سوم در فضیلت قناعت

۱۔ حکایت - خواجه بندہ مغربی در صفت بزازان طلب میگفت اے
خداوندان نعمت اگر شمار انصاف بودے و اما قناعت ہم سوال

از جہاں برخاستے۔ ^{نقص}قطعه عیال پر بندہ
اے قناعت تو انگر کم گردان کہ در اے تو بیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان ست ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

۲۔ حکایت - دو اہل زادہ در مصر بودند کہ علم آموخت و دیگر
مال اندوخت با قیمت الاموال علامہ گشت و آل دیگر عزیز مصر
شد پس ایں تو بگز چشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من
بسلطنت رسیدم و ایں همچنان در مسکنت ماند گفت اے برادر شکر
نعمت باری عز اسمہ همچنان برین افزودن تراست کہ میراث پتیراں
یا فتم یعنی علم و ترا میراث فرعون و ہامان رسیدہ یعنی ملک مصر۔

منوی

من آل محمد کہ در پایم بالند نہ ز بزم کہ از نیشم بالند
دلہ گشادگی۔

کجا خود شکوای نعمت گزارم که ز درد مردم آزاری ندارم
 ۳- حکایت درویشی را شنیدم که در آتش فادمی سوخت و
 خرّقه بخرقه میدوخت و بسکین خاطر خود را میگفت شعر
 بنان خشک فاعلت کیم و جانم دلق کز آذر که در سنج محنت خود به که با منت خلق
 آنکے گفتش چه بینی که فلاں دریں شهر طبعی کریم دارد و کرے عیم میاں
 بنحمت آزادگان بست و بر در و لمانست اگر برصوبت حالت چنانکه
 هست و قوت یا بد پاس خاطر عزیزاں داشتن منت دارد و نیست
 شمار و گفت خاموش که در پیشی مردن به که حاجت پیش کسے برون.

قطعه

۴- ہم رقعہ دوختن بہ دلائل نام کنج صبر کہ بہر جامہ رقعہ بزخواب گمان نیست
 حقا کہ با عقوبت دوزخ برارست زفن بپا کردی همایہ در بہشت
 ۵- حکایت برنجی را گفت دلت چه میخواهد گفت آنکہ دلم چیز
 نخواهد شعر
 سده چو بر گشت شکم در دغا ست سود ندارد و مہ اسباب راست
 ۶- حکایت از رگانی را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت
 و بہل بندہ و خدمتگار ہر شے در جزیرہ کش مرا بگجرہ خویش برد و بہ شب
 میاز سید از سخنانے پریشان گفتن کہ فلاں از بازیم تبرکتان ست
 و فلاں بضاعت ہندوستان دایں قبالہ فلاں زمین است و
 لے کر کہ بنی نذر دانا تہ اپنے او پر لازم کر لینا تہ شریک رہنا۔

فلاں چیز را فلاں کس ضمیمہ است۔ دگاہ گفتے کہ خاطر اسکندر یہ دارم
 کہ ہوا بیش خوش است۔ باز گفتے کہ دریا سے مغرب بخوش است۔
 سعد یا سفر سے دیگر در پیش است۔ اگر آں کردہ شود بقیہ عمر خویش
 بگوشت و خیشیم و تناعت کنم۔ گفتم آں کد ام سفر است گفت گو گم و
 پاری تو ارم بردن بچیں۔ کہ شنیدم قیمتے عظیم دارد۔ و از آنجا کاسہ
 چینی بردم ارم۔ و دیباغے زوی ہند۔ و پولاد ہندی بکلب۔ و آہنگینہ
 حلبی بہ بین۔ و بڑویمانی بیاس۔ و ازاں پس ترک سفر کنم۔ وہ دکانے
 نبشیم۔ انصاف ازین ماخولیا۔ چنداں فروگفت کہ بیش طاقت گفتش
 نمائے گفت اے سدی تو ہم نئے بگوے از اہنا کہ دیدہ و شنیدہ نگفتم۔

قطعہ

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور باد سالارے بقتاد از ستور
 گفت چٹم بنگ دنیا دار را یا تناعت پر کند یا خاک گور
 حکایت۔ مالدارے را شنیدم کہ بہ بھل اندر چناں مروت
 بود کہ حاتم طائی بکرم۔ ظاہر حالش نبست و نیا آراست۔ و خست نفس
 بجلی ہچناں در دے شکن۔ تا بجائے رسید کہ تانے از دست
 بکائے نڈا سے۔ و گر بہ ابوہریرہ را بلقمہ نہواختے۔ و گاہ اصحاب کہف را
 استخوانے نینداختے۔ فی الجملہ خانہ اور اکس ندیدے در کشادہ و سفر

اور اسے۔

لے غامن۔

ہیت

درویش بجز بوسے طعناش نشیدے مرغِ اذہبے مان خوردنِ وزیرِ ہندے
 شنیدم کہ بدایا کے مغربِ راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیالِ فرختنی در سر
 باوے مخالفتِ کشتی برآمد چنانکہ گویند۔ فرو
 ہا طبعِ ملوت چہ کند ول کہ نسا از فریختنِ شرط ہمہ وقتے بنور لائق کشتی
 دستِ دعا بر آورد۔ و فریادِ بیچارہ خواندنِ گرفتِ شعر
 دستِ تصرع چہ سود بندہ محتاجِ را وقتِ دعا بر خدا وقتِ کرم در نبل
 قطعہ

ا از رو سیم دا حقہ برساں خیزتن ہم تنے برگیر
 وانکہ این رخا از تو خواہد ماند خستے از سیم و خستے از زگیر
 کورہ اندکہ در مصر اقارب درویش داشت۔ بداند ہلکے سے
 پخت۔ الی اد تو انکہ گزند۔ جاہا کے کہن ہرگز اود بدیدند۔ و خیر
 و میاطی ہو ص آں بریدند۔ ہمدان ہفتہ یکے را دیدم از ایشان بباد
 پائے سوار رواں۔ و غلامِ پیری پیکر در پے اودواں۔ قطعہ
 وہ کہ گر مردہ باز گردیدے بسرے تبیلہ نہ پید
 رد میراثِ سخت تر بودے واثاں را از مرگِ خویشاوند
 بسا بقہ معرفتیکہ در میان باو آستینش گرفتہ و گفتم ہیت۔
 بخورائے نیک سیرست سوارو کالِ زرد مایہ گرد کہ دو خود
 لے موافق ہواست فاکوہ سچا کہ تم کار بھی پڑا تھا ایکہ فہم کا عہدہ پڑا جو میاٹ کا۔ مصر
 میں تیار کیا جاتا ہے وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

باب چہارم در فوائد خاموشی

۱۔ حکایت۔ یکے را از دوستان گفتم: امتناع سخن گفتن بعلت آن
اختیار آردہ است کہ غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد
دیدہ دشمنان جز بر بدی نمی آید۔ گفت اسے برادر دشمن آن یہ کہ نیک
نہ بنید۔ بیت۔

ہنرِ بچشمِ عداوتِ ہنرِ گریبے ست گل است سعدی و در چشمِ دشمنانِ رست

نویگتی فردِ چشمِ ہولہ زشت باشد بچشمِ ہوشکستہ کور
۲۔ حکایت۔ از گمانے را ہزار و نیا رخسارت اکتاد پسر گفت
ناید کہ با کہے اس سخن در میان نہی گفت۔ اسے پر از فرمانِ تراست
انگویم بلکہن بایکہ مرا بر فائدہ اس مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں
داشتن چہیت ہ گفت تا مصیبت دو نشود۔ یکے نقض ان مایہ و دیگر
شہادت ہمایہ۔ بیت۔

گو اندہ خویشش باد دشمنان کہ "لا حول" گویند، شادی کنان
۳۔ حکایت۔ جوانے خود مند از فنونِ فصائل خط و افتاداشت
دجھے با قرینہ آنکہ در محافل دانشمندان شستے زبان سخن بہریتے

لے ہر کتاب لے چھو نہر لے مراد از کلمہ "لا حول" لا قوۃ الا باللہ "جو امرِ عجز کے متعلق ہے۔
کہا جاتا ہے۔

بارے پڑش گفت۔ اے پسر تو میرا بچہ دانی گویا؟ گفت ترسم کہ از
 انچه دانم بیشتر و شرساری برم۔ قطعہ
 اس شنیدی کہ صنوفیکہ گفت زیر نعلین خویش نیچے چند
 سمستیش گرفت سرنگے کہ کیا۔ قبل برستورمند

فردوس
 گفتہ اندازد کہے باتو کار و لیکن چو گفتی دلیلش بہار
 ہم حکایت جالینوس ابلے را دید دست در گریبان داشتند
 ز وہ بود بے حرمتی ہی کہ دگفت اگر ایس دانا بودے کارا دہنادا
 بدینچا نرسیدے۔ منوی

دو مائل را بنا شد کین و بیکار نہ داناے ستیر و با سبکار
 اگر باداں بوخت سخت گوید خود مندش نبری دل بجزید
 دو صاحب دل نگہدار نہ موئے ہمیدوں سرکش و آرزوم جوئے
 وگر در ہر دو جانب جاہلانند اگر بخیل باشد بگسلانند
 کیے رازشت خوبے داد و نام تحمل کہ دو گفت اے نیک فرجام
 تیززانم کہ خواہی گفت "آنی" کہ دانم عیب من چوں من دانی

۵۔ حکایت۔ سبحان واکل را در نصاحت بے نظیر نہادہ اند
 حکم آنکہ سائے بر سر جمے سخن گفتے کہ لفظ مکر نہ کر دے و اگر ہاں
 اتفاق افتادے بہارت دیگر گفتے داز جملہ آداب زمانے حضرت
 ملوک کیے این ست۔

ششمی

سخن گر چه دلبنده و شیرین بود مراد از تصدیق و تحسین بود
چو بادے گفتنی - بگو باز پس که حلوائیو یکبار خوردند و پس
حکایت - کیے را از حکما شنیدم که میگفت هرگز کسی بجهل خود اقرار
نکرده است مگر آنکس که چوں دیگرے در سخن باشد همچنان تمام ناگفته
سخن آغاز کند منومی

سخن را سرست اسے خردمندین میاد سخن در میان سخن
خداوند بهر دوزخ و فرنگ و پویش بگوید سخن - اما نه بسند خموش
حکایت تنے چند از بندگان محمود گفت جن میمندی را که سلطان امره
چہ گفت ترا در نلال معلوت گفت بر شما ہم پیشیدہ نما ند گفتہ اسچہ بانو
گوید با مثال با گفتن روانہ او گفت با اعتماد آئیدہ اند کہ گویم پس

چرا ہی پر سید - بیت
نه سخن کہ بر آید بگوید اہل تنایت بستر شاہ سرخوشین نشاید باخت
حکایت - در عقد بیع سرائے مترود و دوم جو دے گفت بحر کہ من از
کہ خدا یان این مملکت و صفت این خانہ چنانکہ بہت ازین پس پیچہ سیب
ندارد گفتم بچرا کہ تو ہمایہ من باشی قطعہ

خانہ را کہ چوں تو ہمایہ است وہ دم سیم کہ عیار از زرد
لیکن امیدوار بایر بود کہ پس از مرگ تو ہزار از زرد
حکایت کیے از شعرا پیش امیر و زوال رفت و ثنا گفت - فرمود تا جانہ

بر کنند از دہ بدر کنند میکین بر ہنہ برامی رفت سگان در تفلے میے
 انشا و خواست تا سنگے بر دادر و سگان دافع کند زمین تنخ بستہ بود عاجز شد
 گفت ایچہ حرام زادہ مردمانند سگان را کشادہ اند و سنگ را بستہ
 امیر زوال از غرقہ بکشد بشنید و بخندید و گفت ای حکم از من چیزے
 بخواہ گفت جامہ خود بخواہم اگر انعام فرمای بہیت
 اسیدوار بود آدمی بخیر کساں مرا بخیر تو اسید نیست بد مرساں
 سالار در دال را بر در رحمت آمد جامہ او باز داد و قباے پوشینی
 براں مزید کرد و درے چند

باب ششم در ضعف پیری

حکایت - بہان پیرے بودم در دیار بکر کہ مال فرزداں داشت و فرزندے
 خوبڑے شے حکایت کرد کہ مراد عمر خویش بجز این فرزند نہ بودہ است درختے
 دیں دادی زیارت گاہ ست کہ مردماں بجا جنت خواستن آنجا روند و
 شہاکے دراز در پاکے آن درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا این فرزند
 بخشیدہ است شنیدم کہ پسر بازیتاں آہستہ میگفت چہ بودے اگر
 من آں درخت را بدلتے کہ کجاست تا دے کا کر دے کہ پدرم ہمدے۔
 حکمت : خواجہ شادی کناں کہ فرزندم عاقلست و پسر طعنہ زناں
 کہ پدرم فرزندست۔

لے طبع آدمی چو کتاہ عقل ہو۔

قطعہ

سالما بر تو بگذرد کہ ننگدار
 ننگنی موسے تربت پدرت
 تو بجائے پدر چسبد کردی خبر
 ناہاں چشم داری از پست
 حکایت روزے بزور جوانی سخت
 زانہ روزم و مشہا نگہ بپائے
 گر یوچہ بست زانہ پیر مردے ضعیف
 از پس کارواں ہی آید
 گفت چه خوبی کہ نہ جائے خفتن
 ست گفتم چون روم کہ نہ پائے خفتن
 گفت این نشیدی کہ صاحب دلاں
 گفته اند ز خفتن و شستن بہ
 کہ رو دین و گشتن قطعہ

لے کہ مشتاق نثرے شباب
 پند من کار بند و صبر آموز
 اسپ تازی رو رنگ رود شباب
 اشترا بہتہ میر و شب و روز

باب مفہم در تاثیر تربیت

حکایت ۱۔ یکے را از ذہر الہی کے کو دین بود پیش دانشمندے
 فرستاد کہ مرا این را تر بیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد
 موثر بود پیش پرش فرستاد کہ این عاقل نہی شود و مراد یوانہ کہ قطعہ
 بیج صیقل بخورد اند کہ د آہنے را کہ بد گھر باشد
 چون بود اصل جو ہرے قابل تربیت را بد و اثر باشد
 سنگ بد ریاسے بفتگانہ بشوے کہ چو تر شد پدید تر باشد

لے بہت پہاڑ یا بلند ٹیلہ کم نہم۔

خبر علی اگر شنس بگم بوند چون بیاید هنوز خبر باشد
 حکایت ۲- بکجه پسران را پند می داد که اسه جانان پدر پسر
 آموزید که ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و بیم و زور در محل خطرت
 با و زود بیکبار بهر دیاخواج بفرایق بخورد و اما پسر چشمه زاینده است و
 دولت پاینده اگر پسر مند از دولت برفت غم نباشد که پسر در نفس خود
 دولت است هر کجا که رود قدر پند و صدر نشیند و بی پسر قیام پدید آید

سخت است پس از جاه حکم کردن
 خود کرده ساز جور مردم بودن

در قیامت افتاد فتنه و رشام هر کس از گوشه نزار رفتند
 و دستار از دگان و انشد به وزیرتی پادشاه رفتند
 پسران وزیر و ناقص عقل بگم ای بر دستار رفتند
 حکایت ۳- سالت ز آسمان میان پیادگان حاج افتاده بود
 و واهی دران سفر هم پیاده بود- انصاف در ضرورت و هم افتادیم
 و واد نسوق و جدال برداریم- کجاده نشین راه دیدم که با عیدین
 خویش میگفت- یا لکوب پیاده حاج عرصه شطرنج را برسی برد-
 نرزمی می شود- یعنی به ازال می شود که بود و پیادگان حاج بادی را
 بسر و دند و تر شدند-

نه محتاجی نه گنوا بجای سه دانی که من شیخ سعدی سه ماستی-

قطعه

از من گوئے حاجی مردم گولے را
کو پستین خلق بازاری در د
حاجی تو نیستی شتر است از برے آنکه
بچاره خاومی خورد و یاری برد

جدال سعدی مدعی بیان تو نگری دروشی

یکے بر صورت درویشاں نہ بر صفت ایشاں۔ در محفلہ ویدم
نشستہ و شغفہ در پیوستہ۔ و دفتر شکایت باز کردہ۔ و تو نگراں
آغاز نہادہ۔ سخن ہمیں جاری سائیدہ کہ درویش را دست قدرت
بتہ است و تو انگر را پاسے ارادت شکستہ بیت۔

کرمیاں را بہت اندر دم نیست خداوندان نعمت را کرم نیست
مرا کہ پروردہ نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد بگفتم اسے یاد
تو انگران دخل سکینا نہ۔ و ذخیرہ گوشہ نشیناں۔ و مقصد زائران و
کعبہ مسافراں و متحمل بار انگران از بہر راحت دگراں۔ دست
نماز بطعام آنکہ بند کہ شلقاں و زبیر دشاں بخور نہ۔ و فضلہ نکارم
ایشاں بہ اول دیراں و اقارب و جیراں رسد۔ فظلم
تو انراں را و وقت غمزد و همانی از کافہ و خطرہ و اعتقادی و پستی ترانی
تو کہ ہر دست ایشاں سی کہ نتوانی بخراین دو گشتہ و آنہم بصدیق نشانی
اگر قدرت جو است و اگر قوت تجو۔ تو انگران را بہتر نیست میفرم
لے بر کمالہ عطار کی خوش تر ہے جی ارمی بی پرواہ ہے جی چار بینی ہمایہ ہے آواز بر ما۔

کہ مال مڑکئی دارند۔ و جائید پاک و عرض معنوں۔ و دل فارغ۔ و قوت
طاعت در لقمہ لطیف است۔ و صحت عبادت در کسوت لطیف پیدا
کہ از مدہ خالی چہ قوت آید۔ و از دست تہی چہ مروت۔ و از پاکے
لبتہ چہ سیر و از دست گرنہ چہ خیر خیزد۔ قطعہ

شب پر آگندہ خجندہ آگندہ پدید۔ بود وجہ با مدادانش
مور گرد آورد بتابستان۔ تا فراغت بود زمستانش
فراغت با فاقہ نہ پیوندد۔ و جمیت از ملکنتی صورت نہ بندد۔ یکے
تحریرہ عشاقبتہ و دیگر منتظر عشاقشتہ۔ ہرگز ایں بران کے ماند بیت۔
خداوند روزی بحق مشغول۔ ہر آگندہ روزی ہر آگندہ دل
پس عبادت ایشان بقبول نزدیک تراست۔ کہ جمع اندو حاضر
دہریشان دیر آگندہ خاطر اسباب سعادت ساختہ۔ و باوراد عبادت
پر داختہ۔ عرب مگوید۔ پناہ می خواہم بخدا از گدائی بروافستادہ
و ہسائی آگس کہ دوست ندارد و در خیر است۔ گدائی رو سیاہی ست
در ہر دو جہان گفت ایں شنیدی و آن نشنیدی کہ فرمودہ اند۔
"درویشی و فقری فخر من است" گفتم خاموش کہ اشارت سید
عالم علیہ السلام بفقر طائفہ ایست کہ میر و بیدان و بھانند۔ و ہر خط
تیر قضا نہ انیاں کہ خرقہ اہل پوشند و لقمہ اہل افروشد۔ گدایان
لے طبل بلند بانگ در باطن پیچ۔ بے توشہ چہ تدبیر کنی و توشہ پیچ
سعدی۔ ہر گز نہ شمارات کی ناز کند و شمارات کا کیا نال کند۔ و در نہ شہ تمند و دارادہ

روی طبع از خلق بیچ آدمی تسبیح هزار و انہ ہر دست بیچ
در دیش در معرفت یار آمد تا کارش بکفر انجا کہ کہ قریب است
نقیری کہ کفر گرد و " و نشاید جز بوجہ نعمت ہر ہنہ را پوشیدن
یا در اتخلاص گر نمازے کوشیدن - و انبای جنس ما را بر تہ ایشان
کہ رسانند - وید علیا بہ یہ سفلہ چہ ماند - نہ بینی کہ حق جل ثناوہ در محکم
تفزیل از نعم اہل بہشت خبر سید ہر کہ " مرا ایشان را است رفتے
مقدور و معین " فرد -

تشنگان را نماند اندر خواب همه عالم بچشم چشم آب
 حالیکه من این سخن بگفتم عنان طاقب درویش از دست تحمل
 بر نرفت - تیغ زباں بر کشید - واسپ فصاحت بیدان و قاحت جانید
 و گفت - چندال مبالغه در وصف ایصال بکردی و سخا به پریان
 بگفتی که دهم تصور کند که تریاق اند - یا کلید خانه از راقی شسته متکبر
 مغرور - عجیب نفور است مثل مال و نعمت - مفتش جاه و ثروت - که
 سخن بگویند الا بسفا ^{بسیار} و نظریه کنند - الا بکراست - علم را بگردانی مغرور
 کنند - و فقر را بپای سر و پان طعنه نشند - بلب ماله که دارند و عزت
 جا بیکه پیدا دارند - بر ترازی ^{بسیار} نشینند آن در سر دارند - که سر یک بر دارند
 بخبر از قول یکسان که گفته اند - هر چه بطاعت از دیگران کم است - توبه
 بیشتر - بدو رسد - تو انکار است یعنی درویش -

اسی وقت حضرت شیخ فرید الدین گیلانی نے فرمایا کہ:

گفتم ندمیت انیاں رو ادا کر کہ خداوند کریم اند۔ گفت غلط گفتی کہ ندیدہ
 دم اند۔ چہ فائدہ کہ ابر آزار اند و نیبا زند۔ و چشمہ آفتاب اند و کس
 نمی تابند۔ و بر مرکب استطاعت سوار اند۔ و نیرا اند۔ تقدس بہر خدا نہ
 ہند و در سبب حق وادستی نہ ہند۔ مائے بقیت فراہم آرد۔ و نہ خست
 نگہدار اند۔ و بحسرت بگذرانند۔ چنانکہ بزرگاں گفتہ اند۔ یہم بخیل از خاک
 و تھے ہر آید کہ او در خاک رود۔

برخ دسی کے لئے بچنگ آرد۔ و اگر کس ہمیدو بے رنج دسی بدارد
 گفتش بر بخیل خداوندان نعمت و قوت یافتہ الا بخلت گدائی
 و گرنہ ہر کہ طمع کیسو ہند کریم و بخیلش کیے نماید۔ بکاک و اند کہ زور
 چیت۔ و گداند کہ مسکت کیت۔ گفتا تجربت آں می گویم کہ متعلقا
 بر در ہزارند۔ و عیظان شدید را بر گارند۔ تا ابر غن زراں نہ ہند۔ و
 دست جبار سینہ صالحاں و اہل تیزاں نہند۔ و گویند کس اینجا نیست
 و حقیقت راست گفتہ باشند۔ **بیت**

آں کہ عقل ہمیت تدبیر راست نیست۔ خوش گفت پردہ دار کہ کس راست نیست
 گفتم بعد از آنکہ از دست متوقیان بجاں آمدہ اند۔ و از رقص
 گدایاں بفتاں۔ و محال غفلت کہ اگر یک بیاباں در شود خیم گدایاں
 چو شود۔

ریدہ اہل طمع نہایت دنیا
 چو نشو و بیناں کہ چاہ بہ بنفم
 خدا آزاد کیت کہ سینہ داشت بہ بخیل۔

ہر کجاختی دیدہ تلخی کشیدہ را بینی - خود را بشنو در کار ہا سے محنت
 اندازد - و از عقوبت آخرت نہ ہراسد و حلال از حرام نہ شناسد قطعہ
 سنگے را اگر گلوئے بر سر آید - ز شادی بر جد کای استخوانیست
 اگر نقشے در کس بر دوش گیرند - لیثم الطعین پسندار دگر خوانیست
 گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت می برم - گفتم نہ کہ بر مال ایشان
 حسرت می خوری - ادریں گفتار و ہر دو ہم گرفتار - ہر پندے کہ بر اعم
 بدین آں کشیدے - دہر شایہ کہ بخواندے بفرزین پوشیدے تا
 نقد کیست بہت در باخت - و تیر چہبہ حجت ہمہ بیداخت - قطعہ
 ہاں تا پیر بنگنی از جملہ اصبح - کورا جزیں ببالہ مستعار نیست
 دریں دزد معرفت کہ بخند اں صحیح - بر در سلاخ دارد کس در حصار نیست
 با عاقبت الامر دیش نامد - دیش کردم - دست تقدی در اند کرد
 و ہمہ کہ گفتن آ ناز - و سنت جان است - کہ چوں بلیل از فہم فرو
 مانند سلسلہ رخصت بچسبانند چوں از ریت تراش کہ بچخت با پیر
 بر نیاید بچنگ بر نہاست و نام داد - بتقطش گفتم گر یا بنم درید - بخندش
 شکستہ قطعہ -

او در سن و سن در دست اوہ - خلق از پیر ما دیوان و خندان
 انگشت نیچے - چہانے - از گفت و شنید ما بندان
 القصہ مرا فہم این سخن پیش قاضی بردیم - و بگوست عدل راضی

لے بصر بلہ نا کس سے ترکش سے مقدمہ - نا لث -

خبریم. با حاکم مسلمانان مصطفیٰ بجوید. و میان تو آنکراں و دره یشاں
 فرستے بجوید. قاضی چون حالت ما بدید. و منطق ما بشنید سر کجیب تفنگ
 نزد خود و پس از تامل بیاید سر بر آورد و گفت ای که تو آنکراں را نشا
 گفتی. و پرورد یشاں جبار داداشی. بر آنکه هر جا که محلست خاوست
 با خبر خاوست. و بر سر گنج ما رست و آنجا که گردشا ہوارست تنگ مردم
 خاوست. لذت عیش دنیا را کہ خدا چاہل در پے ست. و ہمیشہ

را دیوار مکارہ در پیش بریت. گنج ما و کل غار و غم و شادی ہم اند
 جو زمین چه کند و کل طالب دست نظر کنی در بتاں کہ بید تنگ است و چوب خشک و پھیں در
 زمرہ تو آنکراں شاکر اند و کفور. و در حلقہ بود یشاں صابر اند و خجور
 ادلا اگر توالہ ہر قطرہ در مشدے چو خر مہرہ باز از دہ پر شد ہے
 مفران حضرت حق و علا تو آنکرا منہ در ویش سیرت. و در ویشاں
 تو نگہ ممت. و ہمیشہ تو نگراں آنست کہ غم در ویش خور و. و ہمیشہ در ویشاں
 آنکہ گم تو آنکراں گیرد. و کیسہ تو کل و اعتماد کند بر ذاتی خدا پس
 خدا کا نیست مراد را پس روسے عتاب ہوا من بجانب بی ویش کرد.
 و گفت ای کہ گفتی تو آنکراں شغل اند دنیا ہی. و ممت لا ہی رحم طافہ
 ہستند برین صفت کہ بیان کردی. قاصر ہست. کافر ہست. کہ بیزند
 لہ نشہ لہ دہک لہ تنگدل. نکلین لہ ذیل و قیر لہ ہر شہ آستین. و لہ لہ
 منہ مات لہ کھیل کرد و غیرہ جزایہ خدات غافل کریں

دہندہ بخورند و فرہند۔ یا اگر بشل باران نہارد۔ و یا طوفان جہاں را بر
دادد۔ یا اعتماد کینش خویش از محنت درویش پیرسد۔ و از خدا استعانت
نرسند و گویند۔ شعر۔

گر از پیش دیگرے شد ہلاک مراست و بظہر از طوفان چہ پاک

روزان چو گلیم خویش بیرون بردند ^{شعر} گویند چہ غم گر ہمہ عالم مُردند
نوسے بدیں گیت بستند۔ کہ شنیدی۔ و طائفہ خوان نعمت نہادہ۔ و
دستِ کرم کشادہ۔ طالب نام اند۔ و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت۔
چوں بندگانِ حضرتِ بادشاہِ عالم عادل اما یک ابو بکر بن سعد زبلی
ہمیشہ داد و خدا زانہ ادرافت و ہر نیزایے ادراد۔

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید۔ داز حد قیاس ما اسپر
بالغت۔ در گدرا نید۔ بقضائے حکم تضار ضاد اویم و از دایستہ در گد شستم و چوں
د بعد از مجاز از طریق داد اگر قیاس۔ و سر بند ایک بر تہم یک۔ گیر نیادیم۔ و در
پوسہ بر سر و روسے ہم دادیم و ختم سخن بدیں دو بیت کہ بدیم۔ قطعہ
مکن ز گردش گیتی شکایت لے درویش کہ تیرہ صحیحی اگر امیرش نشن مودی
تو اگر چوں دل دوست گھرا نیت است بخور بخش کہ دنیا و آخرت بردی۔

بائشتم در آداب صحبت

۱- حکمت - مال از بهر آسایش عیشت نه عمار از بهر زود کردن مال -
عاطفه را پر سید از یک بخت کیت و در بخت چیت - گفت نیک بخت آنکه
خود و کشت - بخت آنکه مرد و بخت - بخت -

مکن نماز بران یکپیش که هیچ نه کرد که هر در بر تحصیل مال کرد و بخورد
۲- حکمت - موی علیه السلام تا رون را نصیحت کرد که موی کن چنانکه
نیکی کرد خدا با تو نشنید - عاقبتش شنیدی - قطعه -

آنگین که دنیا را درم خیزید و بخت سر عاقبت اندر سیر دنیا در درم کرد
خواهی شمع شوی از نعمت دنیا با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
عرب گویند بخت و منت نه که نفع آن بود باز سیر کرد و قطعه
در بخت کرم هر کجا بخت کرد گذشت از فلک شاخ در لاله اد
گر اسیر داری کرد و بر خود می بخت منبر آرد بر پاسه او

نویسنده دی - قطعه

شکر خدا کن که موفق شدی بخواهی از انعام فضل او نه سطل شکر شدت
منت نه که خدمت سلطان می کنی - منت شناس از دکه کند مست بهر شدت
۳- پند - ملک از خرد منداں جمال گیرد و دیو از پر میزگار از کمال
یابد - یا و شاهاں به نصیحت خرد منداں از ال محتاج تر اند که خرد منداں

جمع کردن نه مستفید نه منتفع بهر یک یکبار

بقدرت بادشاهاں قطعہ

پندے اگر بشنوی لب بادشاہ در ہمہ خیزم بہ اندرین پند نیست
بجز بخروند منہ را کھنکھن کجاست اگر چه کجاست کار خود مست نیست
ہم - حکمت - رحم آوردن بر دواں تمہا است بر یکاں در غم کہ دن از

ظالمان جوہاں است بر درویشان - بیت -
بیش را چہ تہمت کنی و ہوازی کجاست کہ تو گنہ می کنی با نہاں
و نہ - اذیکہ نراں خواہی با کس در بیاں منہ و اگر چہ دوست
مخلص باشد کہ مراں دوست را نیز در شاں باشند و چون سلسل قطعہ
فاشی بہ کہ ضمیر دل خدیش با کہ گفتن گفتن کہ گویہ
اے سلیم آب ز سر خیش بہ بند کہ چو بہ شد نتوان بستن چو بہ

سخن در ہماں نہاید گفت کجاں بخی بر ملا نہاید گفت

۱ - حکمت - دشمن خفیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصود ہے
جز میں نیست کہ دشمن تو ہی گزارد - و گفته اند بہ دوستی دوستاں
اعتقاد نیست تا گفت دشمنان چہ در سر ہر کہ دشمن کہ چکد را چہ
نکار و دواں مانہ کہ آتش اندک را مہل فی ہنگزارد - قطعہ

امروز کہش چہ میتوان سکشت کہش چہ میتوان چہ بند شد ہاں شست
گزار کہ از گشتہ سال را دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت

۱ - حکمت - نہ راز گشتہ سال کہ چاہی -

۷۔ حکمت یغن دریاں دو دشمن چناں گوے کہ اگر دوست گردند

شرم زودہ نباشی۔ ابیات

میان دو کس جنگ چو آتش است سخن چین بد بخت ہیزم کش است
کنند آں خوش و گر بارہ دل ہے اندر میاں کو بد بخت و نجل ہے
میان دو کس آتش افز و خشن نہ عقلت و خود در میاں سوختن

قطعه

در سخن باد و شاں آہستہ باش تا مدارد دشمن خود نخواہد گوش

پیش دیوار اسخیر گوئی ہوش واد تا نباشد در پس دیوار گوش

۸۔ حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست۔ ولیکن شنیدن

رواست کہ بظان آں کار کنی۔ عین جواب است مشو می

نذر کن نہ اسخیر دشمن گوید آں کن کہ بزرگوار زنی دست تناسل کن

گرت راستہ نماید است چو تیر ازاں برگردد در بار دست چپ گیر

۹۔ حکمت۔ چوں بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ افتاد۔ تو جمع باش

و اگر حج شوند از یریشانی اندیشہ کرن کہ قطعہ۔

بر و باد و ستان آہستہ بنیش چو بینی در میان دشمنان جنگ

و گر بینی کہ با ہم یک زبانند کمان را از کین و بار بگاہ بر جنگ

۱۰۔ حکمت۔ وہ آدمی بر ستروا بخورد۔ و دو سگ بر مردا سے بہم

بسر نرند۔ چرخیں بچا نے گر سناست۔ و قانع نہا نے سیر۔ حکما آفتہ اند

اے پافور! شہ شہدہ سدا موسیٰ قلعہ شہ دسترخوان۔

در روشی بقناعت به از تو انگری بیضاعت شعر -
 روده تنگ بیک نان تہی پڑگر دو نصیب روستے زمیں پڑکنند دیدہ رنگ

قطعہ
 حلقہ مراد

پدر چوں دور عرش منقض گشت مرا این یک نصیب کرد و بگذشت
 کہ شہوت آتش ست از لبے ہر چیز بخود بہ آتش دوزخ کن تیر
 در آل آتش نہ ادبی طاعت نمود بصیر آہے بریں آتش زن امروز

انتخاب از تالیخ فرشتہ

جلد اول

ذکر شاہی شہ شہ شاہ افغان بن حسن مور

نام شہ شہ شاہ خرم و نام پدر او حسن کہ از طائفہ افغانان رودہ است
 و قتیکہ سلطان بہلول لودی بجکو مت رسید پدر حسن مور کہ ابراہیم نام
 داشت ہوس نوکری کہ وہ بدہلی آ رہ و تعریف رودہ کہ مسکن افغانستہ
 و انشا اللہ در دنیا خیر و سعادت نہ کرد و شہدہ رودہ جبارت از کوہ پٹانے سست کہ
 ابتدا سے اس اعتبار اولیٰ از سواد و سبقت و اقصیٰ سور سے کہ از تالیخ سبقت
 و شہ شہ شاہی ابراہیمی تا کمالی - و افغانان آ گنا چندین قبیلہ اند از ان

۱- آتش - مراد و مراد طائفہ - لودی - ملا تہ -

چنگ یک زده سورت در ایشان خود را از سلاطین غوری دانند و بگویند
 که یک از اولاد ایشان که محمدری نام داشت در آنده سادیه جلای
 وطن کرده بمیان افغانان رفته آمد و چون صحبت نسب از نو سبک از
 رؤسای افغانان پرسید حقین رسیده و با آنکه رسم ایشان نیست که
 دختر بیکانه دهند لیکن آنکس دختر خود پسر خود داده و اما اگر دانید
 ملذذ اولاد پسریده با افغانان سر مشورت کنند و بایں اعتبار افغانان
 بزرگتر بیایند افغانان خواهند بود - البته در عهد سلطان بملول پور
 حسن سود که ابراهیم نام داشت هوس چاکری کرده از میان تعبیل خود
 بیرون آمد و نوکری یک از امرای سلطان بملول اختیار کرده چنگ
 در حصار فیروزه در زکری چند در بگفته نام نول گذرانید و چون فرست
 پادشاهی پادشاه بملول لودی در گذشت و در پادشاهی به پیش
 سلطان سکندر رسید و حال خان که از امرای پادشاه سکندر لودی
 بود حاکم چنبره شد حسن بن ابراهیم سودر که ملازم قدیم او بود رعایت
 کرده اسرا را پور و خواص پوستانند که از تواریخ به تناسر دست بگیرش
 داده صاحب پانصد سوار ساختند و پسر را مرشد پسر خود داد اما قریب
 و نظام هر دو از یک مادر بودند و نام ایشان از نفس افغانان بود و یکی
 پسران از بطن کنیزان بودند و آخره بود و در سبب ایشان که سن را بود
 فرید چندی آلفته بود و بعد از پنج فرزند از آن تواریخ به تناسر دست
 از خدمت پسر رنجیده و بیلاست به حال خان رفت و حسن پسر را از آن دست

که ز زبیر مرآتستی داده پیش من فرستید که میخواستیم چیزی بخریم بخواند و تهنید
 اخلاق نماید هر چند حال خالی فرید و آنکه گفتند که بنده مستحب پدر و دوداد
 توبی نکرده گفت چون در پور نسبت با هم علایق ندارند پس بجای طلب
 علم قیام می نمایند و دستهای آنها بوده چیزی بخوانند و بگویند و بگویند
 که در آن زمان اهل هند میخواندند خوانده و کافی را با خواستی و در سینه
 کتب علمی نیز در گذرانید و از نظم و شعر و تاریخ و قوفی بهر ساعده بعد
 از دو سه سال که سن سیزده بود آنرا خواند و در میان آمده فرید را بخت
 پدر آمد و در وقت گفتند که در حسن و ادب و گوی جایز خود را بفرد و نصیحت
 دانسته و در اینجا که فرید و فرید در وقت و در اع بر حسن پدر و سانسید
 که در کار عالم خصوص امور امارت مخصوص عدالت است اگر مرا بگیر
 می فرستیدن از سوتیج تجاوز نخواهم کرد و تو گران شما اکثر خوشش و
 نزدیکان اند و پس از راه عدل تجاوز نماید بخواهم که در این قسم
 و عداوت گفته بجا گیرفت و آنجا از روی عقل و کفایت سوز که بود
 در میان اقربا سوتیج مرغی داشت و در مقام بیخه بیخه از تعداد گستره
 و تندرستی آن پادشاه برومان خود شورت شده بود و همه گفتند که بشک همراه
 پادشاه و او بهیاسه و در دست تعیین شده تا آمدن پدر و برادر و
 فرید و تا او بیست و زین (سپ) سازد و بعد از مقدم بر موضع کمال است
 بر ریت طلب داشت و از قسم سپاهی بیخه را که پیاده بودند و در آن نوازی

که میرزا محمد علی در این کتاب روایت کرده است که در زمان شاه دوازده

سکونت داشتند طلبیده بقدر خیر و جاسه امداد نمود و بوعده تسلی کرده
هر یک را بر اسپان عاریت سوار و بر سر جماعتی که او را بنظر داشت
آوردند رفت و قریب مواضع ایشان فرو آمده گرد و خود قلعه ساخت و
هر روز جنگ می برید تا بقلعه که ملائکه میا می ایشان بود رسید و سر کربا
ساخته غالب آمد و خلق کثیر قتل و اسیر گردانید و ازین امر بنو پیچ
ا به پیش در دلهاسه نمودن آن مرد بوم جا کرد که جمله مطیع و منقادش شده
الکذا اسی نمودند و پرگنات سمور و آبادان گشت و او صاحب ملک شد مشهور
بنواحد و تدبیر شهره عالم گشت و پس از مدتی که حسن بجا گیر آمد و
سمور بی پرگنات و طریق سرانجام و سرور ای فرید مشا به نمود خوش
رفت شده تحسینا کرو گویند حسن را کینه بود که از دو پسر داشت
سلیمان و احمد و در سلیمان احمد بن گفت که شما و عده کرده بودید
سمور گاه پسران تو بزرگ شوند و از و علی پرگنات بآنها داده خواهد شد
الحال که آنها بزرگ شده اند و بوعده وفا باید نمود حسن رعایت خاطر فرید
که فرزند بزرگ و خلف بود نموده سوختی داشت و فرید این معنی
را نهیده دست از حکومت پرگنات باز داشت حسن و از و علی پرگنات
سلیمان و احمد داد و عذر خواهی فرید نموده گفت چنانچه تو کار و انحصار
تجربه شده می خواهم که برادران تو نیز صاحب وقت شوند و در آخر
قائم مقام من تو خواهی بود. القصة بول حکومت پرگنات و سلیمان
که جاسه پناه شد انسر ششم که سبب مطیع

احمد فراد گرفت فرید آذر وہ خاطر شدہ باتفاق برادر خرد نظام با کرد رفت
 و بخدمت دولت خال لودی کہ از امر اسے کبار بادشاہ ابراہیم لودی بود
 قرار گرفت و مدت در خدمت کردہ از خود راہی و خوشنود ساختہ روز
 دولت خال گفت مطلب و دعاے کہ داشتہ باشی بگو تا سرانجام کردہ
 آید فرید گفت پدرم پیر شدہ و ہمہ جاگیر پدرم خراب است و سپاہیان
 نیز خراب و بربشال می باشند اگر آں پر گنات باہر دو برادر مرصفت
 شود یک برادر با پانصد سوار ہمہ وقت در خدمت بادشاہ بودہ دیگرے
 بسر انجام سپاہی و رعیت خواہم پرداخت و نیز بخدمت گزاری پدر بزرگوار
 قیام خواہ نمود۔ دولت خال روزے اس سخن را بہرین بادشاہ ابراہیم
 لودی رسانید بادشاہ فرمود کہ آنکس پدرم سے است کہ گویہ شکوہ از پدر
 وار در دولت خال ایسا حجت بغیر نہ گفتہ اور اتالی نمود کہ بار دیگر وقت
 نیک ملاحظہ نمودہ عرض خواہم کرد و چارہ ساز تو خواہم شد و غلطیہ یومیہ
 افزودہ اور انگاہ داشت و فرید را بخت خوش خلقی و آشنائی و کرم و
 سروت ہمہ کس دوست گرفتہ دولت خال نیز در ہمہ باب ہمراہی او
 می نمود تا آنکہ پدر او فوت شد و دولت خال خبر فوت حسن را بہرین
 سلطان رسانید پدر گناہ چاہے بر اہمجا گیر فرید و برادرش گرفتہ و فرید
 با ذالین حکومت اسرام در خواہم پدر بجا گیر رفت و بسر انجام سپاہی
 رہبہ مشنوا ایگشتہ و با ذالین تاب مقام مستیایا در وہ پیش محمد خال سہی کہ

حاکم چون پیر بود و هزار دپا نقد سوار داشت رفت و از برادر شکایت کرد
 میرخان مجبور گفت بابر بادشاه هندوستان آمده است و درین نزدیکی
 میان من و بابر بادشاه دبراهیم جنگ خواهد شد اگر بادشاه را بر ابراهیم ظفر
 یافت بر اینجندتش برده سفارش خواهد نمود که سلیمان گفت ای همه انتظار
 نمی توانم نمود و مردم من سرگردان اند محمدخان و کس پیش فرید
 فرستاده میان برادران بصلح و لایق نمود فرید گفت که محمد رسد سلیمان
 اینی در حیات پیر بود حالا نیز قبول دارم اما در حکومت بشارت ده نمی دهم
 زیرا که در عهد پیر در یک نیام و دو حاکم در یک شهر آید گیرند و پیروز
 شمرند در حکومت و محمدخان و سلیمان را در کون نموده گفت خا طریق دار
 که حکومت را برادر از فرید گرفته بنموزایم داد و چون فرید برین سخن
 اطلاع یافت و در فکر کار خود شده تنظر معامه بابر بادشاه با سلطان ابراهیم
 نمودی بود چون بنیر گشته شدن سلطان ابراهیم در فتح بابر بادشاه شنید
 اندیشه شده علامت بهادر خان و ل دریا خان و حافی که ولایت بهار
 را در دست گرفته و ولایت شاهی افزاشته خود را سلطان محمد خطاب داد و بود
 و ده و در سبک نو که افش افغان گشت و در دست سلطان محمد و بیکار زده بود آگاه
 شیرین ظاهر شد فرید متاعلی شد و آن را در بنیم شمشیر لاک ساخت سلطان
 محمد فرید را خواند و فرید و خطاب شیرخان یکنه آ و انقدر دانی و رفته رفته
 شیرخان را در خدمت سلطان محمد قرب و اختصاص تمام جانمن آمده

الہی فی سیر خود جلال خاں باو تقویٰ فی زمرہ و بعد از دستگیری خاں
 بختیار خاں گرفتہ بحسب اتفاق زایدہ از میعاد و اندر روز کے سلطان
 در مجلس جمعی از شیر خاں کر و کہ از رندہ تحلف خودہ می آید محمد خاں حاکم جو نیز
 فرصت دیرہ بعد از خروج رسائی کہ او بنایت عمیل و مکار است انتظار آمدن
 بادشاہ خودہ بنی سگندہ رودی دارد و بایں حرف مزاج سلطان محمد از نو
 مخبر حرف ساختہ گفت: علاج آوردن او آنست کہ پیلیمان نام برادرش کہ
 پدر در حیات خودہ امید تمام مقام خود داشت و دتے ست کہ از دگر رختہ بامن
 می باشد اگر جاگیر شیر خاں آوردہ ہند بر آئینہ مضطر شدہ و دال خواہد
 آمد سلطان محمد بواسطہ خضوع سوا بق شیر خاں بے تقصیر ظاہری
 بتغیر جاگیر رضا دادہ بہ محمد خاں خود فرمود کہ بروش مناسب میاں
 برادران جاگیر را قسمت کن و تسکین نیتہ و فساد بہ محمد خاں خودہ
 بجایگز خود جانب جو خود آمدہ سادی نام غلام خودہ اپیش شیر خاں فرستادہ
 پیغام داد کہ برادران تو پیلیمان و احمد دتے ست کہ پیشین می باشند و
 از حصہ و رسد خود و مخروم اند لکن آنکہ حصہ ایشان بدہی شیر خاں گفتہ
 ملک رندہ نیست کہ ملک کہے باشد ملک ہند وستان ست ہر کہ بادشاہ
 می دہد جاگیر باو تعلق می دارد و تا امروز دروش سلاطین چاں بود کہ
 آنچه مال میت می بود از رندہ سے شرع میان خزندانش قسمت می کرد
 دہر کہ شاید اہانت می دانستہ حکومت و سرداری باومی دادند

بیت

ملک میرا سبب بگیر و گیسے تا نزد سیخ و دوستی بے
 دین سبکم بادشاه از ایتیم لودن سپردم و خواص پر مایه را همه خست
 چوں سادی غلام بر گشته آنچه شنیده بود و عهد خاں شور گفت محمد حسن
 بر آتش بادی غلام گفت تمام جمیت مرا با اتفاق سلیمان و احمد با خود برود
 بضریر شیر خاں را بد کرد و هر دو پر گنه را تسلیم سلیمان و احمد کرد
 و بچشم کثیر نیز سلیمان و احمد گذاشته بیا - اتفاقاً در آن وقت از جانب
 شیر خاں ملک سکه نام غلام او که پدر خواص خان سبب و از غنم خواص پدر
 طایفه بود شیر خاں خبر ازین سادی و سلیمان و احمد شنید و ملک سکه درشت
 کرد و در مقام دست درافتن قصیرے تمام سادی غلام و سلیمان و احمد
 چوں نظام خواص پر رسید ملک سکه بچنگ بر آید و بتسل رسید و لشکر شیر خاں
 متفرق شد و بهرام آمد و شیر خاں را تاب و مقاومت نمانده اراده رفتن
 بطرف خود چنانچه پیشه گفتند پیش سلطان احمد باید رفت شیر خاں
 گفت که من شیر خاں امیر کلاں اوست خاطر او را بجست خاطر من از
 دست نخواهم داد پس راسته جانب او برآں قرار گرفت که بجست جت
 بر لاس که در جانب حضرت بابو بادشاه حکومت کرد اما ملک پور داشت
 برود و بادشاه نظام میرا پس راسته را پندید - قصه شیر خاں بعد از
 ارسال رتی در سائل احمد و قول گرفته بخلافت سلطان جتید بر لاس
 لحه را بنیاد بر ایشان بود که شد مد

ایشان خود بحالات کثر میرسد و پاسبان در را می گذارد و وزیر را بمقتضای
 رشوت کاه کرده حق با دشا بهی بجانی آورد و عیب افغانان آنست که
 با هم نفاق دارند و اگر برادر دولت مساعدت کند نفاق از میان ایشان
 بردارد و کار خود بسیار می یارند برین دأخیه که در آن وقت محال می نمود
 خنده می کردند و تخری می نمودند تا آنکه روزی در مجلس در پیش مکانی بر سر
 سفره طبق ماهیچ میش شیر خاں نهاده بود و خود خوردن آن خود را عاجز
 یافته تا پیش برده های نان بردارده بکار ویزه ساخته باز در کاسه کردند و از
 تاشق خوردن گرفت حضرت بابر بادشاه برین حال واقف شده بمیر
 خلیفه گفت که این افغان غریب کاه کرد و چون از کار باکے که با
 محمد خاں شور کرده بود مطلع شد بر تدبیر وزیرگی ادا شاره رفت شیر خاں
 از هم زبانی بادشاه بامیر خلیفه آگاه شد و این قدر دانست
 که بنظر عبرت منظور است و این معنی علاوه داشت شده و چون
 شب از لشکر بادشاه جدا نمود بجای که خود رفت و بسلطان جنید بر لاس تو
 که چون محمد خاں شور بسلطان محمد گفته بخوابست که بر سر برنگات من فرج
 ز ستم منظر بگفته بهی و خصمت تبیل بجایگزینا تم و خود را از زمره دولت
 خوا بان بیرون نمی دادم - القصة چون شیر خاں از طرف منغل مایوس
 و متوهم شده بود با اتفاق برادر خود و خود نظام باز پیش محمد سلطان رفت
 سلطان محمد را نوازش کرده با تالعی جلالت خاں پیش بطریق اول
 ۱- مرافت نه خواش - اراده - و داعی جمع که مراد از بابر بادشاه که چچه کرده

و مقرب گشت در آن ایام بحسب تقدیر سلطان محمد فوت شده جلال خاں
پیش که خرد سال بود قائم مقام پدر شد و والده جلال خاں لادد ملکه
نام بهات را پیش خود گرفته با اتفاق شیر خاں حکم میسرانند و در بهان نزد وی
اورد جلال خاں نیز فوت شده حکومت بهار من حیث الاستقلال بشیر خاں
قرار گرفت و مخدوم عالم نام از امرائے والی بنگاله که حکومت حاجی پور
داشته با شیر خاں رابطه محبت و موافقت بهم رسانید و سلطان محمود
والی بنگاله از دو خاطر دیگر گوی سزای قطب خاں حاکم ولایت بنگال را بشیر
ولایت بهار و استیصال شیر خاں یعنی دم عالم گیتی کرد و شیر خاں هر چند در
صلح زود ملاشت نموده تا مدتی که با آخر با اتفاق انعامان ولی بزرگ
بناده تراه بنگال داد و چون فریقین بهم رسیدند جنگ عظیم شد و قطب خاں
کشته شد و شیر خاں غالیب آمده فیصل و خزان و حشم بنگاله را تصرف داشت
بنشین از پیش صاحب توستا شده از من جهت لوریان از رشک و حسد
بشیر خاں در مقام نفاق شدند و قصد کشتن او کرده در آن باب با جلال
خواں که او نیز از لوریان بود گفتگو کردند و جمعی از متعلقان
جلال خواں شیر خاں را از آن عالی آگاهی بخشیدند شیر خاں بجلال خواں
گفت که امرائے شما از روی حسد با من در مقام نفاق اند اگر شما
در علاج این امر منی تنها میسرانید مرا یغور است از خدمت شما جدائی اختیار
نمایم و جلال خواں گفت بر آنچه صلاح تو باشد من از آن بیرون
اینستقل طور پرست بختن شده و دست بکسی نه کو که و چاکر و غره و غره با همی.

غنیتم شیر خاں گفت که ایصال را دو فرقه باید ساخت یکی را بنابر
 تحصیل زر به پرگنات روان باید کرد و دیگری را مقابل حاکم بنگال
 باید فرستاد و بعد در محافظت خود بنوعی کوشید که جلال خاں لوجانیا
 از دفع او عاجز شده قرار داد که بخدمت سلطان محمود دلی بنگال را رفته
 نوکریش اختیار نمایند و لایست بهار را پیشکش نمایند پس لوجانیا و
 جلال خاں شیر خاں را به بهانه آنکه در مقابل قتل باشد در بهار گذاشته
 خود پیش سلطان محمود رفتند و ابراهیم خاں سیر قطب خاں را به کمک
 داده بر سر شیر خاں فرستاد و شیر خاں در قلعه که از گنل ساخته بود محصور شده
 و هر روز جمعی را جنگ می فرستاد و زود خورد می کرد اما آنکه ابراهیم خاں مرد
 دیگر از حاکم خود طلبید شیر خاں بر طلب کمک مطلع شده مردم خود را جنگ
 صفت مستعد ساخت و وقت یافت آدمی مردم خود را میا نمود از قلعه بیرون
 آمد و لشکر بنگال هم صفت پیاده و سوار و آتشبازی و فیلاں تربیت داده
 مقابل نمودند شیر خاں فوجی از مردم خود در برابر ایشان داشته مردم چیده
 و گردید و را عقب پشیم مخفی ساخت و قرار داد که باقی فوج مقابل غنیتم
 تیر اندازی نمایند و پشت داده رو بگریزند تا سواران ایشان
 بجهت تعاقب از میان توپخانه بر آیند و چون چنین کرد و در لشکر
 که مخفی بود کبابه حمله آورده و از آن روزگار بنگال را بر آورد و ابراهیم خاں
 نیز نسبت پر رها کرده قتل رسیده و جلال خاں نیم جان جنگ پا بیرون

برده به بنگاله رفت و تمامی فیلمان و توپخانه بنگالیان بدست شیرخان در
آمده ملک بهار نیز صاف گشت و استعداد شاهی بهم رسید گویند در آن
ایام تاج خان نامی از جانب بادشاه ابراهیم لودی بجگو مست قلعہ چنار
اشتغال داشت و او را زنی بود لاڈو ملکہ نام عقیقہ کہ تاج خان را
سایست محبت باد بود و پسران تاج خان کہ از زمان دیگر بودند از
کمال رشک و حسد در مقام کشتن لاڈو ملکہ شدہ شب یکے از پسران کہ
کلانی تر از همه بود شمشیر بے لاڈو ملکہ انداخت و زخم کاری نیا مدہ
خون غاشکہ کہ لاڈو ملکہ را کشتند تاج خان با شمشیر برهنہ خود را بدست
رسانیدہ قصد پسر کرد و چون پسر بے یقین دانست کہ از دست خلاصی ممکن
نیست قتل پدر را بدست نمود و شمشیر آن بے سعادت کارگر افتاده
تاج خان کشته شد چون پسران تاج خان سرانجام قلعہ و سپاہ
توانستند خود را بآئینہ شیرخان کہ در ہمایگی بود بریں معنی اطلاع یافتہ
برہما چند ترکمان کہ عمدہ کوہران تاج خان و خالوے لاڈو ملکہ بود در
باب تادیب پسران بے ادب سخن در میان آو و بعد آمد و شد رسولان
ترابراں گرفت کہ شیرخان لاڈو ملکہ را در حالہ نکاح خود آورده قلعہ چنار
را متصرف گرد و پس شیرخان عقد بالاڈو ملکہ نموده قلعہ را بحضرت این و
دفائن متصرف گشت **منظوم**

چو بنگام رسیدن در سد تنگ بزم خود کند کام دال بنگ
ازیں جا میرساند دیدہ را کہ نظارہ جیسر نمود از دور

لے جرات لے مقرر

دور خلال این احوال بادشاه محمود بن بادشاه سکندر لودی از صد سواران
 نزدیس مکانی بابر بادشاه پناه براناسنگا برده با اتفاق راناسنگا و شیرخان
 یوآنی و دیگرزینداندان بر سر نزدیس مکانی بابر بادشاه آمده و در نواحی
 قصبه جالوه جنگ کرده شکست خورد و چنانچه در محل خود ثبت گردید و بادشاه
 محمود در حوالی پچیتور روز شنبه می آید و اتفاقاً اکثر امرا سیه لودی که در
 ولایت پٹنه اجتماع داشتند کس بطلب بادشاه محمود فرستادند و او آمده می
 باز بر مسند حکومت پٹنه جلوس نمود و از آنجا لشکر گراں ولایت بهار در آمد
 شیرخان چون دید که افغانان را از متابعت بادشاه محمود چاره نیست ناچار
 بسلامت اورنته اطاعت و انقیاد نمود و امر اسے بادشاه محمود ولایت
 بهار را در میان با هم تقسیم نموده پاره بشیرخان گذاشتند و غدر نخواهی
 نموده گفتند که هرگاه ولایت جوینور را از تصرف منحل بر آوریم باز گاهی
 ولایت بهار از تو نخواهد بود شیرخان درین باب قول نامه از بادشاه محمود
 گرفت و بعد از مرسته همت سرانجام لشکر و حصص بنا گیر گرفته به سمرام
 آمد درین وقت که بادشاه محمود بقصد جنگ منحل و گرفتن ولایت جوینور
 می رفت کس بطلب شیرخان فرستاد و جواب نوشت که متعاقب سرانجام
 لشکر نموده می رسم امر اسے بادشاه محمود گفتند شیرخان بس محیل است و نکار
 لائق آنکه بجایگزینش رفته ادب را همراه بگیریم و بادشاه محمود با لشکر خود متوجه
 جوینور شد و امر اسے جنت آشیانی که در جوینور بود در تاب مقاومت نیارز

لے تاب داری لے اترا نامه لے مراد از ہایوں

بدر رفتند و چون در آل نواحی بتصرف افغانان در آمده تا ولایت ماکپور
 را ندیده متصرف شدند و در آن وقت حضرت جنت آشیانی در نواحی کالجفر
 تشریف داشتند و چون غلبه و طفیال افغانان بسامع علیه رسید و عنان
 عزیمت بدفع رنج افغانان مطوت ساخت بادشاه محمود بن جهانگیر
 و دیگر امرای افغانان در برابر آمده مقابل نمودند و چون شیرخان
 از سرداری و کلاں تری بن و بایزید در تباب بوده میخواست که خود بزرگ
 شود از روش کار غلبه متعال برای العین مشاهده می نمود و رخصیه به میرزا
 بیگ که از امرای کبار و سپه سالار مغل بود پیغام داد که چون من پرورده
 هستم فردوس مکانم در وقت جنگ سبب هزیمت افغانان خواهم شد
 چنانچه در روز جنگ با فوج خود طرح داده بکنا لے رفت و جنت آشیانی
 بدفع و فرقه ای اختصاص یافته بادشاه محمود بد حال بولایت پهنه رفت
 و نوشته گرفته ترک سپاه گری کرد تا آنکه در سال ۹۲۹ هجری بمصرد چیل و نه بولایت
 او برپایه رفعت در آنجا وفات یافت و جنت آشیانی بعد از فتح متوجه آگره
 شده امیر هند و بیگ را پیش شیرخان فرستاد که قلعه چنار را بوی سپارد
 شیرخان در وادن قلعه غدر آورد و امیر هند و بیگ برگشته بملازمت آمدند
 چون این خبر بجنت آشیانی رسید متوجه قلعه چنار شده بمجمع از امراراپشتر
 فرستاد تا قلعه را محاصره نمودند شیرخان عرضیه ارسال داشت که من
 بتوجه رادماد حضرت فردوس مکانی بابر بادشاه برترت حکومت رسیده ام
 لعل ظلم و نازانی -

در جنگ بادشاه محمود بن بایزید سبب فتح آل حضرت شدم پادشاه اگر
 چنان را ابن مسلم دارد قطب خال پسر خود را با نوج بیعت نزد شاه روان
 خدمت گزاری بقدیم رسانم و چون در آن یورش غلبه داشتند
 بهادر شاه گجراتی بساح عز و جلال رسیده بود درین وقت مادر الائن
 نموده عرض بدرجه قبول افتاد و شیر خال قطب خال را با عیسی خال
 حاجب که بمنزله وزیر او بود بلا دست فرستاد و جنت آشیانی مراجعت نمود
 بهم بهادر شاه گجراتی پرداخت قصه قطب خال یا پانصد سوار در رکاب
 آل حضرت بود لیکن از گجرات گرسنه پیش پدر آمد و درین مدت شیر خال
 فرصت یافته ولایت بهادر را متصرف ساخت و لشکر به بنگاله کشید و اراک
 بنگاله در مقام محافظت گذاهی شده یک ماه جنگ کرد و در آخر الامر گداه
 بهمن شیر خال در آرمه ولایت بنگاله رفت و بادشاه محمود بنگالی طاقت
 جنگ نیاورده و حصاری که در تنهن شهر شیر خال ترمی به محاصره بخول گشته
 چو کس از زمینداران بهار فتنه آنگیخته بود و بجا نب بهار برگشت و خواست
 خال و دیگر امرای خود را به تسخیر بنگاله گذاشت و چون مدت محاصره
 بطول انجامید و غلدر شهر نیافت شد ناچار سلطان محمود دانه راه کشی
 گرسنه بجا پیور رفت و شیر خال خاطر از فتنه و فساد جمع ساخته و بنال
 سلطان محمود نموده اولاً علاج جنگ کرده زخمی از معرکه گرسخت و بنگاله
 بهمن شیر خال در آرمه عودس آل ملک را در آغوش کشید و چون

له خاطر و کرامت له پیچید

جنت آشیانی از سفر گجرات مبادت نموده با گره آمد و فتح شیر خاں را
 اہم دانستہ ریایات جہاں کشا بطون چنار بجرکت در آمد جلال خاں کہ
 در قلعہ چنار بود و غازی خاں سوار جمعی دیگر را بجلالت قلعہ گذاشتہ
 خود بجانب کہستان چار کمینڈ رفت و چون شش ماہ از محاصرہ قلعہ
 چنار گذشت روی خاں کہ صاحب ارشام توپخانہ بادشاہی بود در
 دیار سرکوبیا ساختہ قلعہ بتصرف سپاہ مغل درآمد بادشاہ محمود کہ زخم دار
 از مکر شیر خاں گریختہ بود دریں وقت بلازمت بادشاہ مشرف شد
 جنت آشیانی دوست بیگ را در قلعہ گذاشتہ متوجہ شیر خاں شد و
 او جلال خاں و خواص خاں اکثر لشکر خود را بہ جہانظمت گڈھی کہ
 سرحد بنگالہ است فرستاد و جنت آشیانی جہانگیر علی بیگ و دیگر اطرا
 بیشتر روانہ فرمود و جلال خاں و خواص خاں کہ در گڈھی بودند با
 ایشان جنگ کردہ غالب آمدند جنت آشیانی دیگر بار انواج فرستاد
 و خود نیز از عقب بسرعت رسید و فتح گڈھی شدہ جلال خاں پیشتر
 پذیرفت چون جنت آشیانی از گڈھی گذشت شیر خاں شہر کور
 را خالی کردہ بجانب چار کمینڈ رفت و بواسطہ قرب وجوار در اندیشہ
 تسخیر قلعہ رہتاس گم دید تا زین و فرزند خود را در آنجا گذاشتہ لغزاع
 بال باقیمتانی و جنگ جنت آشیانی پرواز و اذال کہ گرفتن آل قلعہ
 بجز و تہرا مکان عقلی نداشت متوسل و تشبیت بدامن حیلہ دہر بیر
 گشتہ کساں نزد راجہ آن حصن فلک اساس کہ راجہ ہرشن نام

داشت فرستاد و پیغام کرد که ولایت بهار بنایت شکست و لشکر بسیار نزد من
جمع آمده از این سبب اراده تسخیر ولایت بنگاله دارم و خاطر بسبب قرب و
جوار مغالان جمع نیست اکنون اعتماد بر یاری و دوستی تو کرده اهل و
عیال خود و سپاهیان خود را میخواهم که بقلعه تو فرستم و بخاطر جمع به بنگاله دارم
راجه از قبول این تمسک سر باز زد و شیر خاں دیگر باره مردم سفندان
منحطف و هدایا بخدمت راجه و کلامه او فرستاده پیغام نمود که بجز عورتا
و خزانہ چیزی دیگر نخواهم فرستاد - اگر پنج بنگاله نصیب شده بیست
معاودت نمود ادا سے حق شفقت شایدا جی خواهم کرد و اگر قضیه برعکس
باشد باز عیال و اموال من نزد شما مانده است مغالان که دشمن
قدیم اند افتد راجه آن حصار بطح آنکه خزانہ آباد آورده - پرتش ملی
قبول کرد و شیر خاں هزار دولی ترتیب داده بطریق که در هندوستان
عورات را از جاکے بجاکے در دولی نشاندند و برقع انداخته بکلی بر بند
در هر دولی بجاکے زنی دو مرد مردان در آورده و پانصد کس از تنگ راجه
روشن مزدوران بدره بر سر نهاده چوبدستی بجاکے عصا در دست و پیغام
داده پاسبان قلعه فرستاد چون در چند دولی که در نزد شیر خاں نشاندند از بیرون
نشانده بود و خراج سربازان نیز همراه بودند به و متعلقانش غافل
طلق شد و شخص و حبس نمودند و مال و منال را ملک خود اقتدار کرد و
در بالا بردن تمجیل نمودند و بعد از آنکه دولی با سه تخمیلی که راجه بزرگ آنها
له مذحاست نه گنج گر نمایا خبر و پوزیکه یکم خزانہ کامه نه هزار و پونسیه کیانی بود و
عورتیں -

تعیین کرده بود رسیدند که گمان دوزی نشی که راجع ایشان را ازین تصور
 کرده بود با شمشیر اے آریخته مردانه بدو بدو میزد و مزدوران پول شصت
 را که مانند سرخ بر سر داشتند افکنده چو بها علم کردند و رو به دروازه
 آورده باراجه هر کشتن مخصوصان او که در کمال غلظت بودند بجنگ پیوستند
 در آن اثنا شیر خاں که لشکر خود را مستعد و مکمل کرده گوش بر آواز خود
 را بشتاب سحاب بدروازه بارسانید و چون دروازه را کشاده دید با اکثر
 مردم خود بدرون درآمد و راجه هر کشتن که با جمعی از مخصوصان خود لحظه
 بجنگ ایستاد و آخر چون دانست که کار از دست رفته است دروازه
 عقب قلعه را کشاده بنزد شفت یم جانے بتنگ پا بیرون بر دو شل
 رهناس قلعه که در ریج مسکون نظیر ندارد و با خزائن و دنانین به این
 سهولت بصدق شیر خاں آمد قبل از آن در سنوات سابق نصیر خاں
 فاروقی حاکم خاندیش بهمین که در بدیر قلعه اسیر و از اسامیر گرفته بود
 و رهناس بی باله و اغراق در احکام بحدیست که مسافران و ریج
 مسکون مانند آن نشان نمی دهند القصة اکثر بقاع و تلافیع هندوستان
 بنظر مدلف درآمده است اما بچو رهناس قلعه دیده نشده الغرض در
 حوالی قلعه بهار بر زیر کوهی و ریج واقع شده در عرض و طول زیاده
 از پنج سوره از دامن کوه تا دروازه قلعه یک سوره راه پیشتر است در دور
 اکثر اکنه آل حصار سپهر آثار چشمه های آب خوشگوار موجود است بکلیه
 له تجربه کار و از موده له ایند کاهیه له بدل ابر که بحد تمام شصت حج قلعه -

در مکائی که پناه یکنند بعد از حفر یک ذراع یا ده ذراع چشمه آب شیرین
پدید آید و دیگر انظار بر آن قلعہ می افتد بے اختیار بر زبان می آورد
که از بدی صنایع آفریدگار است و بنا بر آنکه طائر صیحت میجو یک از
بادشایان عالی مقام در هواست مدتی تیر خراں قلعہ پر واز کند و ده بود تبصر
شیر خاں در آمد انخانان تومی دل شده اهل و عیال خود را وراں
قلعہ در آورد و اسباب قلعہ را می برد و اتم سامان نمودند و بیعت
بپناه کشاده شود کار سخت بدست بر آید بهار از درخت
و چنیت آشیانی فوت سه ماه در شهر کرد که در کتب سلف به کسوفی در کرد
توقعت نموده بعیش و عشرت گذرانید و پس وقت خورشید که چندالی منزل
در آگره دیوات علم یعنی و مخالفت افزاشته خطبہ بنام خود خوانده شیخ
جہول را بقتل رسانید آن حضرت جهانگیر علی بیگ را با پنج هزار سوار
انتخابی در کرد گذارسته مراجعت فرمود و چون لشکر بادشاهی از کشر سنج
بمان و گل ولایتی بے سامان شده اکثر اسپان سپاهیان سقط
شده بودند نهایت بے سرائجی بحال مردم راه یافته بود شیر خاں
فرصت غنیمت خمر و بالشرکے زیاده از مورد شیخ بر سر راه آمده در
نواهی جو سار مقابلہ نمود و گرد لشکر خود قلعہ ساخته نشست و بعد از
رسل در سائل شیخ خلیل نام شخصی را که مرشد خود میدانست بخدمت
چنیت آشیانی فرستاده بنیام داد که ولایت بهار را تا گنگد می تهرت
لشکر و باله بنادات تمهید کچر لایحه مرگ می تھے ۔

انتخاب از نمایندگان فرشتہ

اولیائے دولت گذاشته خطیب و کاتبان و خدمتکاران و نظریین
چون مقدمہ صلح ترا گرفت لشکر خانی را و شاهی نسبت بدگیرد و زبا بدین
شدند و آب جو سار را یکی بہتر و آنکہ جو سار گفتند شیر خاں ایشان را غافل
یافتہ وقت شب ایستاد و فرمود کہ ہر کس صبح در ۹۴ نہ نصیب و چل و شش
بالشکرے آراستہ و فیلان کوہ پیہر آید و اگر آواز باد شاهی را فرست
ترتیب نشد شکست افتاد و جنت آشیانی را کمال پریشانی متوجہ آگرہ شد

ہمہ سال گوہر خیز در سنگ
و شیر خاں مراجعت نمودہ بہ بنگالہ
در آنجا بودند بدعات با او جنگ
علف نیخ شیر خاں ساختند و
و خطبہ بنام خود ساخت و سال د
دریں وقت کہ بیگانہ را یکمانہ باید
جنت آشیانی جدا شدہ بہ لاہور
کہ بادشاہ تربیت ترکمانان می شد
نفاق کردہ بنیاد مخالفت نهادند
بجنت آشیانی از آگرہ بقنوج شت
لشکر منزل بصد ہزار و لشکر افغانا

ساز و جہاں گاہ جنگ

قلی بیگ بالشکرے

کے نہ آشتند خود را

بر شاہ خطاب وادہ کئے

ت تمام متوجہ آگرہ شد

مرزا از خدمت

پشتانی بدال سبب

ایشان می کو شد

و با وجود ایں حال

لذت و دریں محل

میرسد بالبحر

لے کوچ لے چارہ خوراک -

در روز عاشورہ ۹۴۷ ہجری بمصر و چل و ہفت لشکر مغل کوچ کرده ارادہ
 فرود آمدن منزل داشتند کہ شبیر شاہ صف آراستہ بجنگ پیش آمد و
 لشکر مغل بے جنگ ہزیمت یافتہ جنت آشیانی در آب سب انداخت و
 بہ محنت تمام بدرآمدہ متوجہ لاہور شد و چون شیر شاہ تالاہور تنہا بے نمود
 جنت آشیانی بجانب سندھ روانہ شد و شیر شاہ تا خوشاب و تالاب نمود
 و اسٹیل خاں و غازی خاں و فتح خاں بلوچ دوائی کہ سروار طائفہ
 بلوچ بودند آمدہ شیر شاہ را دیدند و شیر شاہ کو ہستان نندہ حوالی کدو
 بالائے را ملاحظہ کر دہ در جلد سے کہ قلعہ ضرور بود طرح قلعہ انداخت
 و موسوم بر ہتاس کر دہ دریں وقت خواص خاں غلام خود کہ کسی و
 مردگی اوز نام بادشاہی کہفت آوردہ بود امیرالامرا اگر دانیدہ عشر
 ملک محروسہ باقطاع دے مقرر فرمود و اورا باہیبت خاں نیازی
 و لشکر سے بیاہ و آسجا گداشته بجانب ہندستان مراجعہ کر دہ چون
 بآگرہ رسید شنید کہ خضر خاں شیروانی کہ از جانب ادھاکہ گنگا بود و خضر
 سلطان محمود بنگالی را بقصد در آوردہ در شہت و بر خاں بطریق
 بادشاہان ملوک می نماید شیر شاہ گفت علاج واقعہ چنانہ کہ
 کر دیں ایں ہمہ را واجب دانستہ بجانب بنگالہ ہضہ فرستاد و خضر خاں
 شیروانی باستقبال آمدہ مجوس گشت و شیر شاہ ولایت بنگالہ را بچند
 کس قسمت نمودہ ملوک، ملوانت ساخت و قاضی فضل را کہ از علمائے

و شیخ عبدلکی و شیخ جمالی مصرع و یک گفت مصرعہ -

تولیت مصطفیٰ الانبیاء فی عبیدی

بالجمله شیرشاہ مدت یک سال در آگرہ قرار گرفته سرانجام لشکر و ملک نمود و بہیت خاں حکم فرستاد کہ ملتان را از تصرف بلوچان برآورد و او رفتہ با فتح خاں بلوچ جنگ کرد و غالب گشتہ ملتان را منخر ساخت و شیرشاہ رعایت او کردہ دسے را خطاب اعظم ہلالی داد و در سنہ ۹۵۹ ہجری بمصر و پنجاہ ہونہ مل و لد را بہر سجدہ پورسیہ در قلعہ راہیں علم غلبہ و استیلا نوشتہ اکثر برگنات آن نواحی را متصرف شدہ و ہزارہ عیالات مسلمہ را بہ ہم خود نگاہداشت ازین سبب عربی حمیت شیرشاہی بکرت درآمدہ و تسخیر قلعہ راہیں پرداخت و چون مدت محاصرہ داشتہ او کشید شیرشاہ سخن قتلخ در میان آوردہ با پورن مل عہد و پیمان بست کہ با و ضرر جانی نرساند پورن مل با زنان و فرزندان و چہار ہزار را بچہیت نامی از قلعہ برآمدہ بیرون منزل کردہ از غلامسے وقت پیرزا رفیع الدین صفوی باوجود عہد پیمان نتوانستہ بہ قتل پورن مل و او شیرشاہ تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر آراستہ بر سر پورن مل خرتا و تا از اطراف لشکر او را در میان گرفتند پورن مل و را چوتان دل بزرگ ہنادرہ کار رستمائی کردند کہ داستان دہم و اسفند بار باز بچہ شد و پروانہ وار خود را بر دم تیغ و تیرو و ندان قیل بے محابا بفرستادن زدند کہ جلہ بازن و فرزند خود را کشتند و سوختند و شیرشاہ مراجعت نمود

با گره آمد و چنده تراز گرفت و بتازگی سرانجام لشکر نموده متوجه تسخیر ولایت
 مارا و اتر گردید و در هر منزل گرد لشکر را بختندی و قلعه استحکام میداد و لوازم
 عزم و احتیاط بتقدیم میرسانید و چون به زمین ریگستان رسید و بستان قلعه
 شش روز گشت بقدر صائب و اندیشه درست بفرمود تا جواهر الیگ ساخته
 و با ااس هم میگذاشتند و قلعه می ساختند اول بر سرالدیکه حکومت و ولایت
 ناگور وجود پدید داشت و در میان را جا به هندوستان بکشت لشکر چشم متنازل
 رفت و قریب پنجاه هزار سوار را بجهت در طلب رایت راسه مالدیو جمع گشته
 قدرت یک ماه در نواحی اجیر و براب شیر شاه شست و پنج یکدم در جنگ پیش رفتی
 نمی نمود و شیر شاه حقیقت اورا استخوان آوده از آمدن خود پیشان گشت و اورا
 چو مالدیو و ارش آل ملک نبود بلکه خرد ج نموده بقلب را جا به آل
 حدود را مغلوب ساخته بود و آینه را جا فرستاد یافته نزد شیر شاه آوردند
 بشیرت شیر شاه کتابت از زبان امراسه مالدیو بخط هندی به شیر شاه
 نوشتند که ما بنا بر ضرورت درین مدت اطاعت مالدیوی کردیم و بکفایت
 او ساخته منتظر لطفه غیبی بودیم الحمد لله که شیل تو بادشاه متوجه این شهر
 گشت تا انتقام چندین ساله ما را از دیکشده پس هرگاه لشکر نظر افرا اسلام
 نزدیک برسد ما از راه مالدیو جدا شده بکشت مالی ملحق می گردیم برهمن و پهلوان
 مکتایب نیز از زبان شیر شاه نوشتند که انشاء الله تعالی بعد از فتح و
 مغلوبیت مالدیو شما را مغرور و مکرم داشته جمیع اقطاع موردی آباد اجداد

آذری میذاریم باید که خاطر جمع داشته در اظهار لوازم دولت خواهی خود را
 لغات در ادب پس آن کتابت مزبور را بطاعت اخیل بدست مالک خود
 و مالک که همیشه از زمینداران امرای خود اندیشه و دغدغه در خاطر داشت
 از مطالب مکاتیب هر سال شده بآنکه سه چهار منزل بقصد جنگ پیش
 آمده بود تو تعسف نکرد و کوشیا نام که از امرای او بکثرت سپاه و دغور
 شجاعت از همه مردم امتیاز داشت در پیش رفتن و جنگ کردن مبالغه
 بسیار بجای آورد و چون یکی از کتابت با نام کوشیا بود و یقین مالک
 شد که او برای مصلحت خود تر غیب تنال می نماید تو همیشه زیاده مشاهده
 لازم مراجعت گشت و کوشیا و دیگر امرای او هر چند نصیحت که در سر می
 یافتند و ایشان چون بر زمین کتابت خلیه امیر شیر شاه مطلع شده اند
 نصیحت یو فانی که در مذہب همه کس خصوصاً راجپوتان اخیل جنگ و
 عارست اندیشیده با اتفاق بنالید و گفتند که دولت خواهی و انظار اصل چون
 محمول بر اتفاق می شود واجب است که براس دفع مظنه آتشیر شاه
 چندال حرب نایم که فتح کنیم یا کشته شویم و بالاین قرار داد خواهی خواهی
 و خارج کرده وقت شب که مالک و کوچ کرده بود لایت مورد دست خودی رفت
 کوشیا و دیگر امرای بزرگ با دوازده هزار سوار که در جمع سوارگی از ایشان
 آتار موافقی بنظر رسیده بود بعزم تبخیر بجانب لشکر شیر شاه روان شدند
 و راه غلط کرده در روز به لشکر گاه شیر شاه رسیدند و از کمال حیثیت غیرت

با افغانان که بے اغراق هشتاد هزار سوار بودند بجنگ ایستاده مصاف دادند
 اکثر افواج افغانه را برهم زد و فتنه دیک با آن رسیده بود که شیر شاه فرار نماید ناگاه
 یکے از امرائے عمده افغانان موسوم بجلال خاں جلوائی و معروف بجماعت
 و کاروانی به لشکر تازه زور رسیده هم از گرد راه بر راجپوتان حمله آورد و ملک
 جمیعت ایشان از هم پاشید و کوهنیا و دیگر راجپوتان کشته شدند و شیر شاه
 که بترسکت متیقن شده بود ظفر یافته بر زبان آورد که برائے یکساعت
 از زن بادشاهی هندوستان را بر باد داده بودیم چه که در ملک مال دیو
 بسبب کثرت ریگ و کمی آب مثل دیگر ممالک هندوستان گندم وجود
 و نخود و ماشک و تنبول و برنج خوب نمی شود و اکثر مزدعات ایشان
 از زن ست که بزبان هندی آن را باجرا گویند و نیز مال دیو از جنگل مرگ
 بیگانه از قتل ایشان و تیر ویر و حیل افغانان مطلع شده تا سفت بسیار
 خور و دانا کام به کوهستان حمد چپورگر گنجت و شیر شاه بعد از این فتح که نه
 در خنده بازوے او بود بقلعه چتور زنه بصلح گرفت و مراجعت کرده به زن
 تنبور آمد و چو قلعه زن تنبور را بجا گیر عادل خاں سپهر بزرگ خود و او و
 عادل خاں چند روز خست گرفت تا سیر قلعه و سرانجام آن وقت منوره شهاب
 آمد و شیر شاه از آنجا بجانب قلعه کالجهر که حکم ترین قلاع هندوستان است
 منصبت کرده و راجه کالجهر بواسطه بدعهدی که در باب پورن علی یدیه بود
 اطاعت نکرد و در مقام مخالفت شد و شیر شاه قلعه را مرگم داد و زبان گرفته

له بلا باله له غده چنا باجرا له لایق که گزاره

بساختن نقب و سرکوب و سابطا اشتغال نمود و چون سابطا قلعہ رسید شیرشاہ
 از اطراف جنگ انداخت و در جائے کہ خود ایستاد بود مردمان حقہائے
 پر دازعی تشنگ باندردن قلعہ می انداختند اتفاقاً یک حقہ بر دیو قلعہ
 خورده برگشت و شکستہ در میان حقہائے دیگر افتاد و آتش در گزشتہ شیرشاہ
 باشیخ فلیل مژشد خود و ملا نظام و دانشمند و دریا خان شروانی سوختند و
 شیرشاہ بال حالت خود را بر محل رسانید و هر لحظه کہ نفس می کشید شور بهم
 میسایند فریاد کرده لشکر را بجنب ترغیب می نمود و مقرران خود را بتاکید
 و اتمام تمام جنگ می رشتاد در آخر ای روز کہ دوازدهم ربیع الاول
 ہند و پنجاہ و دو بود خبر فتح قلعہ شنیده و وضعیت حیات سپرو منظم
 در روزگار خجیں حالتی پسند آمد کہ خوب زشت و بد نیک و گدازیم
 بریں صیفہ یناز خانہ خورشید نگاشته سخن خوش بآب در دیدم
 کہ اسے بدولت وہ روز گشتہ سنظر باش غزو کہ از تو بزرگتر دیدم
 شیرشاہ پانزده سال در امارت گذرانید و پنج سال بادیستاشی بلاد
 ہندوستان کہ و قتل و تدبیر عیاب امتیاز تمام داشت و آثار پسندیدہ بسیار
 گذاشت چنانچہ از بنگالہ و شاہ گھاؤں تا آب سندھ کہ آب نیلا بہ شمار داد
 یک ہزار و پانصد کردہ است و در ہر یک کردہ سرائے ساختہ چاہ و مسجد ازشت
 منج پر راختہ موزن و مقری و اما سے مقرر نمودہ آہنرا و طیفہ میسین کرد
 و ہر سیر یک در داڑہ طعام سختہ و خام برائے مسلمانان در داڑہ و دیگر کذا کشتہ

لے سرکے تے رب سہ سارا ڈنڈہ تھئے دلاگتہ استاد عہ اسی طرح

براسے ہندو ال مقرونوہ کہ دالم میرسانیدرناما سا فران عسرت نہ کشیدہ
 باشند و در ہر سرداد اسپ بام کہ بزبان ہندی ڈاک چوکی گویند نگاہ داشتہ کہ
 ہر روز خرنیلاب واقصاے بنگالہ بادی رسید و دریں راہ ہر دو جانب و
 نیاباں از درختان میوہ دادہ از قسم کھرنی و جامون و غیرہ نہال نشانیدہ
 بود کہ خلایق در سایہ اش آمد و شرمی کردند و ہمیں طریقہ از اگر دتا مندو کہ
 سی صد کردہ مست و رخت پیوہ دادہ بریا کردہ بود و سرا و مسجد ساختہ و در عبادت
 اہیت بر تہ بود کہ مقرونوہ در محل دیابان ہر جا میرسیدند از کالائے خود
 اندیشہ نہ کردہ بفرارخت می غنودند گویند اگر زائے باشد کہ پراز طلا در محل اشہا
 خواب کرے حاجت پاسبان اصلا بنوے شیر شاہ ہر گاہ کہ ریش نہیند خود را
 و تو نیمہ ویرے گفتے کہ دولت و شاہی نزدیک بوقت شام بمن برے
 کہ وہ پس در یہاں باب تاسف بسیار خود سے و شعر مکنانہ و ہندوستانیانہ
 گفتے۔ القصہ ایس بیت صحیح بگینہاے دوست۔ بیت

شہ اشراقی تریا و دالم
 اکثر اوقات خود را صرف کار خلایق کردے و سرا انجام سپاہ و تیار رعایا
 بود جی نمودے و ہر طریقہ عدل و داد استقامت داشتہ۔ بیت۔
 پس از مرگ ہر کس کہ دنام ماند
 ہما کہ در زندگی کام ماند
 و شاعرے تا بچ فوت او گفتہ۔ قطعہ۔

شیر شاہی کہ از ماست او
 شیر و ز آب را بہمی خورد

لے لے اد پریشانی ہے آنے جائیے مراد ساز لے ابابیل غیرو لے لے کو کرے۔

چوں رفت از جهان بداد بخت گفت تا یخ اوز آتش مُرد

۹۵۲

انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہِ ہزارہ کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

بہ تعجیل۔ میں پور خلافت و زندگات توام محمد معظم حفظہ اللہ تعالیٰ وسلم
اعلیٰ حضرت فردوسِ منزلیت بگزفتن ولایت بلخ و بدخشاں و خراساں
و ہرات ملک تدیم و سورہی توجہ مفرط داشتند و کمر را انواع بادشاہی
بر سر کئی مرا بخش بآں صوب فرستادند چنانچہ اکثر آں ولایت فتح
ہم شد لیکن بہ سبب کم جہاگی آں نامراد کہ بے طلب حضور بر خاستہ آمد
باستالہ ابائی و اکابر آں دیار نیرداخت۔ ملک مقبوضہ و مفتوحہ از
دست رفت و غنمت و در ضائع گشت۔ از اینجا است کہ گفتہ اند از
پسرنا خلعت و خمر بہتر۔ نظر بایں توجہ کہ سخ اگر برزتو اتد بہتر کام کند۔
این غنائی را آزد بائی است۔ بد میرش غیر ازین کہ بغیر از ہم نخواست
را با فوجے شایستہ و سامان بایستہ بآں سمت بفرستیم دیگر از اچھی آید
با وجود تا کیدایت حضور شایستہ ہار را نگرفتہ آید۔ تا ایں ہم چہ رسد۔

لے مراد از شاہجاں لے از حد و لا شتن لے سردای لے اچھی باتوں سے اپنی
طرت مال کرنا لے مراد از عالمگیری لے ضروری و محتاج الیہ۔

ظاہر کار از شناسیت - عارف بخود پُر عارف است - ایں نمود بے بود خود
آفتاب سر کدہ است - بدست آمدہ چہ دنیا مد چہ - شما فکر خود کنید کہ در سجاد بہ
ہیچ شال چہ رو خواہید نمود - و در آنجا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ و حضرت اعلیٰ
رقعہ ۲ - مین پور سلطنت ! بر اسے اضافہ پسر چارمین کہ ظاہر بسیار دوست
می دارند - عرضداشتیکہ نوشتہ بودند بمطالعہ در آمد - بیشی مراتب خود بر بزرگ
اسکان ندارد - و طرفہ تر اینکہ آن فرزند خیر خانہ خود ندارد - خبر یہ و اخراج پسر
از کجا یافتند بہر حال - ع - عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است سپاس
خاطر آن فرزند بطور دیگر رعایت کردہ خواہد شد

رقعہ ۳ - مین پور خلافت ابا وجود سلاست نفس فتح اشرف خان را چہ را
ناخوش کردید - مادر ایام شاہزادگی با اُمرا مہجوسلوک می کردیم کہ ہمہ را غنی
بودند - در حضور و ضیبت بہ خوشدلی کہ رعیت و توصیف می کردند بل با
وصف اقتدار برادر نامہر بان بعضی با ترکب زفاقت او کردہ ملازمت ما اختیار
کردند - جمعی کہ با شارہ برادر نامہر بان حرکات ناملائم کردہ حرفہاے
بے ادبانہ ہرزبان آوردند - باز یافتہ اغراض و تحمل تنبیہ شدہ از سر انصاف
افراد بصاحب حوصلگی ماکر ذہن انقش سرداری و بہادری ما بلوچ خاطر
اشرف اقدس اعلیٰ حضرت مرثیہ گشت و کار ہاے دست بستہ
باز در بازوے ایں موضع ضعیف صورت گرفت شما مثل فتح اشرف خانہ را
رنجیدہ خاطر کردید - ہچو سپاہی جگر دار ہمہ کادہ را کہ بکار عمدہ شما می آمد

لے کنایہ از انتہای عمر و زندگانی لے کوڑا لے ہوشیار ہمہ نقوش لے مشقت کرنے والا

شکسته دل نمودید - فرد -

گر صبر از لعل و گهر سبزی چه سود دل را شکسته اند که گوهر شکسته
مضه نامضی حالایم اگر در جوی کیند بهتر و راه اصلاح کار نغیر است -

بیت

ای صیحه گشت بشنود بهنگام کس که هر چه با صبح شفق گوید بت پذیر
بیشتر هر چه رعنا - سلام بر آن کس است که پیروی راه راست کند -
که قصه هم - بین پور خلافت با منم خال از حضور رخصت یافت تا جلد
رسیده آنچه بزبان او حواله شده - ابلاغ نماید - از خود خبر نمیت که کیتم
و کجای روم ؟ بر سر این عاصی پسر عاصی چه خواهد گذشت - حالا از همه خرس
می شوم و همه را بخندای سپارم - فرزندان نامدار کما نگار را بایده شمع خالفت
کنند و مجوز کشف و خون خلق که بند پای خدا نید نشوند - آنچه منظری آید
طرحه بنگامه بر پاشدنی است - آید و مطلب الطوب توفیق خفاظت خلق اندر
و دایم بدایع خالقند - چراغ راه سالکان طریق ریاست و ملک دایمی کما و

بنام بادشاهزاده محمد اعظم شاه بهادر

رقعه ۱ - فرزند عالیجاه اسپ را بهوار که این مرتبه براسه مافرشاده
از سواری آن خیل خوشیم - و یاد از غمخواری اسه پدر پیرانان فرزند
جوان بخت می ده - از کمال تحفظ بخوش خرام موسوم شده -
له یا مجیب له دل کاپیر نه دالاله بمع و دیت بمنی امانت همه خوشی -

چوں آں فرزند در تجویز نام مطابق ہر چیز ہمارت نام داند برائے ہر کسی
از اسباب خاصہ مکہ فرست آں بقید رنگ و نسل مرسلہ آخستہ بگی خدا پرست
تجویز کردہ بہ نویسند۔

رقعہ ۲۔ فرزند علیجاہ۔ ڈالی انبہ مرسلہ آں فرزند بذاقہ پدر پیر خوشگوار
آمد برائے نام انبہ گنام استہ عامودہ اند۔ چوں آں فرزند جودت طبع
داند در داد انکیلیت پدر پیر چرامی شوند بہر حال سد ہارس و دستا بلاس
نامیدہ شد۔

رقعہ ۳۔ فرزند علیجاہ ہمزہ کچھڑی بریانی شاد از رستان بیادی آیمہ اکت
کہ تہذیبی اسلام خاں باں نہی رسید میخواستہ کہ سلیمان بریانی پدر از شہاد
بگیرم اما شفقت پدری اقتضا نکرد۔ اگر از شاگردان او کسی ہمارت
ایں فن دانستہ باشد طلبیدہ آید و الا خوشا روزے کہ بیاہند و بچوزند و
بخوراند۔ بیت۔

خوشاوتے و خرم روزگارے کہ یارے بنجور و از وصل یارے

بیت

ہوس از سرم یک سر موزنت سیار می ز موزنت و از زرفت
رقعہ ۴۔ فرزند علیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ تعالیٰ و سلم ظاہر اور سوار می
خستہ جلد دند میردہ چنانچہ سید سابقان بردار ایشاں از پادراقتادہ
زندگی را جواب دادہ دے در حضور بحضور ماندہ طریق سوامی دیوانہ

لہ دارندہ مطہر لہ درخواست تہہ کہ تم کا کھانا جس میں چاول اور چٹا شامل کر کے بکھایا جائے
تہہ چیز کردار۔

بہر اخلاف آں پسندیدہ اند۔ فرد۔

آہستہ حسرت ام بلکہ مخرام زیر قدم ہزار جان است
 رقعہ ۵۔ زوزد علیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ قوالے و سلم احسن بگ ویرال کار
 چکلہ کوڑا بر عایت خاطر افضل اجل معزول نشدہ۔ رعایاے آسجا
 دادیلا دادہ۔ و سر بگت میزنند و میگویند۔ رع۔ اگر تومی نہ ہی داد و زور
 دادے ہست۔ محاسبان حقیقی ظلم عمال بنام ماوشما ہی نو لیسند۔ جزاے
 اعمال حق دانستہ۔ باحوال سکنت آسجا دادہ۔ و آلا جاگیر تفسیر خواہ شد
 و عوض نخواہند یافت۔

رقعہ ۶۔ زوزد علیجاہ آسچہ معلوم میشود مصطفیٰ قلی بگ ویران خاص
 آں زوزد کار با بجز ورسی سر انجام میدہد غنیمت است اضافی منصب
 و خطاب خانی اگر بنویسد دادہ آید۔ آدم خوب نسل طلاے بخش است۔

بیت

اچہ جہتیم و دیدم کہ بسیار است نیست نیست ہزاران دین عالم کہ بسیار است نیست
 روزے سعد اشترخال مرحوم بعد زراغ از اوراد و وظائف تا دیر دست
 بد عابد داشتہ۔ یکے از نمازے گستاخ پرسید کہ ام آزد باقی است ؟
 گفت آدم خوب۔ الحق حرف خوب بے گفته۔ ہر چند جوہر دیانت و امانت
 و طہارت انسانی جہت نیست بہر کہ حق قوالے کرامت کردہ باشد۔ اما بہت
 و انصاف آقا را نیز و ظلم ہست۔ کہ نوکر را مرقہ الحال داد و جہد ہاش
 بہر ان کنندہ کہ آید کہ تہہ بہر تہہ جہت عامل بہی کار گذار چلا رہے نہ کہ کوئل بنیات

چند ہزار مضامین مکتوبوں کے لئے مصارف خاتقاہ مقرر کر دیے گئے ہیں۔
دو مصرعہ بزرگان صدق و تہجد پر لکھتے ہیں۔ بیت۔

شاہ مارا دہ و ہر منت نیست رازق بارزق بے منت دہ
گفتم بھینچن است اما تقدیم خدمت بقرا و اہل اللہ برائے خیر و برکت
و ہستی و عاقبت خود و حصول دعا کے مزید نعمت و دولت است نہ برائے
آرزو و منت گفتم اگر فی الحقیقت از تصیم ارادہ باطن نیت خیر است
نعمت غلات از حصہ بر عایا بگیرند بلکہ مظلومان محنت کش زیادہ از ان
دارند۔ داور اردو فیض برائے گوشہ نشینان متوکل کہ زبان سوال است
بیابا نہاد و دروایا کے دیوان سکن دارند مقرر سازند و بدار مظلومان کو
رسند کہ حق کسے تلف نشود۔ دوست اقویا از حال ضعیف اکو تاہ باشد۔
افرونی دولت و نعمت مشاہدہ نمایند۔ بتقریب دانش سکھ چکھ سکھ
ایں نقل بیاد آمد کہ بے اختیار بآں فرزند قلبی شد۔

رقعہ ۱۔ فرزند علیجاہ! دار و نہ توپ خانہ و دیوانخانہ را فرجیدار
نواح احمد آباد کردہ اند۔ و ادب و سخاوت و نجویشاں و اقربائے مراد و
شہرہ مستغنیان بحامیت دار و نہ مذکور بدو اللہ آں فرزند باری یا بند۔
و بیسے مال مردم خوار و ادب و رفیق و ماموش شدہ خلق افشا را ایدای دہند
حیرانم کہ در وقت جزائے اعمال چه جواب خواہیم داد حق سبحانہ تعالیٰ
نہ قریب۔ گاؤں لکھ و مکر جہاں مشائخ لکھ در دیش عبادت کرتے ہیں تہ بجالانا۔ لکھ
جمعہ زاد یہ بھی کچھ و عزت و شہرت و غارتہ فریادی۔ رادخواہ۔

عادل است اگر ظالم را کافر بایکدم هر طرفه ای که از ظالم مامور بر آید بدست
و بآل سزاواریم که ظالم را زود و آردن و بداد و ادخواه نرسیدن در می خود بخیزد
ظلم بودن است بهیبت -

خندم از گندم بر وید جو ز جو از مکافات عمل غافل شو
رقعه ۱۱ - زنند عالجاه باشل نه ایدر باوضیضه بیچاره تا که بحال تیاره
و محروم خواهد بود بر ما و شناختی دارد و نواسه اش آنچه کردند تجمیع آن دیدند
تبلت حتی بیچ سال نباید بود و داشته باشند که روزی که فیل فتح جنگ
خال بر آن زنند حمله آورد - میر محمد چه کار رستمانه کرد فیل را از شوخی باز
داشت و خلعت عنایت نگرفت که حق خانه زادی بجا آورد و دم مزد چرا
بگیرم بر اے خدا و خاطر ماسینه را از کینه دیرینه پر از اند و آن ضعیفه را
که غیر شاد دیگر سعاد و شمول عواطف سازند -

بیت

خدیجان خود را بفزاسه قندما که هرگز نیاید ز پرورده غنچه
رقعه ۱۲ - زنند عالجاه از سده سدا شرفا در حضور پدر آید -
اعلی حضرت سبب پرسیدند عرض کرد که فقره چند ده بیاضی به نظر آورده بود
نقل بر سید اشم تا بعضی را نامم و تیام بنیان سلطنت از عدالت -
افزایش ملک و مال از ثجاعت و سخاوت صحبت داشتن با علما و
فضلا و محترز بودن از قرب جملا نشان عقل است - عامل بودن بر
له یونانی -

عقاید مستقل مانند در عین شد اند - مقصودش بودن در امور و سیدی
از تدبیر - راضی و شاکر مانند بر تقدیر و بر پائی خاندان از ترحم نمودن
بر تیمار و محتاج نشدن خود از کار وائی محتاجان - انصرام امور ملکی
بصلاح و صواب و ذرا - منظر و منظور بودن با ستم و استغناء - ندرست
ماندن از نیت اذ آله و در درو و سدا ال اُسید رحمت داشتن از جناب حق
بعده حرام مجرمان ال حضرت خلیه محفوظ شده - بوسه بر پیشانی حسان
مبرور دادند و آخر روز چند تھان محمودی زرد و زمی یک رنگ سخاوت مذکور رحمت
فرمودند و خاتم که سناستند و نه با شتم بآں فرزند و لکن ہم نوشتم توفیق عمل به
بمکنال رفیق باد -

رقعه ۱۳ - فرزند سادات توام محمد اعظم حفظه الله تعالی و سلم نظام را
پسر ناظر دیوان خانہ آں فرزند عالیجاہ در نقار خانہ قمار می بازی و حیث
صدیق با وصف و دعوی جہاں بانی این ہمہ غفلت و نسیانی ہر کار ہا
چہ شد کہ خبر نمیرسانند - یا ز روشی خواہد بود - کاتبان جدید مقور سازند
تہدید کنند -

رقعه ۱۴ - فرزند عالیجاہ اجانا عزیز! چند فقرہ از بیاض اعلیٰ حضرت
خوش آمد - با تقضای شفقت قلبی بے اختیار بآں فرزند ارجمند
نوشتم کہ تنہا متلذذ بنائیم چندین چیز بہترین اعمال است - و نہ دادن
مردم بد و سخییدن بعدم حصول مقصود نہ بجانیدن مردم خوب مزاج -

ایہ کہ ای کہنے والا لہ و در کرنا لہ مقبول لہ یعنی داد و غنہ سے فراوانی

نخواستن با کمال احتیاج صحبت داشتن با اهل بیاد ^{آفرین} حتی که درن تابان
با استعداد باز دادن پیش خود بروم مجال دادن بار باب استحقاق بقدر
توفیق پیش از سوال کرم داشتن اهل فضل مصروف نبودن مزاج
بدل بدل کردن با قوال غیر عقائد بے خبر نمودن از احوال شوکانیان
بہ مکالمه بیعت و آفرین وجود یگانگانی که بیگانه از خلق باشند
پیش داشتن بیتی که مصالح امور دنیا و عقبه بودند در عصر ہم مردم
خوب بیاد اند اما دل متفحص و توفیق پیش آوردن آنها کو ظاہرا
بعد چندے بر تازیں خواهد شد۔ فرد۔

من ز وضع زمانہ در شکم کہ مبادا ایں بشم گم کردو
شما کہ داعیہ جان بانی دارید بگوئید و بخواہید و بگیریید و نگاہ دارید۔
۱۵۔ قعہ ۱۵۔ فرزند علیجاہ ادر احمد آباد میر عرب درویش را دیده اند
البتہ باز بروند۔ و سلام ایں شرمندہ عقبے و طالب دنیا را ابلاغ نمایند
و خیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جان مسلیت کنند و کوشش نمایند
که نزدیک یاجیل و دوری از حسن علی عمر ایں غافل بے حاصل
گذشتہ۔ قدر سے کہ مانده نیز لا حاصل میرو۔ قدم حیات پیش رو فکر
نجات پس۔ فرد۔

۱۶۔ قعہ ۱۶۔ فرزند علیجاہ ۱۰۔ عنحضرت از سعد الشخاں پرسیدند کہ
نہ خواہش

اسباب خوشنودی خالق و خیریت عاقبت چیست عرض کرد که عدالت و سخاوت
 آن که حضرت آفریدگار و ذات اقدس آفریده. شخصی از راه کنایه بجان موصوف
 گفت که مردم متدین و وفادار در عصر روزگار کمتر اند شاید بنظر شما
 و آمده باشد جواب داد که زمانه از آدم خوب هیچ گاه خالی نیست صاحب
 می باید که دریابد و آنها بزرگوار و بکار خود بسازد و گوشت بر حوت اهل
 غرض و حق او نگذارد. اعلی حضرت می فرمودند که مردم متدین و آبرو
 طلب و متصدی خوب چیست است. هر که خدا بخواهد بر تبه است و فائز
 گردد اند باید که نفسی آسان نماید و جوهر تابی و ایگانه سازد اگر چه بیکانه باشد
 و از جابل بی جوهر بیکانه شود و هر چه از خود را بیکانه داد و تصدیق آسان
 قریب دوست افتاد نیست -

رقعه ۱۸ - فرزند عالیه او از سیه اعلی حضرت در خور است بدو را شکوه ارشاد
 نمودند که در حق آنرا سبب پاوشا - پت کج خلق و بدگمان نباشد. و هم را
 مشمولی عوام اطاعت و الطاف دارد و عرض غرض و نیز خشن سازان در
 حق این جماعت نشود. که این حزن و ستم بکار خواهد آمد از بسکه دل
 می سوزد و حزن ناگفتنی می گویم. نفاق با مردم کار ضائع کاری است.
 رتبه ۱۸ - فرزند عالیه او از سیه اعلی حضرت تراجم به غسل خانه تشریف
 آورده. سعد الله خاں و علی مردان خاں موجب طلال خاطر اثرات
 استغفار نمودند. آنحضرت فرمودند که چند کس از اطفال ملک و مال
 است و بخیله و شوم -

طعمه اجل شده اند و مردم دیگر با فرد شکوه بالفعل بنظر نمی آیند که نه در تحمل
چنان امور خطیر توانند شد - باندیشه اینکه بهادرتظام استر شود و خاطر سردست
تخلیج حال عرض کرد که در حق مهابت خلافت ازل بنیاد شخصیت شخص قدسی
بالفعل پنجمین از نوکران خانه غلام چنان تربیت شده اند که منصبی را که
پادشاهی و خدایت مبرجات در حق ذمت معاملات منزه از اندوه و استماع این
حزین در مزاج اشرف فرستے پرید آمد حکم شد که آخر روز بلاست بیاید تا سیر
صورت و سیرت آنها کرده شود - چه خوش باشد - اگر کار با سه خاطر خواهد گشتی گردد
چنانچه بر وقت بجهنم بر فور آمد - بعد تحصیل دولت ملازمت اقدس عرض بی
انسانی و کاروانی داده - هر یک بنایات و قدر وانی خود پو آفاق بمصداق
لاکن از افتات و تابینان عراختصاص یافت - آن شخصیت خلل مذکور ما
نیز مشمول عواطف خاص فرموده یک هزار و دوازده صد و ارباب خاد واد
فرمودند - مصرع - ای دقت تو خوش کردمت ما خوش کردی -

خان موصوف در حجب شکر اند پذیرائی عرض خود و تفضلات خداوند قیمت

یکه هزاره فرما بل استحقاق بخشش کرد -

رقعه ۱۹ - نوز در حالجاده - کاسیاب خان پیشکار بخشی فنا یافته است - بیت -

هر که تیغ ستم کشد بیرون فلکش بهم بدان برینز دخول

اگر چه براسه نسیم که دید کردید اما اگر استیصال ناره و اهان نمید شد -

خوب بود و مندا قصاص اگر چه از آئین عدالت است لیکن ولی آزاری

له برکت نه باشد چنانکه لایق انتظام کرنا بدست کرنا نه رواں که مطیع دفرانج واد

موجب ناخوشنودی حضرت باری است از نیجاست که گفته اند - ع -
در عقول نیست که در انتقام نیست

فرمان بنحط انور در حالت نزع صادر شد

سلام علیکم وعلی من لدیکم پیری رسید و ضعف قوی شد - فوت از اعضا
رفت بگانه آدم و بیگانه ای روم خراز خود ندارم که کیستم؟ و چه کاره ام؟
نفسی که بے ریاضت رفت - امسوس آن باقی ماند - ملک داری و عیت پدید
نیج از من نیامد - عزیز رفت - خداوند در خانه دارم دروشانی آن
به شمیم یار یک خودی بینم - حیات یار دارم نیست - و از نفس زنده نشانی پدید آید
بها از استقلال توقع مشغولیت مفارقت که در حیرت پوست تنها گذاشت
خیز ز کام بخش اگر چه به بیجا پور رفت - اما نزدیک است و آل عالیجاه ازال
هم نزدیک تر - عزیز القدر شاه عالم از همه دور تر - فرزندان و عظم
بکمال العظیم نزدیک هندوستان رسیده لشکر یان همه بے دست و پا د
سختی چون من مضطرب که از خداوند خود تنهایی گزیده در حالت اضطراب
است و چون یاب بقرار نمی نمند که صاحب نعمتی داریم - بیج با خود دنیا در دم
بفره گنابان همراهی بر نمی داند که در چه عقوبت گرفتار خواهیم شد - هر چند
نظر بر الطاف و رحمت امید تو نیست - اما نظر بر اعمال و افعال ننگاری گنداز
چون از خود گذشتم - دیگر بے گمانم - هر چه با دوا داکشی در آب انداختیم -
له سلام بر شاست در بر سیکه نزد شاست علیه بریتان -

میانیت بندگان اگر چه پروردگار خواهد کرد. لیکن نظر بر عالم ظاهر و نزدیک
هم ضرور است. که خلق الله و مسلمین ناحق کشته نشوند. و فرزندان و پسران
وادهای آخرین بگویند وقت و فرصت ندیدم. اشتیاق باقی ماندیم. بیچاره
اگر چه فعل است. لیکن ملک و لمانداست که ما را اندیشی موقوفات جز ناکافی
شره دارد. - الوداع - الوداع - الوداع -

فرمان بنام پادشاهزاده سوم سلطان محمد کامنجش

که در وقت آخرین صادر فرمودند

فرزند بزرگوار من! در عالم اختیار هر چند برضایت الهی نصیحت کردم. و
زیاده از امکان و صایا نمودم چون خواست الهی بود. بگوش و ضایع نشینم
حالا که از همه بیگانه میروم. بر بے بضاعتی شما ترجمه دارم. اما چه فائده؟
عذاب و گناه هر چه کردم شره آن با خود می برم. عجب قدریت است. که
آدم تنها. میروم باین قافله. تب اگر چه از دوا دوه روز مرا نفقت
داشت. لیکن تاب نیامده گذاشت. هر جا نظری کنم. جز خدا نظر نمی آید.
اندیشه لشکریان و لشکر نظر بر دال آخرت موجب حالات خاطر شد.
از خود خرم نیست. گناه بسیار کردم. بنی دالم بچه عذاب گرفتار خواهد شد.
حراست بندگان اگر چه بسیار عالمین خواهد کرد. اما به سلطانان فرزندان هم
لینکه نگذاشت. عطف ملت گهانی.

اهم است حفظ و احتیاط بنده با بحب ظاهر ضرور - عایله جاه هم نزدیک است
 آنچه لازم بود در حق شما گفته ام - او هم بجان و دل قبول داشته - نشود که
 مسلمانان کشته شوند و بوال برنگردان این کار و بماند - شمار او فرزندان
 شمار اینجندای پادشاه و خود شخصیت می خورام - حالت اضطراب است - بهاد شاه
 در هائیکه بود است - و فرزند زاده عظیم الشان نزدیک بهندوستان آمده
 و فرزند زاده بهادر در نواحی گجرات - جنوۃ النساء چیز از روزگار
 ندیده لول است - و حال بیگم بیگم دانند - او می پوری والد شاه بسیاری
 با من بوده و زناقت دارد - خانه زادان در دمان حضور هر چند بگنندم تا
 جو فروش اند - باید بزنی و مدار او بی پروائی کار گرفت - پادشاه از راه روا
 در اند کشید - والسلام



بسم الله الرحمن الرحيم

انتخاب از بوستان سعدی

حمداً برای عزت آنست

بنام جهاندار جاں آفرین
 خداوند بخشنده و دستگیر
 عزیز که هر که از درش سربازان
 سربازد شاهان گردن فراز
 نه گردن کشان را بگیرد بفرور
 و گر خشم گیرد بگردان زشت
 و گوشتش چسبک قطره در بحر علم
 اگر با پدر جنگ جوید که
 و گر خویش را مانی نباشد ز خویش
 و گر بنده چاکر نیاید بکار
 و گر بر رفیقان نباشد شفیق
 و گر عزیز خدمت کند لشکری
 و لیکن خداوند بالا در پست
 بحکم سخن در زبان آفرین
 کریم خطا بخش پویش پذیر
 بهر در که خدای بی عفت نیاند
 بدرگاه او بر زمین نیاند
 نه عذر آوردن را بر اندر بخور
 چو باز آمدی ماجرا در زشت
 گنه بسند و پرده پوشد بکل
 پدر بگمان خشم گیرد پس
 چو بگمانش براند ز پیش
 عزیزش ندارد خداوند کار
 بفرسنگ بگریزد از دایه رفیق
 شود شاه لشکرش از دایه بری
 بعضیان در بزرگی بر کس نه پست
 به آغاز میکنم این کتاب بنام ۱۱ سله هزار و هفتصد و سی و سه سله سبب از خانی گردان

ایلم زین سقوه عام اوست
 اگر بر جفا پیشه بشتافتی
 بری ذاتش از تعجب خندد
 پرستار امرش همه چیزد کس
 چنان پستی خوان کرم گستر
 لطیف دگر گستر کار ساز
 مراد را در سدا کبریا و شای
 سبک را بسره برهند تاج بخت
 سلاطین سعادت سبک بر سرش
 گلستان کند آتش بر خلیل
 گر است نشو و را احسان اوست
 پس پرده بسیمند علما که به
 بهندیدگر بر کشد تیغ حکم
 و گزیده در یک صلاصه کرم
 بدرگاه لطف و بزرگیش بر
 نزد ماندگان را بر حمت قریب
 بر احوال نابوده غلش بصیر
 بقدرت بنگار بالا و شایسته

چه دشمن برین خوان نیما چه دوست
 که از دست تهرش امان یافته
 غنی ملکش از طاعت جمل دانش
 بنی آدم و مرغ و مور و کس
 که سیر مرغ و رقعات قیمت خورد
 سحر ز کرم دارد اسه خلق است ایامی را از
 که ملکش قدیم است و ذاتش عظیم
 سبک را بجا کمال اندر زنده تخت
 تعلیم شقایق است سبک در بوش
 گرویده به آتش برور آب نیل
 در این ست از تیغ فرزان اوست
 همه پر دود پر شد با لایق خود
 با مند کرم و بیای مستم و بکرم
 عسرا زیل گویند نصیب بزم
 بزرگان خماده بزرگی ز سر
 تضرع کنان را با عوت مجیب
 با سر را نگفته نطفش خیر
 خداوند دلیران روز حیدر

به دست فرزان شاه تاج - لوک به فراخ - کشاده به خودی بخود رفته سینه جسم به
 نصیب مراد زمین ۱۲

دستغنی از طاعتش پشت کس
 برود علم یک ذرہ پوشیدہ نیست
 ہمیا کن روزی ما رو نمود
 بامش وجود از عدم نقش بست
 وگر لڑہ سبکتم عدم در برد
 جہاں متفق بر الہیتش
 بشر ماورائے جلالش نیافت
 نہ بر اوج ذاتش بر مرغ ہم
 دیں در طہ کشتی فرو شد سوار
 چہ شبہاں تسم دریں سیرلم
 محیط است علم ملک بر بسیط
 نہ ادراک در کتب ذاتش رسد
 توان در بلاغت استجہاں رسید
 کہ خاصاں دیں رہ فرس اندہ اند
 نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
 وگر ساکب محرم راز گشت

نہ بر حرف او جائے نگشت کس
 کہ پیدا او پناہ نبردش کمیت
 وگر چند بیدست و پایند وزور
 کہ داند جز او گردن از نیست بہت
 وراں جا بصر اسے محشر برد
 فروماندہ در کتب ماہیتش
 بصر منتہائے جمالش نیافت
 نہ در ذیل وصفش رسد و شہ ہم
 کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار
 کہ حیرت گرفت آیتنم کہ تم
 قیاس تو بروئے نگر دو محیط
 نہ فکر ت بغیر صفاتش رسد
 نہ در کتب بچون سبحاں رسید
 بہ لا احصی از تک فروماندہ اند
 کہ جہاں سپر باید انداختن
 بہ بندہ بروئے در باز گشت

لہ عاجز نہ گردید۔ مہنور علیہ اللہ تعالیٰ کہ مراد از موجبات مجرد ہوں مقول نہیں ارادہ
 ملا کہ دفنا ہوا خاک شہ ایک شخص کا نام نہ فصاحت اور بلاغت میں مشہور تھا شہ اشارہ جو اس
 اس حدیث کیطرح جسین حضور نے فرمایا ہو کہ میں تیرے اوصاف شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہوں تو کیا
 تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے ۱۲۰

کے راہ میں بزم ساغر دہند
 یکے باز را دیدہ برداختہ است
 کسے رہ سوئے گنج قادیوں نبرد
 بزم دریں موج دریائے خوں
 اگر طالبی کیس نہیں ملے کئی
 مائل در آسینہ دل کئی
 مگر بوسے از عشق منت کند
 پیائے طلب رہ بدینجا بری
 بدتر دیقین پردہائے خیال
 و اگر مرکب عقل را بویہ نیست
 دیں بجز مرد و اسعی زلفت
 کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
 خلافت پیہر کسے رہ گزید
 پسندار سعدی کہ راوصفا

کہ داروے ہیوشیش در دہند
 یکے دیدہ باز در سوختہ است
 دگر برد رہ باز بیرون نبرد
 کہ و کس نبردہ است کشتی برون
 سخت اسب باز آمدن پہ کئی
 صفائی بندرتج چل کئی
 طلبکار عہد الفت کند
 دوزخا بعبال محبت پر می
 نامد سرا پردہ الہ جلال
 عنانش بگیرد تھیر کہ ایت
 گم آں شد کہ دنبال را عی زلفت
 برستند بسیار د سرگشتہ اند
 کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
 تو اں رفت چن بویہ مصفا

باب اول در عدل رائے و تدبیر جانمندی

نگیند کہ ہائے حق در قیاس چہ خدمت گذار در زبان بیاس

لہ اشارہ جو عدلست یعنی در میزان کا یعنی حیل شد تعالیٰ کے کمال و اح کو پیدا کیا تو سب کی
 جانب خطاب کر کے فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا "ہاں بیشک
 کہ ہر"۔ پھر باز وہی داعی راہی ہے مراد حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۱۲

خدا یا تو ای شاه درویش دست
 بسے بر سر خلق پاینده دار
 برومند دار از درخت امید
 براه تکلف مروست بیا
 تو منزل شناسی و شه راه رو
 چه حاجت که نه کرسی آسماں
 گویا پائے عزت بر افلاک نه
 بطاعت بنه چهره بر آستان
 اگر پند و سر بریں در بنه
 چو طاعت کنی لبش شاهی پیش
 که پرده گار از تو بگمزه توئی
 نه کشور خدایم نه فرمان جهم
 چه بر خیزد از دست و کردار من
 تو بر خیزد نیکی در هم و شرم
 و خاکن لیش چون گدایان بسوز
 کمر بسته گردن کشان بر دت
 نه به بندگان را خداوند گار

که آسایش خلق در ظل اوست
 بتوفیق طاعت دلش زنده دار
 سرش بنور درویش بر جنت پید
 اگر صدق داری بیار و بیا
 تو حق گوئی و خسر و حقان شنو
 نهی زیر پائے قزل ارسلان
 بگور دے اخلاص بر خاک نه
 که ایں ست سر جاده راستان
 کلاه خداوندی از سر بنه
 چو درویش مخلص بر آرد خروش نه
 توانا و درویش پر در لئی
 یکے از گدایان ایں در گم
 مگر دست لطفت شود یا دهن
 و گرنه چه خیر آید از من بکس
 اگر می کنی پادشاهی بروز
 تو بر آستان عبادت سرت
 خداوند را بنده حق گزار

۲۱ حکایت

یکه دیدم از عرصه رودبار
 که پیش آدمم بر پلنگه سوار

یکه دیدم از عرصه رودبار
 که پیش آدمم بر پلنگه سوار

پناں بول زان حال برنشت
تجسم کنال دست برب گرفت
تدہم گردن از حکم داود بیج
چو خسرو بفرمان داور بود
محال ست چوں دوست دار و ترا
روان ست روانہ طریقت تباب
نصیحت کسے سود مند آیدش
کہ ترسیدم پائے رفتن بہ بخت
کہ سعدی مہار اپنے دیدی شکفت
کہ گردن نہ پیچید نہ حکم تو بیج
خدایش بگجبان و یار بود
کہ در دست دشمن گذار و ترا
بنہ گام و کامیکہ خواہی بیاب
کہ گفتار سعدی پسند آیدش

۳۱) پسند دادن کسری ہر مہر را

شنیدم کہ در وقت نزاع رواں
کہ خاطر مگھدار درویش باش
نیا ساید اندر دیار تو کس
نیا ید بہ نزد یک وانا پسند
برو پاس درویش محتاج دار
رعیت چو بچند سلطان وخت
مکن تا توانی دل خلق ریش
اگر جادوہ بایست مستقیم

لے رواں بیخ اول جہاں ۱۲۷۸ نویش رواں فارس کے مشہور عادل بادشاہ کا نام نویش اول
میٹھی جان والا۔ نویش رواں کے عادل اور خوشخوئی کی وجہ سے یہ لقب ہوا ۱۲۷۸ سے چرواہا

که ترسد که در ملکش آید گزند
 و در آں کشور آسودگی بجائیست
 و اگر یک سواره سرخوش گیر
 که دل تنگ بینی رعیت و شاه
 ازاں که نه ترسد ز داو و ترس
 که دارد دل اهل کشور خراب
 بزور گال رسد ایس سخن را
 که مرسلطنت را پناهند و پشیمان
 که مزدور خود دل کند کار پیش
 که ز دینکوی دیده باشی بسیر

گزید گشتنش نیاید بسند
 و اگر در سرشت دی ایس خدمت
 اگر پائے بندی رضا پیش گیر
 فراخی در آں مژگد کشور خواه
 ز مستکبران دلاور ترس
 و اگر کشور آباد بیند خواب
 خرابی و بدنامی آید ز چور
 رعیت نشاید به بیدار گشت
 مراعات و تقال کن از سر خویش
 مردت نباشد بدی باکے

۴۴) پند وادان خسرو شیریه

دراں دم که چشمش ز دیدار گنجینه
 نظر در صلاح رعیت کنی
 که مردم ز دولت نه چنید باکے
 کند نام ز رشتش به گیتی عمر
 بکند آں که بنهاد بنیاد

شنیدم که خسرو شیریه گفت
 براں باش تا هر چه نیت کنی
 پیچ لے پسر گردان از عقل
 گریزد رعیت ز بیدار اگر
 بسے بر نیاید که بنیاد خود

سده حادث ۱۲ سده غرور کرد خوالے سده خسرو پرویز کے بیٹے کا نام اصل میں شیرو یہ تھا۔

نصیر کا چروغیر کے مانند ہر سکہ افسانہ مراد شہور کرنا ۱۲

نه چندان که دودل طفل وزین
بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوت
کہ در ملک رانی بانصاف است
تو هم فرستند بر تر بخش
جہاں یہ کہ نامت بہ نیکی برند
کہ معمار ملک ست پرہیزگار
کہ لفع تو جوید در آزار خلق
کہ از دست شان دشمنان خد است
چو بد پروردی خصم جان خودی
سز بخش بر آورده نماید کہ بن
چہ از خربہی بایدش کند پوست
نہ جوں گو سفندان مردم دید

(۵) حکایت

پہ کردن گرفتند دزدان بتر
چہ مردان لشکر چخیل زنان
در خیر بر شہر و لشکر بہست
چو آوازہ رسم بد بشنوند
نکو دار بازارگان و رسول

خوابی کند شیر و شیرین
پہراغے کہ بیوہ زنے بر فروخت
لاال بہرہ دزد در آفاق کیست
چو نوبت رسد زیں جہاں بخش
بد و نیک مردم چو می بگذرند
خدا ترس را بر رعیت گمار
پہ اندیش است آن و خوش خلق
ریاست بدست کسانے خطا
نکہ سہار پرورد نہ بیندیدی
مکافات دشمن بانش کن
کن صبر بر عامل ظلم دست
سیر گرگ باید ہم اول برید

گفت بازارگان اسیر
پہ مردانگی آید از دہر ناب
نخشہ کہ بازارگان را بخت
کہ آسجاد کہ ہو دشمنان روند
نام بایدت نام و نیکی قبول

کہ نام نکوے بہ عالم برند
 کرد خاطر آزرده آید غریب
 کہ سیاح جلالت نام نکوست
 و بر آسب شاں میر مددش بر
 کہ دشمن تو اں بود و ز تیج دوست
 کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر بہ
 حق سالیانش فراموش کن
 ترا بر کرم ہیچان دست بہست

نہد گاہ مسافر بجاں پرورند
 تہہ گرد اکل ملک خنقرب
 غریب آشنا باش و سیاح دوست
 نکو دار خیف و مسافر عزیز
 ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست
 قدیمان خود را بفراے قدر
 چو خدمت گزاریت گرد کن
 گرا در اہرم دست خدمت بہست

۶- حکایت

چو خسرو بر اسمش قلم در کشید
 نوشت ایس حکایت بزرگ شاہ
 اگر من نماندم تو مانی بفضل
 بہنگام پیری مرا نم ز پیش
 میا زاد و پیروں کن از گشورش
 کہ خود خوے بعد شمش در قفاست
 بصفتاش مفرست مستغلاب روم
 شاید بلا برد کرد کس گماشت

شنیدم کہ شاپور دم در کشید
 چو شد حالش از بیو آئی تہ
 کہ اے شاہ آفاق گستر بدل
 چو بدل تو کردم جو انی خوش
 غریبے کہ بر فتنہ باشد سرش
 تو کہ ختم بردے زانی روست
 و گر یار سی باشد از زاد بوم
 ہم آنچہ حالش بدہ تا بجاخت

۱- کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر لانا، مراد مشہور کو نیوالا سے حمان سے
 ذری۔ پوشاک تہنیت سے پیری۔ بلا عیاقہ خسرو پرورد کے غلام کا نام ہے بے سر سامانی
 سے مسافر، شہ صفی اللہ بن حیل یک شہر اور سقلاب ایشانی روم کا شاہی ہے ۱۲

که گویند برگشته باد آں زمیں
 عمل گردی مردم شناس
 بدو مقلس فرد برد گردن بدوش
 چون مشرقت دوست از امانت بداد
 در او نیز در ساخت با خاطرش
 خدا ترس باید امانت گزار
 بیفشان و بشمار و عاقل نشین
 دو هم جنس دیرینه را بهم قسّم
 چه دانی که همدست گردند دیار
 چون دزدان ز هم باک دارند دیم
 سیکه را که معزول کردی ز جا
 بر آوردن کام امیدوار
 نویسنده را اگر ستون عمل
 بقراں براں برشته دادگر
 گش می زند تا خود در دناک
 چون ز می کنی خصم گردد دیر
 درشتی و نرمی بهم در پیوست
 چون از دو خوش خلق و خشنده باش

کز مردم آیند بیرون چنین
 که مقلس ندارد در سلطان هراس
 از و بر نیاید و اگر جز خردش
 بیاید بر و ناظرے برگاشت
 ز مشرت عمل بر کن و ناظرش
 این کز تو ترس را میشناسد
 که از صدیکه نماند مینی امین
 نباید فرستاد یک جا بهم
 سیکه دزد باشد سیکه پرده دار
 رود در میاں کار و دانسته یلیم
 چون چند سیه بر آید بختش گناه
 به از قید بندی شکستن هزار
 به نیست بهر وطن است اهل
 پدر و دشمن آورد بر سر
 سگه میکند آتش از دیده پاک
 و اگر خصم گیری شوند از تو صیر
 چون گشت زن که جراح در تن است
 چون حق بر تو باشد تو بر حق باش

ناله دانه و سله هم پیشه سله داری ریحی سله نصد کهنه دانه

چو یاد آیدت عہد شاہان پیش
نیامد کس اندر جہاں کو بماند
مزد آنکہ ماند پس از مے بجائے
ہر آن کو نماند از پیش یادگار
و گرفت و ایثار خیرش نماند
چو خواہی کہ ناست بود در جہاں
ہمیں کام و ناز و طربستہ دختند
یکے نام نیکو بر داز جہاں
بہج رضا شنوایم اے کس
گنگار و اعتر لسیاں بنہ
گر آید گنگارے اندر پناہ
چو بارے بگفتند و نشنید پند
و گر بند و بندش نیاید بکار
چو خستہ آیدت برگناہے کس
سہر سہل است لعل پریشان شکست
(۷) حکایت دزد میر بادشاہاں
ز دریائے ستائیں برآمد کے

ہمیں نقش بر خواں میان و عین غیش
مگر آن کز و نام نیکو بماند
پل و خانی و خولان و ہما نسرانے
درخت و جودش نیامد بار
نشاہد پس مرگش اچھے خواند
مکن نام نیک بزرگاں نہاں
با خبر برفتند و بگذاشتند
یکے رسم پرماند از و جاوداں
و گر گفتہ آید بغورش برس
مناہجہ ز ہمار خواہند ز ہمار وہ
و شرط است کشتن با قل گناہ
و گر گوشت مالش بزرگاں و ہمار
درخت غنیشست و بخش پران
تا ال کش و عقوبت بپس
خاکستہ انشاہد دگر بارہ بسند
(۸) حکایت دزد میر بادشاہاں
سفر کردہ ہاموں و دریائے

ملہ تالاب ملہ خاتجہ ملہ خوشی و نشاط ملکہ ہمیشہ خوشی سے ہے لازم ملہ سزا
شہ ایک قصہ ہے درائے شور و سنہرے کنارے کہ اس کو صحرائے میں بعض لوگ کہتے ہیں
کہ عثمان ایک دریا ہے جس میں موی ہوئے ہیں شہ بیابان - میدان ۱۲

عرب دیدہ و ترک تاجیک روم
 جہاں گشتہ و دوانش اندوختہ
 بشیکل قوی چوں تنادور دخت
 و و صدر تفتہ بالاے ہم دوختہ
 بشہرے در آمد ز دریا کنار
 کہ طبع نیکہ نامی اندیش داشت
 بشستند غد متکد اران شاہ
 چو بر آستان ملک سر نہاد
 زرقم دریں مملکت منزلی
 نہ دیدم کسے سرگراں از شراب
 ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس
 سخن گفت دامن گوہر فشانہ
 پسند آمدش حسن گفتار مرد
 زرش داد گوہر بشکستہ روم
 بگفت انچہ رسیدش از سر گذشت
 ملک بادل غولشتن را بے زد
 ولیکن بہشت در تاج تا انجمن

زہر جنس در نفس پاکش علوم
 سفر کردہ و صحبت آموختہ
 ولیکن فردماندہ بے برگ سخت
 ز خرقاق او در میاں سوختہ
 بزرگے دران ناحیت شہر یار
 سرعجز بریاے درویش داشت
 سروتن بجماش ادگر دراہ
 نیایش کناں دست بر نہاد
 کز آسبب آزدہ دیدم ولے
 مگر ہم خرابات دیدم کرباب
 کہ راضی نہ گرد باز از کس
 گوئی بظلمے کہ شہ آستین بر نشانہ
 نیز خودش عواند و اکرام کرد
 پیرسیدش از گوہر دزدانہ روم
 بفرست زد بیکر کساں در گذشت
 کہ دشت در ملک این چنینے سزد
 بہشتی بختد نذر راے من

ملک صورت ملک پرہیز ملک گرمی ملک طوط . جانب شہ تدفین اور دھاجہ بفرج اور

جداری کے ساتھ کچا لے لے آپیکے شکر میں لے دیر نشی شہ آہستہ آہستہ ۱۳

بقتلش ببايد نخواست آرموديد
 بر دبر دل از جور غم بارها
 چو قاضی بفکرت نويسد جلالت
 نظر کن چو سونار دارى شست
 چو يوسف کسى در صلاح و تميز
 بايام تا بر نسيانيد بے
 زهر زوى اخلاق او کشف کرد
 نکو سيرتش ديد روشن قياس
 بر اے بزرگان هوش و ديدش
 چنان حکمت و معرفت کار بست
 در آور دلمه زير قلم
 زبان همه حرف گيراں بربست
 حسود کيک جو خيانت نديد
 ز روشن دلش ملک پر تو گرفت
 ندید آں خردمند را رخساره
 ايمین و بدانديش طشتند و مور

بقدر ہنر یا لگا ہوش فزود
 کہ نا آرمودہ کشت بکار ہا
 مگر دزد ستار بند اں محل
 نہ آنکہ کہ بر تاب کردی ز دست
 بیک سال باید کہ گردد عزیز
 نشاید رسیدن بغور کس
 خردمند و پاکیزہ دیں بود مرد
 سخن و سخ و مقدار مردم شناس
 نشان دیش زبردست ستور خویش
 کہ در امر و نهیش در زنی نخواست
 کزو بر د جو دے نیامد الم
 کہ حرفے پیش بر نیامد ز دست
 بکارش نیامد جو گندم طیب ہوا
 وزیر کہن را غم تو گرفت
 کہ در دے تواند زد آن طعنه
 نشاید در درو رخسہ کردن بزرگ

لے مرتبہ لے علما و فضلا۔ دستور ہو کہ جب ایک شخص تحصیل علم سے فارغ ہو
 ہے تو اس کے سر پر کڑی بانڈی جاتی ہے لکھ یعنی دریافت اور معلوم کیا ہے سمجھنے والا
 سخن نم لے لے غنیمت

مثل

ببفرود وید گونی را گو شمال
به نیکی به شد نام در کشورش
برفت و کین نامی از وی بماند
بیا ز وی دیں گوئی دولت بزد
و گر هست بو بکر سعدت و بس
که شاخ امیدش برومند باد
که افکنده سایه یک ساله راه
که بال هماره افکنده بزم
گر اقبال خواهی درین سایه آئی
که این سایه بر خلق گسترده
خدا یا تو این سایه پاینده دار
که نوزاد سرگشته پیوندد کرد
ز غوغای مردم گرد و ستوده
حرامش بدو تاج شامش
چو چشم آید به عقل ربان بداد
نه عقلی که چشمش کند زیر دست

نکونام را جاه و تشریف و مال
بند ببرد ستود و انشورش
بعدل و کرم سالها ملک را اند
چنین پادشاهان که دیں پرورند
از آسمان نه بنم درین عهد کس
خدا یو خردمند فرخ نهاد
بستی درختی تو ای پادشاه
طبع بود و رنجت نیک اخترم
خرد گفت دولت نه بخش برائی
خدا یا بر حمت نطس کرد
دعا گوئی این دو لقمه بنده وار
صوابت پیش از کشتن بند کرد
خداوند فرمان در ای و شکوه
سر بر غرور از تحمل تنی
نه گویم جو جنگ آوری پاکدار
تحمل کنند هر که را عقل هست

له خدمت له بدخواه له کینه له پادشاه له مبارک ذات له قتل له

دید به شه عاجز له ثابت قدم ۱۲

چو لشکر بردن تاخت ختم از کیس
نه انصاف ماند نه تقوی نه دین
نزدیم چنین دیو زیر فلک
کز دمی گریزند چندین ملک
(۸) گفتار

نه عین حکم شرع آب خورن خطاست
وگر خوں بقوی بریزی رواست
اگر شرع تقوی دهد بر لاک
الاتا نداری ز کشتش پاک
وگر دانی آذر تبارش کس
برایشان بنجای راحت رسا
گنه بود مرستگار را
چه تاوان زن و طفل و بیچاره را
تنت زورمندست و لشکر گرا
و لیکن در اسلیم دشمن مرا
که دسه بر حصار شه گریزند بلند
رسد کشور به بی گنه راگزند
نظر کن در احوال زندانیان
چو با آزار گال در دیارت برود
کز آن پس که بروی بگریند زار
که مشکب در اسلیم غربت برود
ببندیش از آن طفلک بی پدر
بسان نام نیکو به پنجاه سال
که ممکن بود به گنه در میسان
بمالش خاست بود دست برود
بهم باز گویند خویش و تبار
مقاصد کزو ماند ظالم بهرود
دز آه دل درد مندش غدر
که یک نام زشتش کند پامال

یعنی غصه از روی شرع یعنی قتل که جرم و گناه
عقله غریب الوطن که کجوسی که خاندان دانی که سامان
اسباب که بر اینر

لپسندیدہ کاران جاوید نام
بر آفاق گرسر بسیر یادش است
نظادل نکر دند بر مال عام
چو مال از تو نکرستاند گد است
بمردان تہی دستی آزاد مرد
ز بہلوے مسکین شکم پر نہ کرد

(۹) ومعنی شفقت بر رعیت

شدیدم کہ فرماں دہے دادگر
گیہ نقش اسے خسرو نیک روز
قبلا دشتہ ہر دور و آستر
قبائے رویہ بانی چینی بروز
گفت این قدر تیر و آسایش است
نہ از ہر آس می بتام خراج
چو بچوں زناں حلقہ در تن کنم
مرا ہم رصد گو نہ از و ہواست
خرائن پر از بے سر لشکر بود
سیاہے کہ خوشدل نباشد شاہ
چو دشمن خر و ستاسے ہر د
مخالفت خورش بر دو سلطان خراج
مروت نباشد ہر افتادہ دور
دلیکن خزینہ نہ تنہا مراست
نہ از ہر آسین و زیور بود
ندارد حد و ولایت نگاہ
لک بانج و دو یک ہر امی خود
چہ اقبال بینی در ان تخت و تاج
بر مرغ دول دانہ از پیش مور

معنی و دست در اذی

۱۔ معنی لباس سے خواہش نفس سے سوال حصہ جزا میداد و ۲۔ بطور خراج لیا جاتا ہے ۳۔ محض دل سے کہینہ ۱۲

رعیت درخت مست اگر پردری
 بہ بے رحمی از پنج دبارش کن
 کساں بر خوردند از جوانی و بخت
 اگر زمر دستے در آید ز پائے
 چو شاید گرفتار ہنرمی دیار
 ہر دلی کہ ملک سراسر زہیں
 ہکام دل دوستان بر خوری
 کہ ناداں کند جیف بر خویشتن
 کہ ہر زہر دستاں بگردد سخت
 حذر کن ز نایدنش بر خدائے
 بہ ہیکان خوں از کشائے میار
 نیز زد کہ خونے چکد بر زمین

(۱۰) حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت
 چو پیر چشمہ چوں مایہ دم زدند
 مگر قیسم عیالم ہر دلی و زور
 چو ہر دشمنی باشد دسترس
 عدد ز ندہ سرگشتہ پیر امنست
 ہر چشمہ بر پہ سبک زشت
 ہر چشمہ چوں چشم بر نام زدند
 دلیکن نہ بردیم با خود بگور
 مرخاش کور احمیں غصہ بس
 بہ از خون او گشتہ در گردنت

(۱۱) حکایت

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار
 ز شکر جدا ماند روز شکار

ملکہ ملک علی کی جڑ ملکہ بائے متیمہ یعنی جواں مردی کی قسم ملکہ مبارک خصلت ملکہ چشم برام
 زدن۔ آنکہ بند کرنا یعنی مرجانا ملکہ تبرعہ قابو۔ قبضہ۔ اختیار ملکہ تبار گھرانہ۔ نسل۔

دواں آمدش گلہ بانے پیش
 بصیر اور از دشمنان دارباک
 برآورد چہ بیان بدول خروش
 من آنم کہ اسپان شد پردم
 ملک را دل زنتہ آمد بمائے
 تر یاوری کرد فرخ سر و شش
 نگہبان مرغی بنخندید و گفت
 نہ تدبیر محمود راے نکوست
 چنانست در ہتر می شرط ز بیت
 مرا بار بار در حضور دیدہ
 کنونت بہ ہر آمد پیش باز
 تو آنم من اے نامور شہر یار
 مرا گلہ بانی بقتل ست درائے
 دران دار ملک از خلل عنم بود
 شہنشاہ برآورد تعلق ز کیش
 کہ در خانہ باشد گل از خار باک
 کہ دشمن نیم در ہلاکم کوشش
 بنجدست دریں مرغزار اندرم
 بنخندید و گفت لے نکو ہند راے
 و گویہ زہ آورده بودم کوشش
 نصیحت زیار ایں نشاید ہفت
 کہ دشمن نہ داند شہنشاہ ز دوست
 کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
 ز نجل و جہر اگاہ پرسیدہ
 نمی دانم از ہر اندیش باز
 کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
 تو ہم گلہ خویش داری بیایے
 کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود

لے ترکی لفظ یعنی تیر ۱۲ لے چراگاہ

لے چراگاہ

لے سردای

لے ادنی شخص

(۱۲) گفتار

تو کے بشنوی نالہ داد خواہ
بہاں خسب کا یہ فغانیت بگوش
کہ نالہ ز ظالم کہ دردورست
نہ سگ دامن کار دانے درید
دلیر آدمی سست یا در سخن
بگو انجسہ دانی کہ حق گفته بہ
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوئے
بکیوان برت کلمہ خواب گاہ
اگر داد خواہے بر آرد خروش
کہ ہر جور کو می کند جورست
کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید
چو تیغے بدست است فتنے بکن
نہ رشوت ستانی نہ مشوئے وہ
طبع گیسل و ہرچہ دانی بگوئے

(۱۳) حکایت

خبر یافت گردن کشتے در عراق
تو ہم بر درے ہستی امیدوار
دل دردمنداں بر آور ز بند
پریشانی حنا طر داد خواہ
تو خفشتہ خشک در حرم نیم روز
کہ میگفت مسکینے از زیر طاق کتہ
پس امید بردر نشیناں بر آرد
کہ ہرگز نباشد دلت درد مند
بر اندازد از تسکنت بادشاہ
غریب از ہر دوں گو بگرایا سوز

سگہ کیوان - زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر ہے مجازاً ساتویں آسمان کو بھی کہتے ہیں

مراد بلندی سگہ چپر کھٹ - مسہری

سگہ فریب دینے والا سگہ شاہی محل

شانندہ داد آں کس خداست کہ توان از پادشہ داد خواست

(۱۴) حکایت

یکے از بزرگان اہل میسن
 کہ بودش بگنجینہ بر انگشتری
 لبش گفتی آن جہرم گیتی فروز
 قصار ادر آمد یکے خشک سال
 چو در مردم آرام و قوت ندید
 چو بیند کسے ز ہر در کام خلق
 بفرمود بفرود خندش بہ سیم
 بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد
 بریدند بروے ملامت کنان
 شنیدم کہ می گفت و باران دین
 کہ زشت است پیرایہ بر شہر یار
 مرا شاید انگشتری بے نگین

حکایت کند ز بن عبد العزیز
 فروماندہ در تمیتش جو ہسری
 درے بود در روشنائی چو روز
 کہ شد بد رستیمای مردم ہلال
 خود آسودہ بودن مروت ندید
 کیش بگذرد آب نوشین بجلق
 کہ جسم آمدش بر غریب و یتیم
 بدرویش و مسکین و محتاج داد
 کہ دیگر بدست نیاید چنان
 بعارض فرو میدیدش چو شمع
 دل شہرے از ناتوانی نگار
 نشاید دل خلق اندر نگین

۱۔ یعنی عربین عبد العزیز از خلفائے بنی امیہ ۲۔ جسم مراد از نگینہ ۳۔ بیشائی
 ۴۔ مراد بیٹھا شیریں ۵۔ دایہ
 ۶۔ آنسو

خنگ آنکہ آسائش مرد وزن
نہ کردند رغبت ہنر پروران
اگر خوش نغسید ملک بر سریر
و گر زندہ دارد شب دیر باز
بحمد اللہ این سیرت درآہ رست

(۱۵) حکایت

در اخبار شاہان پیشینہ هست
ہد و رانش از کس نیاز و کس
چنین گفت یکرہ بصاحب دلے
چو می بگذرد ملک و جاہ و سریر
بخوابم بہ کنج عبادت نشست
چو بشنید انائے روشن نفس
طریقت بجز خدمت خلق نیست
تو بر سخت سلطانی خویش باش
بصدق دارادت میان بستہ دار
قدم باید اندر طریقت نہ دم

کہ چون تکلم بر تخت زنگی نشست
سبق برد اگر خود ہمیں بود پس
کہ عمرم بسر رفت بے حاصلے
نبرد از جہاں دولت الا فقیر
کہ در یابم این پنج لذتیکہ هست
بہ تندی بر آشفست کہ تکلم پس
بہ قبیح و سجاوہ و دنی نیست
باخلاق پاکیزد ویش باش
ز طامانک و دعوی زباں بستہ دار
کہ اصلے نذر دم بے قدم

لے کنایہ از شب دراز لے سابق لے قلیل عرصہ لے طامان - طامہ کی جمع فارسی والے
تجھف استعمال کرتے ہیں۔ لان و گوات شیخی لے دعوی۔

بزرگان کہ نقد صفا داشتند پخیس خرقہ زیر قبا داشتند

(۱۶) حکایت

شنیدم کہ بگریست سلطان روم کہ پایا بم از دست دشمن نماند
 بے جہد کردم کہ فرزند من کنوں دشمن بد گهر دست یافت
 چہ تدبیر سازم چہ چارہ کنم بر آنصفت دانا کہ این گریہ چیست
 ولایت چہ باشد غم خویش خور ترا این قدر تابانی بکل است
 اگر ہوش مندست دگر بے خرد مشقت نیز ز دہاں داشتن
 تو تدبیر خود کن کہ آں پر خرد بدیں پنج روزہ اقامت مناز
 کردانی از خسروان محسم کہ در سخت و ملکش نیامد زوال
 بر نیک مردی ز اہل علوم جز این قلعہ و شہر با من نماند
 پس از من بود سر در انجمن سر دست مردی و ہدم بتافت
 کہ از غم بفرسود جان و تنم بریں عقل و ہمت بباید گریست
 کہ از عمر بہتر شد و بیشتر چو رفتی جہاں جائے دیگر کسست
 غم او بخور کہ غم خود خورد گر فتن بہ شمشیر و بگذاشتن
 کہ بعد از تو باشد غم خود خورد کہ کردند بر زبیر دستان ستم
 خداوند نماند بجز ملک این در تعال

چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ
 در آن مرز کیں پیر ہشمار بود
 کہ ہر ناتوان را کہ در ہا ہفت
 جہاں سوز مجھے رحمت دیند کشت
 گرد ہے بر فتنہ و زان ظلم و عار
 گرد ہے با نند مسکین و دریش
 بدید از ظلم جائیکہ گرد و دراز
 بدید از شیخ آمدے گاہ گاہ
 ملک نو بجے نقش اسے نیکیست
 مرا با تو دانی سر دوستیست
 اگر فتم کہ سالار کشور نسیم
 لگویم فضیلت نہم بر کسے
 مستنید این سخن عابد ہوشیار
 وجودت پریشانی خلق از دست
 تو باد و ستار ان من دشمنی
 گرفتہ ہی دوستی با منت
 خدا دوست را اگر بدتر ندوست
 بخواری بگرداندش وہ بدہ
 یکے مرز بان ستم گار بود
 لیکن جب گئی پنجہ بر تاخت
 ز تلمیش روے جانے ترش
 بروند نامے بدش در دیار
 پس پیر چہ نفری گر فتنہ پیش
 نہ بینی لب مردم از خندہ باز
 خدا دوست در شے کرے نگاہ
 ہفت ز ما در کشت روے سخت
 ترا دشمنی با من از ہر چیست
 ہفت ز درویش کمتر نسیم
 چناں باش با من کہ با ہر کسے
 بر آشت و گفت بے لک ہوشدار
 نہ آدم پریشانی خلق دوست
 نہ بند از دست دوستدار منی
 مگر آنکہ دارد خدا دشمنست
 نخواہد شدن دشمن دوست دوست

لے زمین لے در دوستی لے بیباک ظالم لے حلقہ دو اثرہ مردم ۱۳

عجب دارم از خواب آس سنگدل
که شہرے بختسیند از تو تنگ دل
الاگر بندواری و عقل و ہوش
بفضل و ترحم میاں بند و کوش

۱۶۱۹۱۱۵۵

گفتار (۱۸)

ہزار و سندی مکن بر کہاں
کہ بر یک منطقی نہ اندہاں
سیر پنجہ ناتواں بر پیچ
کہ گردست باید بر آید پیچ
میر گفت پائے مردم در جائے
کہ عاجز خودی کہ در آئی در پائے
دل دوستان حج بہتر کہ گنج
خزینہ تہی بہ کہ مردم بہ رنج
میںد از دریائے کار کے
کہ اقتد کہ در پائش آفتی پسے
تقل کن اسے ناتواں از قوی
کہ روزے تو انا ترا زو سے شوی
بہت ہر آرا از سقینر مندہ شور
کہ روزے بازو سے محبت بہ از دست از ور
لب شک مظلوم را کہ مخند
کہ دندان ظالم بخراہند کند
ببانگ دہل خواجہ بیدار گشت
چہ داند شب پاساں چوں گذشت
خور و کار واسطہ غم بار خویش
نسوزد دلش بر خریش ریش
گر فتم گز افتادگان نیستی
چو افتادہ بینی چسرا بالیستی
برینت بگویم یکے سر گذشت
کہ سستی بود زین سخن در گذشت

۱۶۱۹۱۱۵۵

سلطہ با خطاب بسوئے عام اعلیٰ اندر بینی تو را و بہتر سلطہ کہ ادنیٰ اچھو سلطہ حالت سلطہ شور

بر آرد دلی ہلاک کر تا کیا یہ ہے عاجز کہ دیکھ سے سلطہ بر خشی ۱۲

(۱۹) حکایت

چنان قحط سالی شد اندر دمشق
 چنان آسمان بر زمین شد بخیل
 چو شیر سر چشماے قدیم
 بنودے بجز آہ بیوہ ز نے
 چو درویش بے برگ دیدم بخت
 نہ بر گزہ سہری نہ در باغ رخ
 در اس حال پیش آدم دوستے
 شکست آدم کہ قوی حال بود
 بد گفتم اے یار با کیزہ خوسے
 اگر بد بر من کہ عقلت کجاست
 نہ بینی کہ سختی بنایت رسید
 نہ یاراں ہی آید از آسمان
 بد گفتم آخر ترا پاک نیست
 گرازی نیستی شے دیگرے شد پاک
 گم کرد در خیمہ در من فقیہ
 کہ مردار چہ بر ساحلے رفیق
 کہ یاراں فراوش کردند عشق
 کہ لب تر نہ کردند زروع و خیل
 نماند آب جز آب چشم بستم
 اگر بر شدے دوسے از روز نے
 قوی باز داکست و در ماند سخت
 بلخ بوستان خور و مردم بلخ
 از دماندہ براستخوان پوستے
 خداوند چاہ و زرد مال بود
 چہ در ماندگی پشت آدم گوسے
 چو دانی دیہری سولت خطاست
 مشقت بکند نہایت رسید
 نہ بر می رود و دفر یاد خواں
 کشد ز ہر جا نیکہ تر پاک نیست
 ترا هست بطراز طوفان چہ پاک
 نگہ کردن عالم اندر سنیت
 نیا ساید و دستانش غرق

لے محبت لے کھیتی لے شیخ شاخ کا مخفف ہے لے (رجہ کمال ہے) نیتی ہے سامانی لے جاہل

من از بے نوائی نیم روئے زرد
نخواہم کہ بیند خردمند ریش
بمحمد اسرار چہ ز ریش اینم
منقص بود عیش آن تند رست
چو بینم کہ در ویش مسکین نخورد
یکے را بہ زنداں بری دوتاں

(۲۰) حکایت

شبہ دو خلق آتشے بر فروخت
یکے شکر گفت اندراں خاک دود
جہاں دیدہ گفتش اے بوالہوس
پسندی کہ شہرے بسوزد بناہ
بجز سنگدل کے کند معہ تنگ
تو انگر خود آں لقمہ چوں میخورد
انگو تند رست است رنجور دار
تنگ دل چو یاراں بہنزل رسند
دل پادشاہاں شود بارکش
اگر در سرائے سعادت کس است
ہمینست بندہ است اگر بشنوی

شنیدم کہ بغداد شمع بسوخت
کہ در کان مارا گزیدے نبود
ترا خود غم خویش تن بود و بس
و گرچہ اسیرت بود بہر کمنار
چو بیند کساں بہ شکم بستہ سنگ
چو بیند کہ در ویش خوں میخورد
کہ می بیجد از غصہ رنجور دار
نخسند کہ دامنہ گال از پسند
چو بیند در گل خوار کش
ز گفتار سعدیش حرفے بیست
اگر کارکاری سن ندردی

۱۴۱ کدر۔ ہمزہ ۱۴۱ معہ تنگ کردن کتاب ہے زیادہ کھانے سے

(۲۲) حکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر
 سپہدار و گروہ کش و پلتن
 پڑا ہر دورہ اسبگین مر دیافت
 برفت آں دریں را دو قسمت نہاد
 سپا داکہ بر یک و گروہ سرکشند
 پڑا ہر دورہ از آن روزگار سے شمرد
 اچل بسلا مدش طناب امل
 مقدر شدہ آں ملکات بر دو شاہ
 بیک نظر در بہ افتادہ خویش
 یکے اعداں تا نام نیسکو برد
 یکے با طفت سیرت خویش کرد
 بتاگردن آں داد و لشکر نواخت
 خزان تہی کرد و پر کرد جیش
 بگردن شدی بانگ شادی چو رخت
 خدیو خود مند فخر رخ نہاد
 حکایت شنو کو د کب نام جوے

برادر دو بودند از یک پدر
 نکو روی و دانا و شمشیر زن
 طلبکار جوان و ناورد زیادت
 بہر یک پسر زان نصیب برادر
 بہ پیکار شمشیر کیں پرکشند
 بجاں آفریں جان شیریں سپرد
 دفاش فرد بست دست عمل
 کہ جید و مر بود گنج سپاہ
 گرفتند ہر یک کے راہ پیش
 یکے ظلم تا مال گروہ آورد
 دہم داد و تیمار دیویش کرد
 شب از بہر دوریش شنجانہ ساخت
 چنان کہ خطا نیک بہنگام پیش
 چو شیراز در عہد بوکر مستعد
 کہ شاخ اسیدش برومند باد
 پسندیدہ ہے بود و فرخندہ خوشے

لے ضرب سے پا کا افسر علی سے خوفناک لے جگ و جہل سے حساب لے بادل کی گرج

ملازم بدلداری خاص و عام
 در آل ملک قاروں بر فتنی و لیر
 نیامد بر ایام او بر دے
 سر آمد بتائید ملک از سران
 و گزخواست کافروں کند تخت و تاج
 طمع کرد در مال بازار گان
 نگویم کہ بدخواہ درویش بود
 بامیدیشی نداد و خویش
 کہ تاج جمع کرد آں زار گز بزی
 شنیہ نہ بازار گانان خسہ
 بریدند اندال جاخوید و فروخت
 چو اقبالش از دوستی سربافت
 ستیز ملک پنج و بارش بکنہ
 وفا در کہ جوید چر پیاں کیست
 چہ نیکی طعن دار آں بے صفا

شنا گوے حق باہ اداں و شام
 کہ شہ داد گری بود و درویش سر
 بگویم کہ خارے کہ برگ گل
 نہادند سر بر خطش سر در آل
 بیفزود بر مرد و بہاں خراج
 بلار بخت بر جان بیچارگان
 حقیقت کہ او دشمن خویش بود
 خردمند دانند کہ ناخوب کرد
 بر آگندہ شد لشکر از عاجزی
 کہ ظلم ست در بوم آں سبہ ہنر
 زراعت نیامد رعیت بسوخت
 بنا کام دشمن بر دوست یافت
 سیم اسپ دشمن دیارش بکنہ
 خراج از کہ خواہد چو بہاں کہ بخت
 کہ باشد دے اسے بدش در قفا

سہ کات اول بیانہ کات دوم مہنی بلکہ شہ سر خط نہا دن۔ کنا تیہ اطاعت کرنا
 شہ سکاری و غابادی گز۔ اصل میں گرگ بز تھا۔ یعنی وہ شخص جو ظاہر میں بکری کی طرح
 اور باطن میں بھیڑیہ کی طرح ہو سہ ناچار بھہ خصوصیت زاد ۱۲

چو بختش گوی بود در کاف کن
نمگرد آنچه نیکانش گفتند کن
چو گفتند نیکان بر آن نیک مرد
تو بر خور که بیدار گر بر خور
گمانش خطا بود و تدبیر هست
که در عدل بود آنچه در ظلم هست

(۲۳) حکایت

یکدیگر سرشاخ وین می برید
خداوند بستان نگه کرد و دید
بگفتا گرایم مرد بد می کند
نه با من که با نفس خود می کنند
نمیست بخت بخت اگر بشنوی
ضعیفان میفکن بخت خودی
که فردا بد از بد خسر و می
گدا که پیشتر نیز زده و می
چه نوازی که فردا بوی متری
مکن دشمن خویش تن که تری
که بوی بگذرد بر تو این سلطنت
بگیر و بیکس آن گدا دامنست
مکن بخت از نا توانا بدار
که ز شتم در چشم آزادگان
که گر بگفتند شری شر مسار
بزرگان در دشمن دل و نیک بخت
بیشماران از دست افتادگان
بد نهاله راستان کج مرد
بفرز انگی تاج بردند و تخت
و گر راست خواهی ز جدی شنو

(۲۴) صفت جمعیت اوقات درویش راضی

مگو جابه از سلطنت من نیست
که این تر از ملک درویش نیست

ساده مراد به زائل سے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منی ہو جا فیکون پس ہو گیا اللہ بکے
بلکہ بازو ۵۵ یعنی قناعت صبر و فاقہ ۱۲

بیکار مردم سبک تر روند
 حتی دست تشویش نمانے خورد
 گداز اچھا حاصل شود نانِ شام
 غم و شادمانی بیری رود
 چہ آزار کہ بر سر نہاد نہ تاج
 اگر سرفرازی یہ کیوں برست
 درال دم کا جل بر سر رود تاخت
 حق اینست و صاحبِ لال بشنوند
 ملک ہم بقدر جہانے خورد
 چنان خوش بخشد کہ سلطان شام
 برگ ایں دو از سر بدر میرود
 چہ آزار کہ بر گردن آمد خراج
 و گرت گدستی بزنند اں درست
 منی شاید از یکدگر شان شناخت

حکایت (۲۵۱)

شنیدم کہ یک بار دردِ جلد
 کہ من فرزند ہی داشتہ
 بہر دم کہ دو نصرت و فاق
 طبع کردہ بودم کہ کمالِ خورم
 بکن پنبہ غفلت از گوش ہوش
 سخن گفت با عابدے کلاہ
 بر سر کلاہ تھی دامنم
 گر فتم بازو کے دولتِ عراق
 کہ آگہ بخوردند کہ مالِ سرم
 کہ از مردگان پندت آید بگوش

۲۵۱ در معنی نیکوکاری و بدکاری و عاقبت آل

نیکوکار مردم نباشد بدش
 شر انگیز ہم در سر شر رود
 اگر نفع کس در نہاد تو نیست
 نیکوکار مردم کہ بد کہ نیک آیدش
 چو کردم کہ با خانہ کتر رود
 جنیں جوہر سنگ خار ایکلیت

لے غم نگذر دلتہ بزرگی سے ملک کران پر بھرتہ کران سے کڑے سے دور کہ خطت و شرت ۱۴

غلط گفتم اسے یاد شایسته خوبے
 چنین آدمی مرده پر تنگ را
 نہ ہر آدمی زادہ از دُخیز است
 بہ است از دُذ انسان صاحب خرد
 چو انسان مار و بجز خرد و خواب
 سوا رنگوں بخت بپراہ رد
 کسے دانہ نیک مردی نہ کاشت
 نہ ہرگز شنیدم در عمر خویش
 کہ نفعست در آہن و سنگ و رے
 کہ ہر دے فضیلت بود سنگ را
 کہ دوز آدمی زادہ بدہ است
 نہ انسان کہ در مردم افتد چودہ
 کہ دانش فضیلت بود برداشت
 پایہ بر دوز و بر منہن گرد
 کہ دوزخ من کام دل برداشت
 کہ ہر مرد را نیکی آمد بہ پیش

حکایت (۲۶۱)

گر بیز بچاہے در افتادہ بود
 بداندیش مردم بجز بد ندید
 ہمہ شب ز فریاد زاری و غمت
 تو ہرگز رسیدی بفریاد کس
 ہمہ تخم نیکو دے کاشتی
 کہ بر جان ریشہ ہند مرہے
 تو دادا ہیں چاہ کنیدی براہ
 دو کس چہ کنند از بے خاص عام
 یکے نہ کنند تشنہ را تا زہ طع
 کہ از ہول او شیر زادہ بود
 بنفتادہ عاجز تر از خود ندید
 یکے بر سرش کوفت گئے و گفت
 کہ سخا ہی امروز فریاد رس
 ہیں لاجرم برکہ برداشتی
 کہ دہما ز ریشہ نبالہ ہے
 بر لاجرم در فتادی بچاہ
 یکے نیک محضد گزشت غام
 و گرتا گہر دن در افتد خلق

لے کا نشانہ زندہ ہے حج داہے میں پو پایہ ہے سبقت ہے پہلوان۔

اگر بد کنی چشم نیکی مدار
که هرگز نیارد و گزرا نگور بار
نه پندارم اے درخشاں کشته جو
که گندم ستانی بوقت درو
در خست ز تو نم از بجان بدوری
ببندار هرگز کز بد بر خوری
رطب ندارد و چوب خزره بار
چه تخم انگلی بر بال چشم دار
(۱۲۸) حکایت

حکایت کنند از یک نیک مرد
که اکرام تجاج یوسف نه کرد
بسرنگ دیوان بگه که دینز
که نطش بنید از دگریش بریز
چو حجت نهادم خواجه را
بر خاش و در هم کشد روے را
بخندید و بگریست و خداے
عجب ماندن دل تیره راے
چو دیدش که خندید و دیگر گریست
پرسید کای خنده و گریه چیست
بگفتا ہی گویم از روزگار
که طفلان بیچاره دارم چهار
همی خندم از لطف زردان پاک
که مظلوم رفعت نه ظالم بچاک
یکے گفتش اے نامور شریار
کن دست ازین پیر و پخال بدار
که نطق بد و کینه داند و پشت
روایت نطق بیک بار کشت
زردگی و غم و کرم پیش کن
ز خردان اطفالش اندیشه کن
مگر دشمن خاندان خودی
که بر خاندانها پسندی بری

له جھاز کا درخت سے پھل سے نطق چری بساط - بادشاہ کے رو بہ وجہ کوئی قتل کیا جاتا
تھا تو چری بساط اچھا کر دیکھ ڈالے اور اُس پر مجرم کو قتل کرتے تاکہ زمین بد خون کا اثر نہ پھوٹے
سے دست داشتن - عفو کرنا ۱۲۸۵ کیہ و پشت - بر چیز سے داشتن - کناٹہ اسید رکھنا ۱۲۸

مہندار دہا بداع تو ریش
 ز دود دل صبح گامش تبرس
 متری کہ پاک اندرونے ہے
 بر آواز سوزہ جگر یار ہے
 بود اچناں برے افشاں دست
 نہ ابلین بد کرد نیکی ندید
 ہر پردہ کس ہنگام جنگ
 کہ باشد ترانہ بد پردہ جنگ
 مزن بانگ بر شیر مردان درخت
 چو باکو دکان بر نیائی بہ مش
 شنیدم کہ نشیند و خوش برخت
 ز فرمان داد کہ دانہ گر سخت
 بزرگے دران نکلت اس شب سخت
 بخواب اندرون دید دریش گفت
 دے بیش بر من سیاست نہ راند
 عقربت برد تا قیامت بہاند

(۲۹) حکایت

یکے پند میداد سر زہرا
 کہ کو دار پند خرد سندر
 کن جوہر بر خور دگاں اے پسر
 کہ یک روزت افتد بزرگی بسر
 نمی ترسی اے کو دک کم خرد
 کہ روزے پلنگیت بر ہم درد
 بخردی دم زور سرخسہ بود
 دل زیر دستاں ز من زنجیر بود
 بخردم یکے شت زور آ دران
 نہ کردم دگر زور بر لاغر ان

گفتار

الا بتا بقلت نہ خپسی کہ تو ہم
 حرام است بر چشم سالار قوم

لے مراد از قیامت لے عار و عیب لے عذاب لے نیند۔

غم زیر دستان بخور زینهار تبرس از بد دستی روزگار
نصیحت که خالی بود از غرض چو دادر سے تلخت دفع مرض

۳۰ حکایت

یکے را حکایت کنند از ملک کہ بیماری رشتہ کہوش چو دوک
چنانف در انداخت ضعف جسد کہ می بودہ گسترہ یال حمد
کہ شاہ از چہ بر غرض نام آورست چو ضعف آرد از پیغمبر کتر است
ندیکے زمین ملک بود سردار کہ عمر خداوند جسا وید باد
دریں شهر مردے مبارک نم است کہ از پادشایاں چو کئے کلم است
نبردند پیشش مہاست کس کہ مقصود حاصل نشد دینس
بخوان تا بخواند دعاے بریں کہ رحمت رسد از آسمان بزمیں
بفرمود تا حتران حنہ دم بخوانند پیر مبارک قدم
بگفتار دعاے کن اسے ہوشند کہ در رشتہ چوں سوز غم پاس بند
شنید این سخن پیر خم بودہ پشت بہندی بر آورد بانگ درشت
کہ حق صراہاں مست برود اگر بجشائے و بجشائش حق بگر
دعاے منت کے شود سو وسند اسیران مظلوم در جاہ و بند
تو نا کردہ بر حلق بجشائیش کجا بینی از دوریت آسائیش
بیایدت عذر خطا خواستن پس از شیخ صالح دعا خواستن

لے ایک پیر کی بیماری جس کو مار دیتے ہیں تھے بساط شریعت تھے پیادہ شریعت کا تھے چو کئے

خفت ہر چون ادکا ۱۴۵ نیک ۔

کجا دست گیر و دعاے دیت
 شنید این سخن شہر یاسے عجم
 بر بنجد و پس بادل خویش گفت
 بفرمود تا هر که در بند بود
 جهان پرده بعد از دور کست نماز
 کہ اے بر فراز ندہ آسمان
 پیے پنچیاں برو دعا داشت دست
 تو گفتی ز شادی بخوابد پرید
 بفرمود گنجینه گوهرش
 حق از بہر باطل نشاید نہفت
 مرد با سر رشتہ بار دگر
 چو پایے فتادے گھمدار پایے
 ز سدی شنو کیں سخن راست ست
 نہ ہر پایے افتادہ برخواست است

۳۱۔ گفتار

جہاں ہے پر ملک جاوید نیست
 ز دنیا وفا داری امید نیست
 دہر باو رفتی سحر گاہ و شام
 سر سبز سلیمان علیہ السلام
 باختر نمیدمی کہ برباد رفت
 خنک آہ کہ باد افش و داورفت
 کہ زیں میان گوے دولت بود
 کہ در بند آسایش نطق بود

لہ عاجزی لہ یں لبیب مخالفت و از زانی کہ او اگر فتاد ساختی تہ تحت لہ ضائع رہا گیجاں۔

بکار آمد آہنا کہ برداشتند نگر آوری نہ دہد بگزاشتند

۳۲۔ حکایت

شنیدم کہ در مصر میراجیل
جہانش برفت از رخ و لفر و ز
گزیدند فرزانگان دست فوت
ہمہ تخت و تلکے پذیر و زوال
چون زد یک شہ روز عرش بشب
کہ در مصر چوں بن عزیزے بنود
جہاں گرد کردم بخوردم برش
پندیرہ راے کہ بخشید و خورد
دریں کوش تا با تو ماند مقیم
کنہ خواجہ بر بستر جاں گدا
در اں دم ترا می نماید بدست
کہ دستے بجود و کرم کن دراز
کنہت کہ دستہ است خاکے کین
نہاید بیسہ ماہ و پروین در ہوش

سپہ تاخت بر روزگارش اجل
چون خورد و شد بس نماند روز
کہ در طب ندیدند دارے ہوت
بجز ملک فرماندہ لایزال
شنیدم می گفت در زیر لب
چو حاصل می بود چیزے بنود
بر فتم چو بیچارگان از سرش
جہاں از پنے خوشتن گرد کرد
کہ ہرچہ از تو ماند در بلع است ویم
یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
کہ دہشت ز بانہش ز گفتن پیست
و گردست کوتاہ کن از ظلم و آذ
دگر کے بر آردی تو دست از کفن
کہ سر برداری ز بالین گور

۱۔ جس کو زوال نہیں ہے مراد خدا یا تعالیٰ ۲۔ یعنی مشقت فراہم آوردم و از دست نیانتم ۳۔

تدرت ۴۔ بچا کے دفع کن و راحت رساں ۵۔ آفتاب -

۳۳ حکایت

قزل ارسلان قلعه سخت داشت
 نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بیج
 چنان ناگہ افتاد در دروغ
 شدیم کہ مرد مبارک حضور
 تعالیٰ شناسے جهانیدہ
 بخندید کہ قلعه خرم است
 نہ پیش از تو گردن کشان داشتند
 نہ بعد از تو شاہان و دیگر ہر نہ
 ز دوران و ملک پدر یاد کن
 چنان روزگار شش گنجے نشانند
 چہ نوید ماند از ہمہ چیز و کس
 ہر مرد ہشیار و نیا خس است
 کہ گردن بالوند برمی فراشت
 چو زلفتِ عرو سالش بیج بیج
 کہ ہر لاجوردی طبعی بیضہ
 بنزدیک شاہ آید از راہ دور
 ہر زندے آن آفتی گم دیدہ
 ولکن نہ پندارش حکم است
 دے چند بود و دہ بگذاشتند
 درخت امید ترا بر خور نہ
 دل از بند اندیشہ آزاد کن
 کہ ہر یک پیشینش تصرف نماید
 امیدش بفضل خدا ماند و بس
 کہ ہر دے جائے دیگر گسست

۳۴ حکایت

چنیں گفت شوریدہ در جسم
 اگر ملک بد چم بماندے و سخت
 اگر گنج تار و نیرست آوری
 کبوتری کہ اے دارد ملک جسم
 ترا چوں میرشدے تاج و تخت
 نماید گدا پنجم بختی بری

لہذا کہ ایک ہمارا کام ہے کہ خوشنما سے عالم سے مضبوط ہے یہ

۳۵۱ حکایت

چوالیس سالان جاں بجاں بخش داد
بہ تربت سپردنیش از تاج دگاہ
چنین گفت دیوانہ ہوشیار
اے ملک دوداں سرور شیب
چنین ست گرو دین روزگار
چو دیرینہ روزے سر آورد عهد
منہ بر جہاں دای کہ بیگانہ ایست
سکوئی کن اسال چوں دہ راست

پس تاج شاہی بسر بر ہنہاد
نہ جائے نشستن نہ آماج گاہ
چو پیش سپردوز دیگر سوار
پرو رفت و پائے سپرد و سب
سبک سپرد عہد نا پائیدار
جہاں درلے سرور آروز و عہد
چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
کہ سال دگر و دیگرے دودہ راست

۳۵۲ حکایت

زر گئے جفا پیشہ در حد غور
خزاں زیر بار گراں بے عطف
چونم کند سفندہ را روزگار
شنیدم کہ بارے بعزم شکار
پیاسے بد نیال صید سے براند
پہ تہرانہ افستہ سے در سے

گر تے خرد و ستائے زور
روزے دو سیک شد تے تلف
ہند بردل تنگ در ویش بار
بروں رفت پیداوگر شہر یار
شبش در گرفت از حشم ددر ماند
ہنداخت نا کام شب در دستے

لئے الپ اسلاں۔ الیز کریر، دلیر۔ اسلاں شیر ذمہ۔ ایران کے خاندان سلجوقیہ میں دوسرا بادشاہ تھا
لکھ گاہ تخت شاہی تھے دما جگاہ مجازاً نشین لکھ گوارہ تھیں یا ایک گاؤں کا تھے افغانستان
تقد ہا کے قریب ایک شور ولایت ہے لکھ چارہ تھے بچھے بچھے۔

نمرے دیر پونیدہ کارگر
 یکے مرد کرد استخوانے بدست
 شہنشاہ بر آشفٹ دگفت لے جہاں
 چو زور آورد می خود منالی گمن
 پندش نیامد فرومایہ قول
 کہ بیودہ اگر فتم این کار پیش
 بسا کس کہ پیش تو مغدور نیست
 ملک را درشت آما ازوے خطاب
 کہ پسند ارم از عقل بیگانه
 بخندید کاسے ترک نادان جوش
 نہ دیوانہ خواند کس اورانہ مت
 جہاں جوبے گفت لے تم نگار مرد
 دران بھر مردے جھنا ہمیشہ بود
 جز انرز کردار ادب بھر خروش
 پس آں را ز بھر مصالح شکست
 شکستہ قاسے کہ در حلقہ دست
 بخندید دہقان روشن ضمیر
 کہ میں حق بدست من است لے امیر

لے ہتیا برادے لے غورے لے اشارہ ہے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف کہ وہ ایک کشتی میں
 سوار ہو کر گئے تھے اور اس کا تختہ ٹوڑا کہ ظالم بادشاہ اس کشتی پر قبضہ کرے لے حفاظت تبصرہ

نه از جل می بشکنم پایے خر
 خراین جا بنگه رنگ و تیار کش
 توان را بگوئی که کشتی گرفت
 تفور چنان کف دولت که راند
 شکر جفا بر حق خویش کرد
 که نودا درال غفل نام و رنگ
 هند بار او را بر گردنش
 گر نعم که خبر بادش اکنون کشد
 گر انصاف چو سی بر اختر کس است
 بهیں پنج روز شش نعم بود
 اگر بر خیزد به آں مرده دل
 شه این جمله بشنید و چیز نه گفت
 همه شب ز بیداری اختر شمرد
 چو آواز مرغ سحر گشش کرد
 سواراں همه شب یک تماختند
 در آں عرصه بر اسپ دیدند شاه
 بخد مت نهادند سر بر زمین
 بزرگاں نشستند و خوان خواندند

سمه از جور سلطان بیدادگر
 ازاں به که پیش ملک بار کش
 که چون ما با بدنام زشتی گرفت
 سه شصت برد تا قیامت بماند
 نه بر زیر دستان درویش کرد
 بگیرد گریبان دریشش بچنگ
 نیارد سراز غار بر گردنش
 درال روز بار خراں چوں کشد
 که در راحتش رنج دیگر کس است
 که شادایش در رنج مردم بود
 که خسپند از مردم آزرده دل
 به بست اسپ و سر و غلزی بخت
 ز سواد اندیشه خوابش نبرد
 پریشانی شب فراخوشش کرد
 نحر که پی اسپ بشناختند
 پیاده دویدند یکسر سپاه
 چو دریا شد از موج لشکر زمین
 بخوردند و مجلس بیا داشتند

له غمخوار نه برائی طعنہ آئے بد نصیب کہہ پاساں -

چہ شور و طرب در نہاد آیدش
 بفرمود جہتند و بستند سخت
 سہ دل بر آہنخت شمشیر تینہ
 شمر آں دم از زندگی آخرش
 نہ بینی کہ چون کار و بر سر بود
 چو دانست کہ خصم نہواں گر سخت
 سزا آسیدی بر آوہ و دو گفت
 ز نامہ ربانی کہ در دور تست
 نہ من گروم از دست جورت نیر
 عجب کہ منت بر دل آدرشت
 و گر سخت آمد بگویش ز من
 ترا چاہ از ظلم بر کشتن ست
 چو پیدا کردی توقع نہاد
 نہ انم کہ چو دل خیرت دید گال
 بدان کے ستودہ شو و پادشاہ
 چہ سود آفریں بر سر انجمن
 گر قہیاریں سنن شاہ ظالم بگوش
 در آں رہ سہ طالع نمودش ہی
 لہ دل لہ مات لہ جہ کے چچہ یعنی غیبت میں لہ یا لہ نسبت یعنی اس نصیحت کے صلہ میں
 اسی دہقان کو حاکم دیکھو دیا۔

زوہ تھاں دوشینہ یاد آمدش
 بخواری نگندد و دپائے سخت
 نہ دانست بیچارہ دوسے گریہ نہ
 بگفت آنچه گمروید در خاطرش
 قلم راز با نشرواں تر بود
 بہرے پاک او تیر ترکش بر سخت
 شب گمروہ در وہ محالست سخت
 ہمہ عالم آوازہ جورتست
 کہ خطے ز خطے کیے شتہ گیر
 کیش گر توانی ہمہ نطق کشت
 بانصاف یخ بگویش بکن
 نہ بیچارہ بے گنہ کشتن ست
 کہ نامت بہنیکو دور و یار
 شخفتہ ز دست ستم دید گال
 کہ خلقش ستانند در بار گاہ
 پس پیر نہ نفوس کناں مود زین
 ز سر متی غفلت آمد ہوش
 وہ را بہ بخشید فرماں دہی

بیا موزی از عالمان عقل و خوسے
 ز دشمن شنو سیرت خود که دوست
 تائیش سراپاں نہ یار تواند
 ترش بروے بهتر کند سرزنش
 ازین بہ نصیحت بگو یہ کہست
 نہ چند آنکہ از چاہل عیب جوے
 ہر سطح از تو آید بچش بگو ست
 ملاست کناں دوستدار تواند
 کہ یاران خوش طبع فیروں نش
 وگر عاقلی یک اشارت ہر سچ

(۳۷) حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقر
 مگر بزر بانش حقے دستر بود
 بزندان زندادش از بارگاہ
 زیار اں یکے گفتش اندر نہفت
 رسانیدن ارحق طاعت ست
 ہاں دم کہ در خضیہ ایں را ز رفت
 بچندید کو طلق بہودہ برد
 غلامے برد ویش برد ایں پیام
 کہ دنیا ہی سلعتے بیش نیست
 نہ گردستگیری کنی حشر تم
 ترا گر پایست و فرمان و گنج
 برد و ازہ مرگ چوں در شومیم
 دل آزدہ شد پادشاہے کبیر
 ز گردن کشی بردے آشفته بود
 کہ زور آزمایست ہاروے شاہ
 مصالح بنود ایں سخن گفت گفت
 ز زندان نہ ترسم کہ یک ماحضت
 حکایت بگوش ملک باز رفت
 ندانہ کہ خواہد در اں حبس مرد
 بگفتا بہ خسرو بگواے عنلام
 غم و خرمی پیش درویش نیست
 نہ گرد سردی در دل آید غم
 قی مرا گر عیالست و حرمان و رنج
 یک ہفتہ باہم برابر شومیم

اے کافی ہے اے تنہائی نعت تہ گفت دل سنی مصدق یعنی سخن گفتن و دم چو ایک کہے بہ نصیحت
 شہرت قلیل

منه دل بریں دولت پنج روز
نه پیش از تو پیش از تو انداختند
چنان ز می که ذکر ت پختیس کشند
نیا بد رسم بد آئین بناد
وگر سر بر آید خدا دهنده
بفرمود دل تنگ روئے از جفا
چنین گفت مرد جفا لقی شناس
من از بے زبان می ندادم غم
اگر بے نوا می برم درستم
عروسی بود نوبت ماتمت

تن خویش تن را با تش مسوز
به بیداد که دل چال سوختند
چو مردی نه به گور نفیس کنند
که گویند لذت بر آن کس نساد
نه زورش کند عاقبت خاک گور
که بیرون کنندش ز بان از تفا
ازین هم که گفتی ندادم هراس
که دادم که ناگفتند و اندیشه
گرم عاقبت خیر باشد چه غم
گر ت نیک روزی بود خاتمت

(۳۸) حکایت

یکه مشت زن بخت روزی داشت
ز جوه شکم گول کشیده به پشت
دام از بریشانی روزگار
گمش جنگ با عالم خیره کش
که از دیدن عیش شیرین خلق
سکه از کار آشفته بگریخته
کمال نشد نوسند و مرغ و بچه

نه اسباب شامش میانہ چاشت
که روزی بحال است خوردن بخت
دلش محنت آلود و تن سوگوار
سکه از بخت شوریده رویش ترش
فروری شده آب تلخش بخلق
که کس دیر ازین صعب تر زیسته
مرادے نانی نه بیند تره

لے روے از جالیے از دے جالیے کنایه از پهلوان که بکری کا بچہ چوان لے نہی - ترکاری -

گر انصاف چرسی نہ نیکوست این
 در رخ از فلک شیوہ ساختی
 مگر روزگار سے ہوس راندے
 شنیدم کہ روز سے زینے بکافت
 بنجاک اندر شش عقد بستہ
 دہاں بے زباں پند میگفت و راز
 نہ اینست حال دہن زہر گل
 غم از گردش روزگار ال مدار
 ہمہ کھلے کس خاطرش روئے داد
 کہ لے نفس بے راسے دم برونش
 اگر بندہ بار بر سر برد
 درای دم کہ حالش دگر گوں شود
 غم و شادمانی نماند و یک
 کرم پائے دار و نہ دہیم و تخت
 کن نیکو بر ملک و جاہ و خشم
 زرافشاں چو دنیا بخوابی گزاشت
 بر منہ من و دگر بہ را پوستیں
 کہ گنجے بدست من انداختی
 ز خود گرد محنت بنفشاندے
 عظام ز خندان بوسیدہ یافت
 گستاخے دندان ز در بختہ
 کہ لے خواجہ بابے مرادی بساز
 شکر خورده انگار یا خون دل
 کہ بیجا بگر دو بے روزگار
 غم از خاطرش رخت کیسو نہاد
 کبش باریتار و خود را کشش
 دگر سر بادج فلک بود
 برگ از سرش ہر دو بیرون شود
 جزاے عمل ماند و نام نیک
 بدہ کہ تو این انداے نیک بخت
 کہ پیش از تو بودہ است بعد از تو ہم
 کہ سعدی در افشاں گزید داشت

لے طریاں لے انگار تصور کر ۱۲ لے پائے داشتیں -

باقی مانن کرم کی طرف اشارہ ہے -

۱۳۹۱ حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے
در آیام او روز مردم چو شام
ہمہ روز نیکان ازو در بلا
گروہے بر شیخ آل روزگار
کہ لے پیر دانیس فرخندہ را
بگفتا در بیخ آدم نام دوست
کے را کہ بنی ز حق بر کران
حق گفت اے خسرو نیک را
بر مرد نادان نریزم علوم
چو در دے بگیرد عدد و اندم
ترا عادت لے ہادشہ حق رویت
بگین حصے دارد اے نیک بخت
عجب نیست مگر ظالم از من بجان
تو ہم پاسبانے بانصاف و داد
ترا نیست منت ز روی قیاس
کہ ہمد کار خیر است بخدایت داشت

کہ فرماند ہی داشت برکشوے
شب از بیم او خواب مردم حرام
بشب دست پا کان ازو برد عا
ز دست شکمہ گرستند زار
گوایں جواں را تبرس از خداے
کہ ہر کس نہ در خوردہ پیغام دوست
منہ باوے لے خواجہ حق در میاں
تو اں گفت حق پیش مرود خداے
کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
بر نجد بجان و بر خجاندن دم
دل مرد حق گوے از اینجا قریب
کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
بر نجد کہ دزد دست و من پاسبان
کہ حفظ خدا پاسبان تو باد
خدا از درافضل و من و پاس
نہ چوں دیگر انت معطل گرداشت

۱۳۹۱ حکومت ہادی خانی لے دوست خداے تو اے لے در خوردہ - لائق ۱۲ لے کھاری زمین

۱۳۹۱ خداے بچے کا نیک کی توصیف دی۔

ہم کس بیدار کو شش در اند
وے گوے بخشش نہ ہر کس بر اند
تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت
خدا در تو جوے بہشتی بہشت
دل روشن و وقت مجموع باد
قدم ثابت و پایہ رفوع باد
حیات خوش و رفت بر صواب
عبادت قبول و دعا مستجاب
(۱۴۰) گفتار ۱۵/۱۲/۵۵

ہی تا بر آید بہ تدبیر کار
ہم اداسے دشمن بہ از کارزار
چون تو را عدو را بقوت شکست
بہ نعمت بیاید در فستہ لب
گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
بہ قعود احسان ز بانہش بہ بند
عدو را بجائے خسک نہ بریزد
کہ احسان کند کند و ندان تیز
تدبیر شاید جہاں خود دوایس
چو دستے نشاید گزیدن پس
بہ تدبیر مستقیم در آید بہ بند
کہ اسفند یارش بخت از کند
پس او را مراعت چنان کن کہ دست
عدو را بفرست تو را کند پیوست
خدر کن ز پیکار کمتر کے
مزن تا توانی بر آید و گمرہ
بود دشمنش تا زود دوست ریش
مزن با پاسہ ز خود بیشتر
و گزند تو توانا تر سی در نبرد

لے ہے کہ رستم ایران کا شور پہلوان جزال بن سام کا بیٹا اور زابلستان کا حاکم تھا۔ اسفندیار گشتا کا

بیانیت ہادی پہلوان تھا۔ یہ رستم کے ہاتھ سے مار گیا تھے کہانی کے برابر دیگرہ زدن تیری چڑا نا اور خفا ہوا۔

اگر پیل ز درمی دگر مشی چنگ
 چو دست از همه حیلے دست
 اگر صلح خواہد عدد سسر پیش
 کہ گزشتے بہ بند دور کارزار
 در او اسے جنگ آور دور کا بیا
 تو ہم جنگ را باش چوں قنہ سخت
 چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی
 چو دشمن در آمد بجز از دست
 چو نہ نہا خواہد کہم پیش کن
 نہ تدبیر بہیر این بر نگرد
 در آرد نہ بنیاد نہ پیا کے
 بنیدیش در قلب میچا مضر
 چو بینی کہ لشکر زہم دست داد
 اگر بر کناری بر منتن بکوش
 دگر خود نہا می و دشمن دولت
 شب تیرہ پنجہ سوار از کہیں
 چو خواہی بریدن لشب را ہما
 میان دو لشکر چو یکا روزه راند

بہ نزدیک من صلح بہتر نہ جنگ
 طال است ہر دن بشیر دست
 دگر جنگ جو بہ عنان بر پیش
 ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
 نخواہد بجز از تو داد و حساب
 کہ بر کینہ در ہرانی خطاست
 ز دل گردوش کبر و گردن کشی
 بد کن ز دل کین و دشمن از سرست
 بہ بخشاے دازد کوش اندیشہ کن
 کہ کار از سودہ بود سال خمدرد
 جوانان بہ شمشیر و پیران بہ رائے
 چو دانی کز آہنا کہ باشد ظفر
 بہ نہا مدہ جان شیریں بیاد
 دگر در میاں باہیں دشمن پریش
 چو شب شد در آقیم دشمن مایست
 چو با قصد بشوکت بدزدن
 خدر کن نخست از کہیں گاہا
 سر پنجہ ز دور مندرش نہاند

لے مستدرہ لے ااں پناہ لے بڑا ہا لے تلمہ شکم لے جنگ لے مت شہر

تو آسوده بر لشکر مانده زن
چو دشمن شکستی بیفکن علم
بے در تفاسی نه میت مرا
برو اینی از گرد و میجا چو میخ
بدنجال غارت نراند سپاه
سپه را بگهبانی شهر یاد
که نادان ستم کرد بر خویشان
که بازش نیا پدر احتیاسم
نباید که دور افتی از یاد او
بگیرند گروت به نه و پین و تیغ
که خالی نماند پس پشت شاه
به از جنگ به حلقه کارزار

باب دوم در احسان

اگر بود شنیدی بمعنی سگر آئے
که او انش وجود و تقوی نبود
کے خجده آسوده در زیر گلی
غم خویش در زندگی خود که خویش
ز دوست اکوئ بد که ان تست
خواهی که باشی پر آگنده دل
پریشان کن امروز گنجینه چیست
تو بخود بهر توشه خویشان
کے گوے دولت ز دنیا ببرد
که معنی ز صورت بماند بجای
بصورت درش هیچ معنی نبود
که خجند ز مردم آسوده دل
برده نبرد از د از حرص خویش
که بعد از تو بیرون ز زمان تست
پر آگندگان را ز خاطر میل
که نزد اکلیدش نه در دست است
که شش نیا یزد ز مردم وزن
که بخود نصیب به عقبه برد

لیک عاجز ہے اہل سے نیزہ کے اس پر ہے حقیقت سے نمی از لیدن چھڑ ناکہ جلد۔

بنفخوارگی جز بجز ان گشت من
 کن بر کف دست نه هر چه هست
 لبوشیدن ستر در دستش کوش
 مگرداں غریب از دوت بنصب
 بزرگے رساند به محتاج نصیب
 بحال دل خشکان در نگر
 فروماند گال را روی شاد کن
 نه خواهنده بر در دیگران
 بخار و کس در جہاں پشت من
 کہ تو از بد ماں بڑی پشت دست
 کہ ستر خدایت بود پرده پول
 مباد کہ گردی بدر با غریب
 کہ تو سد کہ محتاج گرد و ایر
 کہ باید دل حشمتہ باشی مگر
 از روز فرو مانده گی یاد کن
 بشکر آن خواهنده از در دل

۲ حکایت عابد با شیام شوخ دیدہ

زباں دانے آرد صاحب دے
 یکے سفله را ده درم بر من بست
 ہم شب پریشاں از دجال من
 بگرد از سفنہاے خاطر پریش
 خدایش مگر تا ز مادر بزاد
 ندانستہ از دفر دین الف
 در اندیشه ام تا کد امم کریم
 شنید ای سخن پیر فرخ نهاد
 کہ محکم زده مانده ام در سگ
 کہ دانستہ از دلم بر دمن بست
 ہم روز چوں سایہ در نبال من
 در دن دلم چوں در خانه ریش
 جز آن ده درم چیز دیگر نداد
 نخواہد بجز باب لایع
 ازال سنگدل دست گیر و بیم
 در ستے دو در آستینش نہاد

لے ناخن لے ساز تہ نگار کہ دل پریشان کریں ای پھر تا یہ یعنی ہمیشہ موجود رہتا ہوا۔

زرا تا در دست افشانے گوے
بر دل رفت از آنجا خور تا زده رے
یکے منت شیخ این برانی کہ کیت
بروگر بمیسر دنیا بدگریت
نگدائے کہ بر مشیر نوزیں ہند
ابوزید را اسپ و فریں ہند
بر آفتاب عابد کہ خاموش باش
تو مرد و بال نیستی سگوش باش
اگر است بود آنچه بنداشتم
ز نطق آہ بدیشیں گد اشتم
اگر خج چشتی و سالوش کرد
الامانہ پند ارمی انوس کرد
کہ در ان گد اشتم آہوے
ز دست چناں گد جز یادہ گوے
بدفراہندل کہ پیسہ ہند
کہ ایں کسب خیرست دال شفع شر
نکا ہم کہ در صحبت عاقلان
بگر عقل را یست و میر و ہوش
بیاورد احلاقی صاحب دالان
کہ غلب ویر شیوہ دار و قتال
بعزت گنی پند سعدی سگوش
نہ در چشم و زلف دنیا گوش خال

در حکایت کریم تنگدست ہاسا کل

تیکہ را کہ رم بود و قوت نبود
کفافش بقدر مرآت نبود
کہ مصلحہ خداوند ہستی مباد
جہاں مرد را تنگدستی مباد
کہ را کہ ہمت بلند اذقت
مُرادش کم اندر کند اذقت
چرا لاب رہاں کہ بد کو ہمار
گیر و ہی بر بلند سی قرار
لے بشود شخص کا نام جز طرح کھینے میں نہایت اہر تھا لے بھائی بے ایمانی تہ مکار - حیلہ
کر، واللہ روزینہ - روزی -

نہ در خورد سرمایہ کرے کرم
 برش تنگدستے دو حرفے نبشت
 یکے دست گیرم بچیدیں درم
 بچشم اندرش قدر چیزے نبود
 بخصمان بستی فرستاد مرد
 برادر چنداں گفت ازدانش
 وزاں جا بزمداں در آمد کہ خیز
 چو کنجشک در بازوید از قفس
 چو باد صبا زان زیں سیر کرد
 گر نقدے حالے جواں مرد را
 چو بیچارگان راہ زماں گرفت
 شنیدم کہ در حبس چندے بہاند
 زمانہا نیا سود و شبہا نخت
 نہ پندارست مال مردم خوردی
 بگفتا کہ ہاں اسے مبارک نفس
 یکے ناتواں دیدم از بند ریش
 ندیدم نیز دیکہ دانش پسند
 بمرد آخر و نیک نامی بسپرد
 لے پیہ کہ تیر۔

تنگ مایہ بود سے ازیں لاجرم
 کہ لے خوب در جام قریخ سرشت
 کہ چندست تا من بزمداں درم
 ولکن بدستش پیشینے سے نبود
 کہ اسے نیک نامان آزاد مرد
 و گرمی گریزد حناں بر مشق
 دزیں شہر تا پاسیداری گریزد
 قراش نبود اندر دیک نفس
 نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
 کہ حاصل کنی مسیم یا مرد را
 کہ مرغ از قفس رفتہ نتوان گرفت
 نہ رقمہ نبشت و نہ فریاد خواہد
 برو پارہ سائے گذر کرد و گفت
 چہ پیش آمدت تا بزمداں دولتی
 بخورد و بحالت گرمی مال کس
 خلاصش ندیدم بجز بندہ خویش
 من آسودہ و دیگرے پاسے بند
 نہیں زندگانی کہ نامش نبرد

تن زنده دل نخست زنده گیر گل
به از غایب زنده و مرده دل
دل زنده هرگز نگردد دلاک
تن زنده دل گر ببرد چه پاک

۴- حکایت

بنالید درویشی از ضعف حال
نه نیار و ادش سیر دل نه دانگ
دل سائل از جبر او خوں گرفت
تو انگر ترش رویی به جرات
بفرمود که نه نظر اعظام
به ناگردن مشک بروردگار
بزرگیش سر در تباہی نهاد
شقاوت برهنه نشانمش جو سیر
نشانمش قضا بر سر از فاقه خاک
سر پایس حالش دگر گونه گشت
غلاش بدست سر بیست نهاد
پدرار مسکین آشفته حال
شربتنگه کی برورش لقمه جُست
بفرمود صاحب نظر بنده را
که خود شنود کن مرید را مانده را

لغت از یک لایق بر کاره جملت تکبیر خود رکنه هر و نصه جملی که مرکب سواد می باشد باز گیر

چون ز دیک بردش ز خواں بهره
چون ز دیک آمد بر خواجه باز
بجز سید سالار فرخنده خوے
بگفت اندرونم بشویده سخت
که ملوک و سے بودم اندر قدیم
چرا که او شد دشمن از عرومان
بخندید و گفت لے پسر جوینیت
نه آن تنگ از دی ست باز از کال
من آیم که آل روزم از در بر اند
بگم که باز آسمان سوسے من
خدا از حکمت به بند و درے
بیا نفلس و بنوا سیر شد
بر آورد بے خویشتن نوره
عیان کرد آشکش بدیا لجه راز
که اشکت ز جوید که آمد به دسے
بر احوال ایس پیر شویده سخت
خدا و نوندر بود و املاک و سیم
کنده ست خواہش بدر ا دراز
ستم بر کس از گردش دور نیست
که بروی سراز کبر آسمان
بر دشمن دور گیتی نشانند
ز دشمنست گر و غم از لے من
کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا کار منعم که ز برزیر شد

گفتار اندر رعیت ملوک سیاست ملک

بگفتم در باب احساں بے
بخور مردم آزاد را خون بال
کے را کہ با خواہد است جنگ
را تازہ بیخے کہ خسار آورد
ولیکن نہ شرط است با هر کے
کہ از مرغ بدکنده بہ ترو بال
بہش جرای دی چوب و تنگ
در سختے بہرور کہ بار آورد

نہ خواہد کہ غلام بندہ کہ زاد گروشتہ کہ صاحب نعمت دولت مندھے یعنی خوت

کے راہ راہ پائے ہستہاں
 کہ بہ کھتراں سزہ ادد گراں
 بنوٹا ہے ہر کجا ظالمے ست
 کہ رحمت ہو جو بر مالے ست
 جہاں سوز را کشتہ بہتر چراغ
 کیجے بہ در آتش کہ نطقے ہزار غ
 ہر آنگہ کہ ہو دوز و رحمت گہنی
 ہاڑوسے خود کارواں میزنی
 جفا پیشہ گھاں را بہہ سرباد
 ستم بر ستم پیشہ عدل ست و داد

گفتار در معنی احسان ہاں کہ سزاوار نہاں شد

شہیدم کہ مردے غم خانہ خورد
 کہ ز نیر در سقفت ادا نہ کرد
 ز نیش گفت از نیاں چہ خواہی کن
 کہ مسکین پریشاں شوند از وطن
 بیش مرد نادان بر کار خویش
 سگر فتنہ سب روز زن را بنیش
 پاید ز دکان سوے خانہ مرد
 ہاں جگر زن بے طیرہ کرد
 زن بے خود برد و بام دوسے
 ہی کہ د فریاد و سگفت شوے
 کن روے مرد ملے ان ترش
 کہے باباں نیگوئی چوں کند
 چو اند سرے بہی آذر خلق
 سگ آخر کہ باشد کہ خواش نہند
 بزمیش تیزش بیازار خلق
 چہ نیکوز دست ایرشل پیروہ
 بفرماے تا استخوانش در ہند
 ستور کلدون مگر انبار بہ

اے سربادادان قتل کرنا ہے چھت ۳۵ لایہی آشیانہ دغاۃ زبورینی بھڑکا چھٹا ۳۵ خستہ د

بمروج ۳۵ غصہ خوشم ۳۵ شہر

بلندی بدان یافت کویت شد در میتی کوفت تا هست شد

حکایت عیسی علیه السلام و عابدان او

شنیدیم از او این کلام کرد در عهد عیسی علیه السلام
یکی زندگانی تلفت کرده بود
ویرست سینه نامد سخت دل
بسروده ایام به عاصف
سرش خالی از عقل و جز احتشام
بنا داشتی و امن آلوده
نه پاسبی چه بنیدگان راست بود
چو سال به از بکے خلاقی نفور
بود و جو پس خرفش سوخته
به نامه چند ان تعیم براند
گنگار و خود را به و بهت پرست
شنیدم که عیسی در آمد و دست
بزرگ آمد از غرقه خلوت نشین
گنگار به گشت اخترا و دور
تا فلج بخت است کمالی شرسار

به چهل و عیالی سر آورده بود
زنا پاک ایام از دست نه چلی
نیا سوده تا بود از دست و دست
شکم ز به از لغت با حرام
به ناداشتی و دود و اندوده
نه گوشتی چه مردم لجهت شوه
نمایان بهم چون به نوزد و
چو به نیکامی نیند و خست
که در نامه جا به بخش نام
به غفلت شرب و روز محمود و مست
به مقصود عابد به برگشته
بپایش در اقتدار سرور و زهر
چو به دانه حیران و ایشان را
بجز در کیش و دست ساری و

نه گزاینده شرمده و نه بیفاده و نه خود که نامان به جرمه بالانجام

نخل زیر لب غدر خراں بسوز
 سرشک غم از دیدہ باران چو سخی
 بر انداختم نعت عمر عزیز
 چون زنده برگز مباد اسکے
 دست آنکہ از عید طفل ببرد
 لانا ہم بخش اسے جاں آفریں
 میں گوشتہ نالان نگار پیر
 دل ماندا شر ساری سرش
 ال نیدہ عابد میر پڑ غرور
 ایں بر اند پچہ ماجراست
 ملک بر آتش در افتادہ
 خیر آمد از نفس تر و آتش
 بودے کہ ز حمت بچنے دیش
 بر نغم از طاعت ناخوشش
 نر کہ حاضر شود انجمن
 اہم کہ دجی از جلیل لغات
 در عالم است آل و کرے جہول
 و در آیام برگشتہ روز

ز شہائے در غفلت آورده روز
 کہ عمرم بہ غفلت گذشت اے رنج
 بدست از بسکونی نیا در وہ چیز
 کہ مرگش بہ از نہ گانی بے
 کہ پیرانہ سر شر ساری ببرد
 کہ گر با من آید نبی القیس
 کہ فریاد عالم رس اے دستگیر
 دواں آب حیرت بہ شیب برش
 ترش کردہ بر ناسق ابر روز دور
 بگوں سخت نادان چہ بچن است
 بہ باد ہوا عس و دادہ
 کہ صحبت بود با مسیح و منش
 بہ روز رخ بر نئے پس کار خویش
 مباد کہ در من نشد آشش
 خدا یا تو با او کن حشر من
 وہ آمد بہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
 مزاج و عیب ہر دو آمد قبول
 بنالید بر من بزادی دوز

ہر راستی ہے کہ گنگارہ بہ بخت کہ نصیب آئے گنگارہ بہ بزرگ صفات میں خدا

به بچارگی هر که آسودم
عفو کردم از دین علمای زشت
وگر عابد دارد عبادت پرست
نگو ننگ از دور قیامت دارد
که آن را بگر خورشید از سود و درد
ندانست در بارگاه غنی
که ایامه پاک است و سیرت پلید
برین آستان عجز و سکنیت
چو خود را از نیکان شمردی بدی
آرم و دین از مروتی خود مگر
پایان آمد آن یک هنر جمله پرست
ازین نوع طاعت نیاید بکار
شخړه از عبادت بر آن بیخرد
سخن ماند از عاتلای یادگار
گر نگار اندیشه ناک از خدا

نجد از مش ز آستان کرم
در آدم به فضل خودش در بهشت
که در خط باد سه بود نیم شصت
که آن را به خفت بر ندایم به ناکرم
سگر این کعبه بطاعت خویش کرد
که بچارگی به ز کسب و دینی
در دوزخش را بناید عکس
به از طاعت و خوشترین بنیت
نمی بختد اندر خدائی خودی
نه هر سه سوار به بود و نه سوار
که پنداشت بدین پسته مغرور و دشت
بود عذر تقصیر طاعت بسیار
که با حق نکو بود و با خلق بد
ز سعدی همین یک سخن یادوار
به از پارهای عبادت نماند

در حکایت دانشمند درویش و قاضی متشکّر

نقیبه کن جامه تنگ دست در ایوان قاضی بصفت زشت

بگم کرد و تماشای دور و تیز تیز
 بدانی که بر تر متسامیم تو نیست
 بکاسه زارگان و لبر می سخن
 نه در کس مراد او را باشد بصورت
 و گدازه چه حاجت به پیکر گل است
 بعزت هر آن کوفه و تو شمشیر
 چو آتش بر آرد و در کوشش و دود
 قیامان طریق جدل ساختند
 کشاوند با هم در دست خد باز
 و گفتی خردشان شایسته جنگ
 یکدیگر و از خشکای چو مست
 شادند و در عیش و بهیج بهیج
 لکن بهانه در صفت آخر ترین
 نه بر بال توی بار و معنوی
 رانیز چو گمان در دست ز گوسه
 فلک نصاحت بیانی که داشت
 راه کوسه صورت به معنی کشید
 فتنه ش از هر کنار آفرین

مریخ گرفت آستینش که خیز
 زو تر نشین یا بردیا بایست
 چو سر بخت است نیست شیر می سخن
 اگر است به جا هست و منزل بقدر
 ہیں شرمساری عقوبت بر است
 بخود ای نیست در بالا به پست
 فرد تر نشین است از مقامی که بود
 کلم و لاف کش در انداختند
 لا و نعم کرده گمرون فراد
 قناد در در هم به منقاد و چنگ
 یکے بر زمین میز و سه بر دودست
 که در حلق آں ره خرد و دایم
 به غرض در آید چو شیر برین
 نه گمراہ گمرون به حقیقت تویی
 بگفتند او نیک دانی یگوئے
 به دلمای تو نقش بگشاید
 قلم بر سر حرف و عوسه کشید
 که بر عقل و طبعت بنوا آفرین

چو بداند عذاب که کس واسطه که هم نہیں مانتے سے خوش بیانی۔

سندر سخن تا بجای بر اند
 بدول آمد از طاق دوستان خویش
 که هیات قدر تو شناختم
 در رخ آدم با چنین مایه
 معرفت به دل آرمی آمد برش
 بدست و زباں منع کردش که دور
 که زدا شود بدکن میز راں
 چو مولام خوانند و صد بکیر
 تفاوت کند هرگز آب زلال
 خرد باید اندر سیر مرد و مغز
 کس از سربزرگی نباشد به چیز
 میفران گردن بدست و ریش
 به صورت کسانیکه مردم دش اند
 به تدبیر جست باید محمل
 نه بگور یا را بلندی شکست
 بدین عقل و بهمت نخواهم گشت
 چه خوش گفت خرمه در سکه ^{طریقی} ^{طریقی}
 مرا کس نخواهد خریدن به بیج
 که قاضی چو خرد در خلاصه بماند
 به اکرام و لطفش فرستاد پیش
 به شکرت قدمت نپسند و احکم
 که بینم تو را در چنین پای
 که دستار قاضی نه بر سرش
 منه بر سرم پاسه بند غرور
 به دستار پیچ گزم سرگراں
 نمایند مردم به چشم حقیر
 سرش کوزه دریں بود باغیال
 بناید مرا چون تو دستار لغز
 کدو سر بزرگ است و به غنای
 که دستار پنبه است و به شیش
 چه صورت بهای به که دم در کشند
 بلندی و خمی سکن چون در حل
 که نخاصیت نیست که خود در دست
 دگر میرود و صد غلام از پست
 چو برداشتش بر طبع جاسه
 به دیوانگی در حریم پیچ
 له کچر له خوشامد دارد پاکیزه عمده
 به بر چرخه سوکھی گھاس ته زکله

خرا از چمن طلسم پوشد خراست
 به آب سخن کینه از دل لبست
 چو خصمت بیفتاد سستی مکن
 که فرصت فرد شوید از دل غبار
 که گفت آن پندار لیدم عسکری
 بماندش در و دیر و چون فزیدین
 بدون رفت بازش نشان نیافت
 که گوئی چنین شورش چشم از کجاست
 که مردی برین رفت و صورت که دید
 درین شهر سعدی شناسیم و بس
 حتی تلخ بین تا چه شیرین بگفت

نه منعم بهال از کس بهتر است
 بوی بشوید مرد سخن گوئے حسرت
 دل آزرده را سخت باشد سخن
 چو دست رسد مغز دشمن بر آرد
 چنان ماند قاضی بجور مثل سیر
 به ندای گزید از تعجب یه یه
 و ز اینجا جوان روی همت یافت
 غمناز بزرگان مجلس بخواست
 نقیب از پیش رفت و هر سه دید
 یکے آفت از روی ذوق شیرین لب
 بران صد هزار آفرین کس بگفت

۴. حکایت در توبه کردن بادشاہ ہزاہ گنجہ ظالم

کہ تاہل و نا پاک و سیر بخت بود
 مے اندر سر و ساکنے بدست
 زبان دلا دیز قلب تسلیم

یکے بادشاہ زارہ گشت سر بود
 بہ مسجد درآمد سربان دست
 بہ مقصورہ در بار سائے مقیم

۱. جہول تہ یہ دن البتہ سخت ہے تاکہ جمع یہ دونوں باتیں ملے جو قطب شمالی کو تیر ہیں
 ۲. مفت تہ ایک شہر کا نام جو تیر نزد شوال در میان واقع ہے اور شیخ نظامی کا مولود ہے بلکہ بابالہ ۱۲

تنے چند برگشت اور جست
 چو بے عزتی پیشہ گرد آں خورش
 چو منکر بود بادشہ را قدم
 شکم کند سیر بر بوسے گل
 گرت نمی منکر بر آید ز دست
 دگر دست قدرت نداری بگو
 چو دست در باں دانه ماند بجان
 نیکی پیشش دانائے خلوت نشین
 کہ یکبار سے آخری میں زمر دست
 دم سوزناک از دل بانجسر
 بر آرد در دھان پر دست
 خوش است این پیر خوش از زرگار
 کہے گفتن اے قدر ز رستی
 چہ در غم نہ یک نوا می زهر
 به جنس است بنده تیر خوش
 به طاعت سحاس نیار استم
 کہ ہر گم کہ باز آید از خوش رشت
 چنین پنج روز است پیش دام

چو عالم نہ باشی کم از مستی
 شدند آن عزیزان خراب ندر
 کہ یار و زار از امر معروف و م
 فردا نذر از چنگ از دہل
 نشاید جو بیدست دیانی شست
 کہ پاکیزہ گردد بہ اندر ز خوسے
 بہمت نہایت مددی رجال
 بنالید و بگریست سر ز زمین
 دعا کن کہ ما بے زبانیم و دست
 قوی ترک ہفتاد تن و تیر
 چہ گفت اے خداوند بالا و پست
 خدا یا ہمہ وقت او خوش بہار
 بدیں ہر حیرانیکوئی خواستی
 چہ بدخواستن بر سر خلق و شہر
 چو سخن در نیابی مجموعش
 ز داد آفرین تو بہ اشخو استم
 پیشہ رسد جاوداں در بہشت
 بہ ترک اندر شش عیشہا کے دام

لے سننے والا سے سرگشتی سے بڑا سے پیشوا سے سخاوت مند

هر دیشی که مرد سخن ساز گفت
 ز در بدر آب در چشمش آمد چو میخ
 به تیران شوق انداختش که بوخت
 بر نیکبختی نغمه فرستاد کس
 قدم را بجهت فراموشی تا سرانهم
 دور و دیهستان و دیر در سپاه
 شکید بدید و عذاب و شرب و شراب
 یکے غائب از خود یکے نیم مست
 ز سوسه برآورد و مطرب خردش
 حر لیغان خراب از لعل رنگ
 نبود از غدیان گردن منبر از
 دهن و چنگ با یک دیگر سازگار
 بفرمود درایم شکستند خرد
 شکستند نیک دستند رود
 بیخانه در سنگ بردن زدند
 روان خرد و چنگ او فاده بگو
 خیمه بستن خمیر نه یا بهر بود
 شکر ناباش در پند مشک

یکے زان میاں بالک باز گفت
 بسیار دید بر چهره سیل در پنج
 حیا دیده بر پشت پایش بدوخت
 در قوبه کوبان که فریاد بر سر
 سر جمل و ناراضی بر سر
 سخن پرورد آمد در ایوان شاه
 ده از نعمت آهادر مردم خراب
 یکے شعر گویان صراحی بدست
 زدیگر سر آوار ساقی که نوش
 سر چنگ از خواب در بر چو چنگ
 بهر نرس آسجا کیسه دیده باز
 برآورد و زید از میان ناله زار
 مبدل شد آن عیش صافی بدو
 بدر کرد گویند از سر سرود
 که در انشا نرند و گردن زدند
 تو گفتی خداست از بیدار نشسته خول
 نه ان نشسته در قصر دید انشت زود
 قدر را بر دیشتم خویش برانک

له آگ له جنگ بهالے دالا له تلحٹ له ظرن شراب مراد از مراحمی

ہنرمود تا سنگ صحن سراے
 کہ گلگونہ نسر یا قوت قام
 عجب نیست بالوہر کشد خراب
 دگر ہر کہ بربط گرفتے بہ کف
 دگر فاسقے چنگ برے ہر دوش
 جو اسے سر از کمر دیندار مست
 پدر بار ہا گفتہ بودش بہ ہول
 جھائے پدر بردوزندان و بند
 گوش سخت گفتی سخن گوئے و سہل
 خیال دہد و دشمنی بریں داشتے
 سپہر نکلند بشیر غراں ز جنگ
 بہ زہری ز دشمنی تو اں کرد دوست
 چو دشمنان کے سخت ردئی نہ کرد
 بہ گفتن درشتی کن با ایسر
 بہ اخلاق باہر کہ بینی بساز
 کہ ایں گردن از نازکی بر کشد
 بشیریں زبانی تو اں بردو گوئے
 تو بشیریں زبانی ز سعدی بیکر

بکند و کردند نو باز جائے
 بسختن نیشد ز دوسے کمرام
 ز خور داندراں روز چندان شراب
 تفاخر سے از دست مردم چو دین
 بہ امیدے اورا چو ظن ہو گوش
 چو پیراں بہ کسج عبادت کشت
 کہ پاکیزہ رو باش و شائستہ قول
 چنان سود مندش نیامد کہ بند
 کہ بیرون کن از سر جوانی و جہل
 کہ در دیش راز نہر جگذاشتے
 نیندیشد از تیغ بران چنگ
 چو بادوست سختی کن دشمن دوست
 کہ خایکے تادیب بر سر خورد
 چو بینی کہ سختی کند سست گیر
 اگر زہر رست است دگر سرفراز
 بگفتار خوش راں سراندر کشد
 کہ بہر مست تلخی بردند خوئے
 ترش دوسے را کو بہ تلخی بہ میر

ملہ غارہ جو جو ترس مضم پر ملتی ہیں ملہ نادان ملہ نہائی چیرہ لاپٹا جانا تو تھہ ۱۱-

بایست شمع در عتبات

خدا را ندانست و طاعت نه کرد
 قناعت تو نگردد مرد را
 سکوته بدست اولی بے ثبات
 پیر و تن از مرد رای دیشی
 خردمند مردم بهر بزم دارند
 کسے سیرت آدمی گوش کرد
 خور و خواب تنها طریق دوست
 خنک نیک بختی که در گوشه
 بر آناں که شد ستر حق آشکار
 تو خود را از آن در پیشه انداختی
 بر اوج فلک چوں پرد چرخ باز
 به کم کردن از عادت خویش خورد
 کجا سیر دخی رسد در ملک
 نخست آدمی سیرتے پیشه کن
 تو بر کزّه تو سخی بر کجمر

که بر سخت روزی قناعت نه کرد
 خبر کن حریص جہاں گردد را
 که بر سنگ گردان زرد و نبات
 که او را جوی پروری می کشی
 که تن پرورای از بهر لاغر اند
 که اول سنگ نفس خاموش کرد
 بویس بدون آئین تا بخر دست
 بدست آرد از معرفت تو شسته
 نگرند باطل بر د اختیار
 که چه راز ره باز نشناختی
 که در شمس بسته سنگ آرد
 توان خویش را ملک خوے کرد
 نشاید برید از غم که تا فلک
 پس آنکه ملک خوئی اندیشه کن
 نگر تا نه پیچید ز حکم تو سر

سه بقره سه محقق جاه بخت کنواں سه شکاری باز سه ساتویں زمین سه مرفعل ناز

که گر یا لنگ از گفت در گنج
 باندازه خور زار اگر مردی
 در دل جانم ذکر است و توت و نفس
 کجا ذکر گنج کز انبیا راز
 نوازند تن پرور آن آگهی
 در چشم و شکم پر نگر و هیچ
 چو و زح که سیرش کند از و قید
 هشی میردت بیست از لاغری
 بدین اے سر و پای دنیا خور
 مگر می نه دانی که در را و دام
 پلنگی که گردن کشد بر و خوش
 چو خوش آنکه نان و میرش خوری

تن خوشی کنش خون تو ریخت
 چنین چرخ شکم آدمی یا نمی
 تو بنداری از بهر ناست و بس
 بسختی نفس می کشد پادراز
 که بر معده باشد ز حکمت توی
 توی بهتر این را که هیچ و هیچ
 دگر بانگ دارد که مال من مزید
 تو در بند آبی که خسر ببری
 چو خسر باخیل عیسی خور
 نینداخت جز حرص خور و ن بام
 بدام اندازد هر خور و ن چو خوش
 بدانش در رفتی و میرش خوری

حکایت

یکی رات پ آمد ز ما جده لال
 بگفت اے پسر من بگو
 شکر عاقل از دست آنکس نخورد
 مرد در پت بهر چه دل خواهد
 کند مرد را نفس آمانه خوار
 کسی گفت شکر بخواه از فلان
 به از جور و کس ترش بروم
 که روانه بجز بر و سر که کرد
 که ملکین تن نور جاں کا بدست
 اگر هوشمندی عزیزش بداد

له خوش، اعزله آتین له ایندهن له عارف به ترش... له سرکش

ز دوراں بے نامرادی بری
مصیبت بود روز نایافتن
چو وقت فراخی کنی معده تنگ
وگر در نیاید کشد بار غنم
شکم پیش من تنگ بهتر که دل

وگر هر چه باشد مرادش خوری
تنور شکم و بندم تا فتن
تنگی بریز اندک روزه تنگ
کشید مرد پر خواره بار شکم
شکم بنده بسیار بینی چل

بایستم در بیان فضیلت شکر

۱- حکایت

که شکر ندامت که در خود دوست
چگونه ز هر مونس شکر کنم
که موجود گشت از عدم پندیده

که او را آن متفرقی نشان او است
روان و خرد بخشید و روشن و دان
بهر تا چه شکر این دامت بر غیب
که تنگ است نایاک رفتن بجا ک
که در قبال آید چه زنگار خورده
بکن پاک که زور بازو از تویش

نقدی می نماید از شکر دوست
عطا نیست هر مونس از او بر تم
تا این خداوند بخشنده را

که اوقات صف احسان او است
برای چه که شوق آفریند زنگار
ز نیست بد تا به پایان شکر
و هر گاه که فریاد است از نایاک
بیا چه بیفتد از آینه خورده
چو در روی آوری سر زینش

۲- فرخنده ناماد پیدا کرد و الا سکه مراد آنکه دل

که یار و بگر و دش در آرد و دست
 تو یقین حق دانا ناز سحر خویش
 سپاس خداوند تو یقین گوئی
 ز غیبت مدومی رسد و جدم
 ای روزی آمد بخوش زلف
 به پستان مادر در آویخت دست
 بداد و دهنده آتش از شهر خویش
 زانویست معده خورشید آفتاب است
 دو چشمه هم از تیر و شش گاه است
 بهشت است ای پستان درویش
 دل دیوانه ناله بین درویش
 پس رنگری شیرخون وای است
 سرش در و مهر خنجر از خویش
 بر آید از شش دایه پستان به پستان
 که پستان شیرین از شش گند
 به پستان فراموش کرد و گناه

چرا حق نمی بینی ای خود پرست
 چو آید بگو شیدنت خیر پیش
 بسر بجای کس نبردست گوئی
 تو قائم بخود نیستی یک قدم
 نه طفلک باں بسته بودی زلف
 چو نافتش پرید و روزی گشت
 غریب که بر تاج آیدش و هر پیش
 پس او در تیر و شش آفتاب است
 دو پستان که امروزه دخواه است
 گذارد به مادر و پسندید
 دلف و لایه حال پرورشی
 از زکامی پستان و دل است
 بخونش نمرده برده و دلف خویش
 چو باز و تو می کرد و دندان سطره
 چنان صبرش از شیر خاش کند
 تو نیز ای که در تو به طفل راه

حکایت

جوانی سراندر راه و در یافت
 دل دردمندش چو آذر یافت

ای مسافر که می خواند و خالی بودی به مراد چون به مراد شیر که مراد از خود و دو کمر خوانی
 پیدا می شود به پستان به مضبوطه ایوانه آنگاه

چو بچاره شد پیشش آورد و بدهد
که ایست مهر فراموش عهد
نه گریان و در مانده بودی و خرد
که بشه از دست تو خواهم نه برد
نه در صد نردی بهر حالت نبود
نگس را ندن از خود بحالت نبود
تو آئی کز آل یک بگس و بنجم
که امرو ز سالار سر بنجم
بکالی شوی باز در عصر گور
که توانی از خویشتن دفع مور
و گردیده چون بر فردز و چراغ
چو کریم بخد خورد پیله و مارغ
چو پیش پند چشمی نه بینی که راه
ندانم بهی وقت رفتن از چاه
تو گشت که دی که با دیده
و گر نه تو ام چشم پوشیده
معلم نیا موختت هنم در آئے
سرشت این صفت در وجودت خدائے
گرت منع کردی دل حق نبوش
حقت عین باطل نمودی بگوش

باب نهم در توبه

بیا اے که عمرت بهفتاد زنت
بیا اے که عمرت بهفتاد زنت
همه برگ بودن همی ساختی
بتد بیر رفتن نبرد اختی
قیامت که بازار میشنوند
منازل باعمال نیکی نهند
بصاعت بخند آنکه آری بری
و گر مغلسی شبه مساری بری
که بازار چند آنکه آگنده تر
تهید ست را دل بر آگنده تر
نه پیغمبر در مینج اگر کم شود
دلالت رفیض سر بنجم غن شود

نقشه نامه با ناله استوت کی توبت بکشد چرخ بکشد اندکاهه مراد بشت بکشد زخمی

چو پنجاہ سالت بروں شد دوست
غنیمت شمر بخور و بوسے کہ هست
اگر مرده مسکین زباں داشته
بعض یاد دزاری فغاں داشته
کہ اسے زندہ چون است امکان گفت
لب از ذکر چوں مرده برانم گفت
چو مارا بہ غفلت بشرد دنگار
تو بارے دے چند فرصت شمار

حکایت

کهن سالے آمد بہ نزد طبیب
ز نالیدنش تاب مردم فتریب
کہ دستم بہ گل لے بر نہ اے نیک رے
کہ یایم اہمی بر نیاید ز پاسے
ہرماند این قامت خفته ام
کہ گوئی بہ گل در فرد رفتہ ام
ہر دو گفت دست از ہماں بگسل
کہ بایت قیامت بر آید ز گل
اگر در جوانی ز دی دست و پاے
در ایام پیری بہشت باش و پاے
بجو دوران عمر از یہ چہل برگدشت
مزن دست و پا کہ بت از یہ برگدشت
نشاط آنکہ از من رسیدن گرفت
بباید ہوس کردن از سر بدر
کہ سبزی کجا تازہ گردد و دم
تفرج گناں در ہوا دے ہوس
کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند
درین کہ نصحت شل جوانی برفت
درینا چنان روح پرور زباں
کہ بگذشت بر ما چو برق بیاں

لے مراد مدت قلیل لے بعضی لے حسرت لے مراد قبر و کتابہ از عالم جوانی لے نہ زمانہ

تو سودای آں پوشم و این خورم
در بنا که مشغول باطل شدیم
چه خوش گفت با کودک آموزگار

نیردا نچتم تا غم دین خورم
ز حق دور ماندم و غافل شدیم
که کاره نکر دیم دشمن زرگار

باب دوم در مناجات

بیای تا بر آردیم دست زدل
بفصل خدایان در نه منی دخت
بر آردنی تو مستیهای خیاره
پندار از دین در که هرگز نه بست
همه طاعت آرند و مسکین نیاز

که تو این بر آوردی دست از دل
که سبب برکتی را نه سرافکندخت
ز رحمت تو در ده تپید دست باز
که ز بیم گرد و در آورده دست
بسیار تا بدو نگاه مسکین توان

چو شاخ بر بند بر آردیم دست
خداوند گارا نظر کن به جود
گناه آید از بند و خاکسار
گر میا بر تویی تو بر در دیم
گوا چو کرم چینه لطف و ناز
چو مار ابد سیاه بودی کنی عزیز
عزیزی و خواهی تو بخشی و این
ندید این که خواهی مکن

که بجز برگه زین پیشانی نشست
که جرم آمد از بندگان در وجود
بایستد عقوبت بدو از تیرگاه
بانعام و لطف تو خر کرده ایم
نگردد ز دنیا مال بخش شده با تو
بعقلی این چشم دیدیم نیز
عزیز تو خواهی نه این را ز کسی
بذل کند شرمسار مکن

مسلط کن چون شمشیر بر سرم
ز دست تو به گر عقوبت بر سرم
بگیتی بتریزم نباشد بدی
جفا بردن از دست به چوین عود
مرا نرساری ز روی تو بس
دگر نرسارم کن پیش کس
گرم بر سر افتد ز تو سایه
سپهرم بود کس در پای
اگر تاج بخشی سرا فر از دم
تو بر دار تا کس نیست از دم

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آدم
مناجات شوریده در حشرم
که می گفت با حق بزاری بے
میکن که دستم بچرخد کس
بلطفم بخوان یا بران از دم
بدار و بجز آستانت سرم
تو زانی که مسکین و بیچاره ایم
فرو مانده با نفس اماره ایم
نمی نازد این نفس سرکش چنان
که با نفس شیطان بر آید زور
بمزدان راحت که راسته بده
نزدایا بذات خداوند نیست
بلیک حجاج بیت الحرام
به تکبیر مردان شمشیر زن
بطاعت پیران آراسته
که مار ادیان در طعنه یک نفس
که مرد و غار را شمشیر زن زن
بصدق جوانان تو خاسته
ز رنگ و گفتن لغو در تن

له کیکه همچون است نامتانه که معظمه همه مدینه منوره یعنی دو خدا که تا ۱۲

امیدست از آنانکه طاعت کنند
 بپا کال کز آرایش دور دار
 به پیران پشت از عبادت دوتا
 که چشم ز روی سعادت بند
 چراغ یقینم مسدود راه دار
 بگردان ز نادیدنی دیده ام
 سن آن گره ام در بولک نیت
 ز خورشید لطف شمع بسیم
 بدی را نکه کن که بهتر کل است
 مرا اگر گیری بالضاف ددار
 خدایا بدلت فراں از درم
 در از جمل غائب شدم روز چند
 چون عذر آرم از ننگ سردامنی
 فقیرم بحسرم گنا هم گیر
 چرا باید از ضعف حال گریست
 خدایا به غفلت شکستیم عهد
 چه بر خیزد از دست تدبیر با ق
 همه مهر چه کردم تو بر هم زدی
 نه من سر ز حکمت پدر می برم
 که بے طاعتان را شفاعت کنند
 و گزینت رفت معذور دار
 نه شرم گنه دیگره بر پشت پا
 ز بانم بوقت شهادت بند
 ز بد کردم دست کوتاه دار
 ده دست برنا پسندیده ام
 وجود و عدم در ظلام حکیت
 که جز در شفاعت نه بیند گم
 گذار از شاه اتفات بس است
 بنالم که عفو من نه ایس وعده دار
 که صورت نه بندد در دیگرم
 کنون کا دم در هر دویم بند
 مگر عجز پیش آورم که غنی
 غنی را تر حسم بود در فقر
 اگر من ضعیفم بنامهم تو لیست
 چه زور آورد با تضادست جمده
 همین نکته بس عذر تقصیر ما
 چه قوت کند با خدای خودی
 که حکمت چنین می رود بر سرم

تقدیرش بنگاه همه سرانجام و شرمند که تاریکی همه مرا بس است همه کوششش ۱۲

قصائد سعدی

شکر و پاس مہنت و عزت خدا سے را
 دادار غیب دان و نگہدار آسمان
 اقرار می کند دو جہاں بر یکا نگیش
 گوہر زنگ نثار و لولہ سے از صدق
 بار سے زنگ چشمہ آب آور و پدید
 گاہ سے بصری نقطہ بڑے خوب دوز
 دریائے لطف و دست و گزشتہ سحاب کیست
 ارباب شوق و طلیعت بیدار نبرد ہوش
 شہنائے دوستان ترا نعمت صبح
 یاد تو در دج پرورد و وصف تو در فریب
 سب سے قبول تو نقد عمل و غلغله
 جائے کہ تیغ تیر بر آرد و جہاں تیر شہ

پروردگار خلق و حسد او نہ کبریا
 رزاق بندہ پرورد و خلاق رہنما
 بہتاد پشت عالمیاں ہر دشمن و دوتا
 فرزند آدم از گل و برگ گل از گیا
 بار سے ز آب چشمہ کند سنگ ذرہ سا
 گلگونہ شفق کند و سحر مہ و جہا
 تا بر زمین مشرق و مغرب کند سخا
 اصحاب غم و صفت بے سر اند و پا
 دل شب کہ بے تور و کند اعظم المشا
 نام تو غم زد اسے و کلام تو دلربا
 بے خاتم رضا کے توسیع اہل شہا
 ویران کند بسیل عزم جنت شہا

یہ لہجہ می گنگھی کہ بنوالی عورت جہا زاد دوسری عورتوں کی کھنگی چوئی کہ بنوالی بنائے سنوار بنوالی
 یہاں جن کی صفت ہے سکہ اصل میں دجی ہے یعنی تاریکی ظلمت شب سکہ ہتر میں صبح سکہ بھینے
 تارک ترمین شام سکہ کھوٹا نکم سکہ گرد سکہ ذرے مجازا بکار شے فضولی سکہ ہتر بھینے بہتیت
 جلال شان و شکوہ عیانی کی ردک بند
 ۵۹ میں کا ایک شعر جہاں حضرت بقیس زوجہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام حکومت کرتی تھیں اس شعر میں تلمیح ہے اور ایک آیت قرآنی کا اقتباس ۱۷

شایان برستان جلالت نهاده سر
 گر حمله را عذاب کنی در عطا دای
 خود دست دینای فہم و بلاغت بجا رسد
 گاہے محوم قہر تو ہم دست با خزاں
 خواہندگان در گنجشایش تواند
 آن دست در تصرف و این می بر زمین
 مردان راست از نظر خلق در حجاب
 فرخندہ ملائکہ کہ کنی یاد او بخیر
 چندین ہزار سکہ پیغمبری زدند
 الہامش از جلیل و پایش ز جبریل
 در نعت از زبان فصاحت بجا رسد
 وانی کہ در بیان اذان شمشیر کورت
 یعنی وجود خواجہ سزا خاک بر کند
 لمے بر ترس مقام عالمک بر آسمان
 شعر آدم بحضرت عالیت زنیار

گردن کشان مطاوع و کفرستان دعا
 کس را مجال آن کش کائنات و این چرا
 تا در ہمارو صفت جلالت گذشتن
 گاہے نسیم لطیف تو ہمارا با جہا
 سلطان در شروق و در ویش در عبا
 الہام در اشارت ایں گوشت در عدا
 شب در لباس معرفت در روز در بقا
 برگشتہ دوستی کہ نہراش کند ترا
 اول بنام آدم و آخر بنصطفی
 رایش نہ از طبیعت و لطفش نہ از ہوا
 خود پیش آفتاب چہ رقیق و ہر سما
 معنی چہ گفته اند بزرگان پارسا
 خوشید و ماہ را نہ بود بعد از ضیا
 بامصب تو ز نور تر پس پایہ عطا
 با وحی آسمان یہ زند سحر مشرقی

ملا یقینا کہ نیمہ انشایانہ سر پرده لکھ خواہش نفس بود و مصرعہ اقتباس ہے من قرآن کا
 و المینطق عن الاوی ان ہو الادوی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش ذاتی خود کو منہ پر لائے
 کہ جو کچھ وحی الہی نازل ہوتی وہ پوچھا جیتے ہیں لکھ جب کتاب لپیٹ لیا جائے کہ سر منظر ہی نہ دیکھنا پڑے
 صوط ہاندھا ہو کہ شمعہ انتر کیا ہو سحر یہ لفظ اقتباس قرآنی ہے

یارب بدست آنکه قمر زد و دینم شد
 کا فتادگان شہوت نفیس و شیر
 تر یک در دہان رسول آفرید حق
 اسے یار غار سید و صدیق نامور ق
 مرداں قدم بہ صحت یاراں نہادند
 یار آں بود کہ مال تن و جان خدا کند
 دیگر سحر کہ لائق پیغمبری بدے
 سالار خیل خانہ دین صاحب سول
 دیوے کہ خلق عالیشان دست عاجزانہ
 دیگر جمال صورت عثمان کہ بر نہ کرد
 ایں شرط مہربانی و تحقیق دوستی ست
 خاصان حق ہمیشہ بہت کشیدہ اند
 کس را چہ زور و زہر کہ صفت حق کند
 زور از مائے قلعہ خیبر کہ دست او

تبسّیح گفت در کف میمون او حصا
 از حق لائق تجاوز داغ غفلت عرصا
 صدیق ترا چہ غم بود از زہر جانگزا
 مجسمہ فضائل و کجیہ صفا
 لیکن نہ آں پناں کہ تو در کام اندہا
 تا رسیدل دوست پایاں برد وفا
 گر خواہد رسل بندے شتم انبیا
 سر ز قمر خدائے پرستان بلے ریا
 عاجز در آن کہ چون شود از دست او رہا
 در پیش دست دشمن قاتل سراز چا
 کز ہر دوستان بری از دشمنان جفا
 ہم بیشتر عنایت و ہم بیشتر عفا
 جبار در مناقب او گفت ملک اسے
 در یک در شکست بیا زوے لاشقے

۱۱ اشارہ بہ حجتہ شق انقر علی جماعہ کی جمع سنگ و نرے، کنگرہاں۔ ایک مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہو
 تلوہ توجہ۔ نرمی کرانے کے ساتھ جو مد سے گزریے اور بخند سے اسکو جو نافرمانی کرے تلوہ قرآن مجید
 کی ایک صورت ہے، جہیں حضرت علی اور دیگر حضرت اطہار کے ایثار کا ذکر ہے شہ حضرت علی کی شان
 میں مشہور مذکور ہے لافنے الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام اور سراجون نہیں
 اور ذوالفقار جیسی دوسری تلوار نہیں۔

شیر خدای و صفدر و میدان و بکر خود
 دیباچه مروت و سلطان معرفت
 فردا که هر گشت به شفیع زنده است
 پیغمبر زنا بیست است در جهان
 یارب به نسل طسا هر اولاد فاطمه
 یارب بصدق پند بیزان راست رود
 دلان خسته را از کرم مرهم فرست
 گزینان تکیه بر علی خورشید کرده اند
 یارب خلاف امر تو بسیار کرده ایم
 چشم گناہگار بود به خطایه خویش
 یارب بملطف خویش گناہان ما بپوش
 بھوار دانا تو لطف خداوندی آمده است
 عدل است اگر عقوبت ما بیکند کنی
 اگر تقویت کنی ز پاک بگذر و بشیر

ملکہ اقباس قرآنی ہے اخبار کے مندرجہ دیگر مقامات کے فرمایا ہے کہ رسل اللہ نے انہوں دنیا میں سر ادا کیا
 یعنی روشن چراغ (آفتاب) پاکیزہ ملکہ مضمون حدیث کا ترجمہ ہے حضور صلعم کا ارشاد ہے
 اصحابی کا نجوم باہم اقتد شمع اہد شمع یعنی میرے صحابی متار دن کا ہلن میں ہیں کہ پیر دی
 کہ دیکھ ہدایت پاؤنگے لکھ لکھ گاہ - سہارا لکھ جو کچھ گزرا ہے ساتھ ساتھ سارے پہلے موسیٰ
 جو بہت بلندی پر دیں - پر دیں شہ خاک

دلہائے دوستان تو خوں میشود و خوں
 یارب قبول کن بزرگی و لطف خویش
 مارا تو دست گیر و حوالت کن بخل
 کردی تو آنچه شرط خداوندی تو بود
 سهل است اگر چشم عنایت نظر کنی
 اولے ترا کہ ہم تو بگیری لطف خویش
 کارے بہ منتہا نہ رسانیدہ در طلب
 فی الجملہ دستہائے ہی ہر تو داہستیم
 یا بولتا اگر بہ عنایت نظر کنی
 اسے نفس ہمدکن کہ چو مردان قدم زنی
 پیدا بود کہ بندہ بکوشش کجا رسد
 کس را بجز طاعت خویش عبادت
 اسے پائے بستہ عمر تو در گہزار سیل
 تار و ز اولت چہ نیست ست برجیں
 در کوہ ددشت ہر سبغے صوفیہ ہے

باز از کمال لطف تو دل میدہد بر جا
 کاں را کہ رد کنی نہ بود اینج منبت
 الا ایک حاجت در ماندگاں فلا
 ما در غم تو، هیچ نہ کردیم رنجنا
 اصلاح قلب را چہ محل پیش کیا
 دشتے دگر ز هیچ ناید ز دست ما
 بردیم روزگار گرامی بہ منتہا
 خود دست جزئی نتوان اشت پر خدا
 و انجاست اگر بقوت دہی جزا
 در پائے بستہ بد عادت بر کشا
 بالائے ہر سرے قلمے رفتہ از قضا
 آن ہے بصر کجا کہ کند کیہ بر عصا
 بندین اش چہ پیش نہی مرگ در قفا
 زیر اکہ در ازل ہمہ سعد اندواشتقا
 گر تیج سودمند بدے صوف بے صفا

لے ٹھکانا، جائے پناہ، امید گاہ، تہ ترجمہ۔ عاجز و بچی حاجت تیرے سوا کسی کجا نہیں مصرعہ میں
 تعقید ہے در نہ عربی الفاظ کی ترتیب اس طرح ہے، فلا حاجتہ الا ایک سکہ (اسے) ہمارے پڑ دگار
 سکہ کہوٹا، فاسد، نیز سول سہ عمل کام لے خوشا نصیب سکہ امید آرزو شے بیع زندہ
 بھاڑ کھانے والا جانور

پہلوئے تن ضعیف کند لبت دل قوی
 گر بر وجود عاشق ہوا دق ز نند تیغ
 مارا بہ ز شدار لبے دشمن امینیت
 چون شادمانی غم دنیا تقیم نیست
 اشغال ما بہ تنگی و سختی بردہ اند
 غم نیست ز خم خوردہ راہ خداے
 مابین آسمان زمین طائے عیش نیست
 عمرت برقت و چارہ کارے نساختی
 کردار نیکے برقیاست قرین تست
 تاج و دایہ ز نشانی بہ جز کرم
 نابل انہی صحت سعدی چنانکہ هست
 گوئی کلام سنگ دل این بند نشنود
 بامداداں کہ تفاوت نہ کند لیل ہمار
 صوفی از صورتہ گوخیمہ بزین در گلزار
 کوہ و دریا و درختان ہمہ در تسبیح اند
 بلبلاں وقت گلے کہ بنا انداز شوق
 آفرینش ہمہ تنبیہ خداوند دست
 این ہمہ نقش عجب بر در دیوار وجود

صدیکو در ریاض ریاضت کند چرا
 گوید بچس کہ بل سبیل ست دجاں خدا
 وز دست دوست گریہ ہرست درجا
 فرعون کاہراں بہ دایوب مبتلا
 ماخوذ چہ لایقیم بہ تشریف اولیا
 درے چہ خوش بود کہ حبیبش کند دوا
 یک دانہ چوں جہد ز میان دوا سیا
 اکنون کہ چارہ نیست بر چارگی بیا
 آں اختیار کن کہ تو اں درفش لقا
 تا بسج دانہ زستانی بہ جز بقا
 گفتیم اگر مہرہ تفاوت کند علم
 بر کوہ خواں کہ باز بگوش آیدت صدا
 خوش بودا من صحرا افتادے بہار
 وقت آن نیست کہ در خانہ نشینی بیگاہ
 نہ ہمہ تمناں فہم کند ایں اسرار
 نہ کم از بابل مستی تو بنال اے بیشمار
 دل ندارد کہ ندارد و خداوند اقرار
 ہر کہ فکر تہنہ نقش بود بر دیوار

لے خلعت لے اندامین تا بینا لے خانقاہ لے سننے والے

خبرت هست کہ مرغان چین می گویند
 ہر کہ امروز تیرہ سینہ اثر قدرت اور
 تاکے آخر چون نقشہ سر غفلت در پیش
 کہ توانم کہ و بدیدو در نگین ز چوب
 وقت آنست کہ دانا و گل از جہد عجیب
 آدمی زادہ اگر در طرب آید چہ عجیب
 باشد تا غنیمت سیراب دین باز کند
 فرد گاہے کہ گل از غنیمت بردن می آید
 با دگر سوسنہ سروسان چین نشانہ کند
 نثارہ بر لافہ فرد آدمہ ہنگام سحر
 با دگر سوسنہ آرد و دگر گل و سنبل و بید
 خیر و خشمی و دیو فرستان افزوز
 از نثاران رشتہ بردر کہ خصلت ہے چین
 این ہنوز اذل انثار بہاں فرد ز سیت
 شاخا و خبر و شیرہ باغہ ہنوز
 عقل حیران شود از خوشہ زہرین جنب
 پند ہائے طلب از نخل فرد آدمہ نرند

ملکہ دولہا نوشتہ عروس ، ملکہ وہ افام جو خروہ رساں کو دیتا ہے ملکہ ایک سرخ بھول ۱۲
 ملکہ عربانی سال کا ساتواں مہینہ جو ماہ اپریل کے مطابق ہوتا ہے یہ ہمارا موسم ہوتا ہے اس مہینہ کی بارش
 بھی اسی نام سے موسوم ہے ملکہ ایک رومی مہینہ تقریباً مئی یا جیٹھ یہ بھی ہمارا مہینہ ہے

تا نہ تار یک شود سایہ انبوه درخت
سیب را هر طرے دادہ طبیعت رنگ
شکل امرود تو گوئی کہ بشیر خلیط
حشو آنخیر چو حلوا اگر صانع کہ ہی
آب دریائے ترنج و بہر دایم لڑاں
گو نظر باز کن و خلعت نارنج ببین
پاک بے عیب خداے کہ تقدیر عزیز
بادشاہی نہ بدستور کند یا بخور
چشمہ از رنگ بروں آرد باران ز رخ
گرچہ بسیار بگفتم دریں باب سخن
تا قیامت سخن اندر کرم و رحمت او
آن کہ باشد کہ نہ بند و مکرم طاعت او
نعمت بار خدا یا ز عدد و ہر دست
ایں ہمہ پردہ کہ بر کردہ امی پوشی
نا امید از دلطف تو کی شاید رفت
فلحماے کہ زامیدی و نہ پسندی
سعد یا راست لڑاں گئے سعادت بوند

زیر ہر برگ چراغی ہمہ از گلزار
ہم ہاں گوئے کہ گلگونہ کند رنگار
کوثر چہ نہا تست معشوق بر بار
حب خشناش کند در عسل و شہد بکار
ہمچو در زیر درختان بہشتی انہار
اے کہ باد نہ کنی فی الشجر الا خضر ناز
باہ و خورشید مسخر کند و لیل نہار
نقشبندی نہ بشکر کند یا ز نگار
انگیس از گیس مثل و دراز در بار
اندکے بیش نہ بگفتم ہنوز از بسیار
ہمہ گویند کیے گفتہ نیاید نہ ہزار
جائے آنست کہ کافر بکشاید ز نار
شکر انعام تو ہرگز نہ کند شکر گزار
گر بقتصر گیری نہ گزار سی دیار
تاب قہر تو نداریم خدا یا ز نہار
بخداوندی خود پردہ پوش لے ستار
راستی کن کہ بمنزل نہ رسد کج رفتار

نہ۔ مہر فی بھسار اے سہر و رخت میں آگ ہوئی ہے (اقتباس قرآن) ستہ زبردست خدیوت

نعلکہ وز سحر ستہ تنہا از ست نہد کی لکھی

جیعت از عمر گرانمایہ کہ در اہور برفت
یار ب زہر چہ خطا رفت ہزار استنفار
در دینہاں تہو گویم کہ خداوند منی
تا گویم کہ تو خود مطلق بر اسرار

مرثیہ خلیفہ بغداد

آسمان را حق بود گر خون یار و عزیز
سر بردار دین قیامت در میان خلق ہیں
نازنینان حرم را خون حلق ناز ہیں
زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار
وید ہر دارا یکہ دیدی شوکت بیتا الحرام
خون فرزندان علم مصطفیٰ شہر ریختہ
وہ کہ گر بر خون آن پاکان فردا یکس
بعد از یں سائش از دنیا ناید چہم داشت
دجلہ خواست زین پس گر بندہ سربلبل
روئے در باد ہم آید پس حدیث ہولناک
نوحہ لائق نیست بر خاک شہیدان اکہ هست
لیکن از روئے مسلمانی و راہ مرحمت
باش تا فردا کہ بنی روزاد در رستخیز

بر زوال ملک مستعظم امیر المومنین
سر بردار دین قیامت در میان خلق ہیں
ز استان گذشتہ مارا خون الزا آستین
در خیال کس نگشتہ کا پنجاں کرد چنین
قیمصران روم سر بر خاک خاقان بزم ہیں
ہم براں خاک کہ سلطانان ماضی جہیں
تا قیامت تلخ گرد و درد ہائش آگہیں
تیرہ در انگشتی ناید چہ بر خیزد نگہیں
خاک گلستان بطحا را کند خون عجیب
یتوان است ہر دیش ز موج افتادہ ہیں
کتر نیت مرایشان را بہشت برتر ہیں
مہربان را دل بسود در فراق ناز ہیں
کز لحد بارے خون آلودہ بر خیزد دین

لہ المستعظم باشہ خلفہ عباسیہ کا آخری فرمان روا علیہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کہ چچا حضرت عباس جنگی اولاد
اس طرح قتل ہوئی تہہ چچا ایک چچکے والا سیاہ روغن جو گینہ کے نیچے لگایا جاتا تہہ خیرہ نئی تہہ خیرہ تہہ

در زین خاک قدم شاہ تو تباہیستم تو
 قالب مجروح اگر در خاک خون غلط ہے پاک
 تکیہ بڑیا نشاید کرد دل برو سے نہاد
 چرخ گردون باز ہیں گوئی و سنگ آستیا
 ز در بازوئے شجاعت بر نیاید باہل
 تیغ ہندی بر نیاید روزِ ہجرت از نیام
 تجربت بنیاد بہت آنجا کہ برگردید بخت
 اگر کساند از پے مردار دنیا جنگ جو
 ملک نیار اچھ قیمت حاجت نیست از خدا
 یارب ایس رکن مسلمانی با آباد دار
 خسرو صاحبقران غوثِ نیاں بد بکر سعد
 مصلحت بود اختیار لے روشن بین او
 لاجرم در بحر و برش ایمانِ دولت اند

روزِ غمِ خونِ شاہِ گلگونہ ز خوار عین
 طرحِ بکالِ ندر جو الطیفِ ربِّ العالمین
 کاسماں گاہے بہرست اسے برادرِ گہکین
 در میان ہر دوز و شب ل مردم طحین
 چوں قضا آید نمازِ توبت لے ز رشت
 شیر مرے راکہ باشد مرگ نہاں ز کیس
 حملہ آؤ دن چہ سوداں راکہ برگردید نہیں
 اسے برادرِ گزرد مندی چو سیم غلہ نشین
 کو نگہدار دہما ہر ملک ایمان و یقین
 در پناہ شاہ عادل پیشواے ملک دیں
 آنکہ اخلافتش پسندیدست او صافش گزین
 زیر دستا ز سخن گفتن نہ شاید جہنمیں
 کلے ہزاراں فرس بر جانت از جاں فرس

رذگارت با سعادت باد سعدی مسح گوے

رایت منصور و بخت یارِ اقبال قرین

لے عربیں یعنی زنان بہشت لے آقا، آرد لے حکم مضبوط اگر نا پ لے لڑائی، جنگ لے حدیث
 میں آہے کہ دنیا مدار ہے اور اسکے چاہنے والے کہتے لے دعا کرنے والے۔ دعا گوے اقبال

خوش است عمر در دنیا کہ جاوداتی نیست
 درخت قد صنوبر خرام انساں را
 گلیست خرم و خندان تازه خوشبو سے
 دوام پرورش اندر کنار باد و ہر
 بہاش غرہ و غافل چویش سروریش
 چہ حاجت عیاں را باستماع و بیاں
 کہ ام باد بہاری دزدید در آفاق
 اگر مالک رودے زمین بست آری
 دل اسے رفیق ہوں کا در اسلئے بند
 اگر جہاں ہمہ کام است و دامن اندر پے
 جو بہت پرست بصورت چنان شہی مغول
 جہاں دوست برادر دوستان خدا سے
 نگاہدار زبان تا بہ درخت نہ برند
 عمل بیار و علم برکش کہ مرداں را
 طریق حق روی دہر کجا کہ خواہی باش
 کف نیاز ہر گاہ بے نیاز ہر آہ
 مخور جو بے دباں کا دھم کایشاں را
 مکن کہ حیث بود دوست بر خود آزر دن

بس اعتماد ہر مہم بنجر ز فانی نیست
 مرام رونق نوبادہ جوانی نیست
 دل امید بباتش چنانکہ دانی نیست
 طمع مکن کہ در دبوے کامرانی نیست
 کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
 کہ بیوفائی و در فلک نہانی نیست
 کہ باز در عقیش آفت خزانہ نیست
 بہائے دولت یکے وزہ زندگانی نیست
 کہ خانہ ساختن آئین کار دانی نیست
 بدوستی کہ جہاں جائے کامرانی نیست
 کہ دیگر تخرار لذت معانی نیست
 کہ پائے بند غنا را جز این جانی نیست
 کہ از زباں تہذیب جہاں باہی نیست
 رہے سلیم تر از کرے بے نشانی نیست
 کہ کج خلوت صاحب دلاں مکاری نیست
 کہ کار مرد خدا جز خدای خوانی نیست
 امید خرمین اقبال آں جہانی نیست
 علی الخصوص مرآت دست را کہ انانی نیست

۱۔ بے شبہ ۲۔ ظاہر ۳۔ حقیقت ۴۔ مکرل ۵۔ روزگار

چہ سودر نریش باران و عطار سر خلق
زین بہ تیغ بلاغت گرفتہ ای سعدی
بدین صفت کہ در آفاق صفت شعور گرفت
نہ ہر کہ دعوت زور آوری کند با
دے بخواہ عطار گوستانش شک
کہ مرد را بارادت صدف دہانی نیست
سپاس دار کہ جو فیض آسانی نیست
زلفت و جلہ کہ آتش بلبل آسانی نیست
بسر برد کہ سعادت بہ پلوانی نیست
مکن کہ جوئے خوش از شرمی نہانی نیست

غزلیات سعدی

اے یار ناگزیر کہ دل در ہوائے تست
خو غمائے عارفان و تمنائے عاشقان
گر تاج می نہی غرض ما قبول تست
گر بندہ می نوازدی و گر بندہ می کنی
ہر جا کہ رویے زندہ دے بر زمین تو
تہنا نہ من بقید تو در ماندہ ام اسیر
قویے ہوائے نعمت دنیا ہی کنند
قوت برداں شیفگان التفات تو
گر با مقصودیم تو در پایے رحمتی
مشاید کہ در حساب نیاید گناہ ما
جان نیز اگر قبول کنی ہم فدائے تست
حر حشت نیست کہ شوق لغائے تست
در تیغ می زنی طلب رضائے تست
ز جگر و نواخت ہر چہ کنی بے ایست
ہر جا کہ دست غمزدہ برد جائے تست
کز ہر طرف شکست دے بتلائے تست
قویے ہوائے عقیقہ ہمارا ہوائے تست
آرام جان زندہ لان مرجائے تست
جرمے کہ میرود با مید عطارے تست
آنجا کہ فضل رحمت ختمائے تست

یہ مثنوی بلبل صوفی نے آواز دہا، شہرہ، ذکر خیر، شہر نش، بھکر، تنیدہ، تھ فذلے لوح سے تصنیف کرنے والا
تصویر کرنے والا، گنگا ر

کس را بقائے دائم و محترم نیست
ہر جا کہ پادشاہی صدی سروریت
سعدی ثنائے تو تواند بشرح گفت

جاوید پادشاہی دائم بقائے تست
موقوف آستان در کبریاے تست
خاموشی از ثنائے تو جہانائے تست

دیدار یار غائب دانی چہ ذوق دارد
اسے بوسے آشنائی دستم از کجائی
سودائے عشق بخت عقلم نمی پسندد
باشد کہ خود بر حمت یاد آوری تو مارا
ہم عارفان عاشق دانند حال سکین
پائی کہ بر نیاید رازی بنگ عشقے
مشغول عشق جانان گر عاشقی است صادق
بجاصل است مارا اوقات زندگانی
زہرم چونو شد از دست یار شیریں

اہرے کہ در بیا باں بر تشنہ بہار د
پیغام در صل جانان پیوند روح دارد
فرمان عقل بردن عشقم نمی گذارد
در نہ کدام قاصد یحیی ام مال گذارد
گر عارف نے بنالدا عاشقے ہزار د
گویم جاں نداد و تادل نمی سپارد
در روز نیز باران باید کہ سر نخارد
الادے کہ اہرے با ہدے ہزار د
بزل خوشست نیشم نوشم نمی گذارد

دانی چہ آئینہ سعدی چہ کنج ظہیر

کز دست خو بر بیاں بیرون شدن نیارد

رشتی و نمی شوی فراموش
سحر بست کمان اہر دانست
پایت بگزار تا بوسم
جو راز قبلت مقام عدل ست

می آئی و می روم من از ہوش
پیوستہ کشیدہ تا بنا گوش
چوں دست نمی رسد در آغوش
نیش سخت مفت بل نوش

بہودہ یو کہ در بہ ہا زان
 دوش از عشم دل کہ نمی ہستم
 آن سبیل کہ دوش تا کمر یزد
 شہرے متحد تالچ حسنت
 بنشین کہ ہزار فتنہ ہر خامست
 آتش کہ ترمی کنی محال ست
 بل کہ ہر دست سنا ہر افتاد
 اے خواجہ برو ہر چہ داری
 گر تو بہ دھند کہے ز عشقت
 سعدی ہمہ روزہ بند مردم

گویند بہ عتدلیب نعر دوش
 باد سحری بسرد سر پوش
 اشب بگذشت خواہ از دوش
 الا شیعہ را ن خاموش
 از حلقہ عارمان مدہوش
 کایں دگبہ فرد شیند از جوش
 یاران چہن اسد فراسوش
 یارے نذر دہیچ مفروش
 از من بیوش بند دے نوش
 می گوید ز خود نمی کند گوش

خدا در دے چنین بخشندہ داریم
 کہ بکشاید دے کاہ زند بہ بند
 خدا یا اگر بخوانی در برانی
 سرا فرازیم اگر ہر بندہ بخشی
 ز شب خاک بار آفریدی
 تو بخشیدی ز دان عقل و امکان
 تو بمانا روز و شب در خلوت و ا

کہ! چندیں گنہ را میداریم
 بیا ما ہم دیں در گہ بزاریم
 جز انعامت دے دیگر نداریم
 و گرنہ از گنہ سب بر نداریم
 چگونہ شکر این نعمت گذاریم
 و گرنہ ما ہاں شے بنہا ریم
 شب روزے بغفلت میگذاریم

سہ ذکر و دعا کہینے والے سہ جن ہر ہجرت کا عالم طاری ہے ۔

گویم خدمت آور دیم و طاعت
که از تقصیر خدمت شرمساریم
مباد آن روز که درگاه لطف
بدست ناامیدی تن بخاریم
خداوند ما به لطف با صلاح آر
که مسکین و پیریشان روزگاریم
ز درویشان کوئے انکار مارا
گر از خاصان حضرت برکناریم
ندام دیدنش را خود صفت حبیب
بجز آن که ساحتش بے قراریم
شیرا بے درازلی در داد مارا
هنوز از تاب آن سہ درخواریم
چو عقل اندر نمی گنجد سعدی

بیایا سرشیدانی برآریم
بیا سراندر کئے دیر عشق نتوان باختن
عشق بازی چیست سر دپائے جانان باختن
توبہ کارم توبہ کار از عشق نہان باختن
استیلا میدهن رسوائی جهانم مرد دار
بیش ازین در خانه نتوان گوی جوگان باختن
با کباران طریقت راضی دانی که حبیب
بر بساط نر عشق اول بود جسان باختن
ز ابدی بر بادال مال منصفان است
عاشقی در ششدر لاکفر و ایمان باختن
بر کف جام شریعت بر کف سندان عشق
هر هوشنا کے ندانجام و سندان باختن
سعدی اصاحب دلال شطرنج وحدت باختن
رو تماشا کن کہ نتوانی چو ایشان باختن

اے سرورِ حلقہ تہیہ معالی
چو پیش تو یہ اتفاق مردوں
پیشانی تو سحر اذلیں اند
چو اسم تو در میا نہ آید
آنرا کہ تو از سحر بیائی
از آمدن اگر بسیارند
دفع غم دل نمی توان کرد
گر صورت خویش تن به بینی
مگر مسلح کنی لطیف باشد
شعری خط سبز دوست دارد

جانی و لطیفہ جہانی
خوشت که پس از تو زندگانی
تو فتنہ آخر الزمانی
گوئی کہ بچشم در میانی
حالت نہ بود بار معانی
من جاں بیاہم بفرزدگانی
الا با سید شادمانی
حیران جمال خود مناسی
در وقت بہار مہربانی
پیرا من حنہ از غوانی

ایں پیرِ نگر کہ ہچنان نش

از یاد نمیرد و جوانی

بہار سفر باید تا بچمتہ شود خامے
گر تیسرہ مناجاتی و در نہ خواہی
فرما کہ خلاق لایزالین حسنا باشد
اے بھل اگر نالی من باتو ہم آوازیم
سر زبے لب جوئے گویند چہ خوش باشد
روزے سر من بینی قرآن سرکش

صوفی نہ شود صافی تا در نکند چاہے
ہر یکے قلمے رفتست بردے بجز بجاہے
ہر کس علیے دارد یا گوشتہ گنہاے
تو عشق گلے داری من عشق گل انداے
آنا کہ ندید ستند سر دے لب باے
دیہ عید می باشد الا بہر ایاے

طہ باغ عہد رخسار

لے در دل ریش من مہرت چو زان دین
آخر زد ما گوے یاد آ رہ ہشتاسے
باشد کہ تو خود روزے از ما بفرے پرسی
در نہ کہ برد ہیسات از ما تو بیغاسے
گرچہ شب شتا قاتل تاریک بود اما
نوسید نشاید بود از روشنی باسے
سعدی لب در یاد روانہ کجایابی
در کام ننگاں رد گرے طلبی کاسے

شاہنامہ فردوسی

نبرد رستم با سہراب

باد زد و گہ رفت و بے سوزہ گرفت
ہمی ماند از گشت مادر شگفت
یکے تنگ میدان فردو ساختند
بجو تاہ بے سوزہ ہمی باختند
نماند استیج بزم سوزہ بند و ناں
بچپ باز بردید ہر دو دغاں
بہ شمشیر ہندی در آویختند
ہمیں ز اہن آتش فروز بختند
بفرخم اندر دین تیغ شد بریز ریز
چہ روزے کہ پیدا کند رشتہ خیز
گرفتند از اں پس محمود گراں
ہمی کو فتند آں بر این ایں بر آں
ز بے سوزہ و محمود اندر آمد جسم
ز اں پان فردو بخت برگشتہ اں
فردو ماند اسب نہ دلا و ز کار
یکے رات برد دست و بازو کش یار
تن از خونے بر آید دہاں بر خاک
زبان گشتہ از شنگلی چاک چاک

ملہ میدان جنگ لے تمامت جھڑکے کھڑے تھے پاکھر مہ پسینہ عرق (آہیں) آمد لہ جہ نہ پڑ چٹا پیہ ۱۲

پُر از در و باب و پُر از رخ پُر
 ندیدم کہ آمد بدیشان جنگ
 ز مردی شد امروز دل نا امید
 نہ گردے نہ نام آورے از زمان
 دور شک نظر بہ ہرین کارزار
 زانکہ از جنگ و زاننگ رنبرد
 کے مالخور و گر لوبجوں
 جنگ و زانجنگ و زانجنگ
 تو گوی فردیست بہ دست
 گرفتہ ہر دو دواں کہ
 بندے سرکش و زانجنگ
 گراں جنگ و امور پیدا شستہ
 کہ از زمین بچینا زانکہ
 بماند از ہر دست رستم
 مشکفتی فردا نڈاز بہر
 تہہ شستہ و خستہ دیر آوند
 ز زمین بر کشید و بیشتر دران
 بہ پیچیدہ در دازد میری بخورد

یک از دیگر استادانگاہ دور
 بدل گفت رستم کہ ہرگز ہنگ
 مرا خوار شد جنگ دید پید
 ز دست یکے ناسپہ پڑہ جہاں
 ہمیرے رسانیدم از روزگار
 چو اسودہ شد پازہ ہر د مرد
 بڑہ ہر نسا دہ ہر د کمان
 تڑہ بود و خفتان و ہر ششیاں
 بہم تیر باران نروند سخت
 غمیں شد دل ہر دو از یکدگر
 تہقن اگر دست ہر دے جنگ
 بڑا از زمین کوہ برداشتہ
 کمر بند سہراب را چسارہ کرد
 میان جوان را نہ بد آگہی
 فردا داشت دست از کمر نڈاو
 دو شیر از ان از جنگ میر آوند
 دگر بارہ سہراب گرز گراں
 بہر دگر نہ دازد و کشفش ہر د

۱۔ یا شجر کار اللہ شے موقع جنگ کا ایک لسان جلتہ سے شیر بر کمال کا چلتہ جو رستم کا خاص لباس تھا
 ۲۔ شے شے سہراب کی کمر کو تیر بھی نہ ہوئی

بزم دلیران نہ پایدار
دوست سوارانہ بہرہ برتر است
کہ از نوحہ آغوشہ کشتن
چو پیداکند تیغ گیتی سسرور
ببینیم تا بہ کہ گریہ سپاہ
ز سہراب اگر دین کی خیرہ نشست
نیاید از تاختن یک نام
نکستہ و نہشت و نہشت
میان سوردہ از بختان ز آہن سرش

بخندید سہراب و گفت ای سوار
بزیں اندرت ز رخس گوی خراست
مرا رحمت آید تو بر ز دل
بدو گفت رستم کہ شد تیرہ روز
نہشتی بجیسریم فردا بگاہ
ہفت روزہ روئے ہوا تیرہ کشت
تو گفتی ز جنگش ہرشت آسمان
و گر بارہ زیہ اندرش آہن ست
شب تیرہ آمد سوئے لشکرش

کشتی گرفتن رستم و سہراب رہائی یافتن رستم از چوچا

سید ز اشغ ہر آن فرور
نشت از ویرانہ اسطہ بان
نہادہ ز آہن چہ سحر و کواہ
بہرزم اندر دل بود باز و در
کہ با من ہی گروہ از ہر ہر

چو خورشید رختان بگستر دہر
تہمتن پر شید ہر بسیار
بیامد بران دشت آرد و گاہ
دژان روئے سہراب با آہن
ہومان چنین گفت کاں شیر مرد

لے آلودہ لبت ، مکہ میران ، عاجز علم چھٹا رار نے والا اثر دینہ مان کتا یہ ہم خوش ست
مکہ ساز بجانے والا

ز بالائے من نیست بالاش کم
 بر دستک و بالاش بمانند من
 ز پائے در کشیش ہی ہر من
 نشانہ ما در بیابان ہی
 گمانے برم ملکہ اور تم است
 نباید کہ من با پدر جنگ جو
 ز داوار گردم بسے شرمناک
 نباشد امید سراے دگر
 بد گفت ہواں کہ در کارزار
 بدین رخس ماند ہی رخس او
 بہوشید سہراب خفان رزم
 بیاہ خردشاں بدان دشت جنگ
 ز رستم ہر سید خداں دواں
 کہ شب چوں روزی چوں خاستی
 نہ کف بقلن این تیر کشمشیر کیں
 نشینم ہر دو پیادہ بہم

بر زم اندرون دل ندارد دژم
 تو گوی کہ دانندہ بر ز در سن
 بجنبہ بشرم آور دچہر من
 بدل نیرختے بہتے با ہم ہی
 کہ چوں او نہرہ بہ گیتی کم است
 شوم خیرہ رواں در آرم برود
 سہرورد و مازہ سیرتیرہ خاک
 نباید کہ رزم آورم با پدر
 رسیدم رستم بمن چند بار
 ولیکن ندارد پے و پیش او
 سہش بر ز رزم و دلش بر ز رزم
 بچنگ اندرون گرزہ گاؤ رنگ
 تو رفتی کہ با او ہم بود و شب
 بہ پیکار دل بر چہر آراستی
 بزن چنگ بیداد را بر زمین
 ہرے تازہ دارم روسے دژم

۱۔ افروز بہت ہمارا ہواستہ یال ترکی میں گزین کو کہتے ہیں عہہ رکیب، رکاب کا، ماری سے پہننے دلیں ہی کچھ
 ۲۔ کشمشیر کی پہاڑیہ فوجی سترچ یعنی جوبہرہ یال ہو کر چوٹی پر جائے یہاں پہنچے تو کشمیر سے قدم و حلقہ ہے۔
 ۳۔ کشمشیر

ہمیشہ جاندار پیاں کنسینم
 ہاں تانکے دیکھ آید ہنرم
 دل من بھی ہو تو ہر آورد
 ہمارا کہ دادی ز کمر و داں نژاد
 از نام تو کہ دم بے جستجو
 دمن نام پناہ بنا بدست کرد
 گھر پادوستان سام ملی
 بدو گفت کہ شتم کہ اے ناجوے
 ز کشتی گرن سخن بود و دش
 بدو گفت شہراب کاے مرویر
 مرا آزد و بد کہ بر بستر
 اگر ہوش کو زبردست بست
 ز اسپان جنگی فرود آمدند
 بہ بستند بر سنگ اسب نبرد
 چہ شیران کشتی بر آوختند
 نرد دست شہراب چوں پلست
 دل از جنگ جستن پشیمان کنیم
 تو با من بازو بیارے بزم
 ہی آب شرم بچرا آورد
 کنی پیش من سکوہر خویش یاد
 گفتند با من تو با من گجو
 چو گشتی تو با من کنوں ہم نبرد
 عزیز نامور رستم زابی
 بنددیم ہرگز چیں گشتوے
 بگیرم زریب تو زیں در کوش
 چرا نیست پند منت جاسے گیر
 بر آید ہنگام ہوش از بخت
 بفرمان یزدان بد آمد زبخت
 ہشیو او با کرد خود آمدند
 برختند ہر دو دال پند زورد
 ز تنہا خمی زخوں ہی رختند
 چہ شیر و مندہ ز جادو بخت

لے اصل۔ زب ۵۵ خانان۔ ذات۔ نام و نسب ۵۵ رستم کے باپ مال کا لقب کہ منتخب
 پسندیدہ ہے جس کے لئے دالا۔ پیرنے والا۔ غضبناک۔

کمر بند درستم گرفت و کشید
 برستم و آویختن پیل است
 بکجه نعره برزد بر از خشم و کین
 نشست از بر صیقلیتین
 بگرد و از مشیره سیکه بر گورد
 بکجه خنجر آنگوی بکشید
 بکجه که در دستم بود از گفت
 به شهاب گفت لب یل شیر گریز
 و گر گوند این باشد آیین ما
 بکجه که بکشتی نبرد آورد
 شفتین که پشتش بند بریز
 اگر از دیگر شش زیر آورد
 روا باشد از سر کند زود جدا
 بدین چاره از چنگ نرا از دجا
 دلیر جوان سر بگفتا و پیر
 بکجه از دلیری دوم از زبان
 رها کردش از دست و آلودشت

ز پس زود گفتی ز میا بود
 بر آوردش از جاسه و تهاولیت
 بر دستم خیر را بر ز میا
 بر از خاک چنگال دوری و دین
 زود دست نکور اندر آید بپرس
 می خواست ازین سرش را ببرد
 که ایستاد با بکشتاد از بخت
 کند افکن و گورد و شمشیر گریز
 جز این باشد از لشکر ازین ما
 بر سر تیر زید بر گورد آورد
 بکجه سرش بکجه باشد پیر
 با فکن لب نام شمشیر آورد
 برین گورد به با سنا بکشت
 می خواست با بکشتن رها
 بر او بند و آل غن جاکگیر
 سوم از جواب رویش بیکانی
 بدشت که بر پیشش از گوردشت

ہی کرد پنچیر یا دشمن بنو
 چورستم نہ جنگ دے آد گشت
 خراماں بشد سوکے آب رداں
 بخورد آب دے و سرتن بشت
 بزرم بنالید بر بے نیار
 شنیدم کہ رستم ز آغا زکار
 کہ مگر سنگ را ادب بر شدے
 آزاں زور پویشستہ ز خرد بود
 بنالید بر و کرد گکار
 کہ تخت ز زور رش شاند ہی
 برانساں کہ از یک زرداں بخواست
 چو باز آسپخان کار پیش آمدش
 بہ زرداں بنالید گارے کہ گکار
 ہماں زور خواہم کہ آغا زکار
 بدو باز داد آسپخان کش بخواست
 دز آں آب خورد شد بجائے نبرد
 ہی ساخت سہراب چوں پیلست

از آہکس کہ بااد نبرد از سود
 بساں یکے کوہ پولا گشت
 چو جان رفتہ گویا بیا برداں
 بہ پیش جہاں آفرین شد تخت
 نیایش نہی سکر بر چاہہ ساز
 چنناں یافتہ نیرور پردہ گکار
 ہی ہر دو پایش بدو رشیدے
 دل اوزاں آں آرزو دود بود
 بزار ہی ہی آرزو کرد آں
 کہ رختن برہ بر تواند ہی
 ز نیروے آں کوہ پیکر کا سرت
 دل از بیم سہراب رشید آمدش
 بدیش کارایں بندہ و اپا سدا
 مراد ہی آسے پاک پردہ گکار
 بنفرد و در تن ہر آسپخش بکا سرت
 پرازدیشہ بودش دل رشید زور
 کشدے بیاز و کما سنے بدست

لہ شکار شد تدریغ حمد و ثناء دعا الحاج تلہ ہمیشہ تلحہ دخی تلہ اس مہم میں بھر جائز
 محکم الدار۔

گر از آن دچول شیر نعره ز نعل
سندش جهان و جهان را کناں
بر آن گودرستم چرا ادا بدید
عجب ماند و در سے بھی بنگرید
ز یکارش انداز با برگرفت
غیر گشت فردا اندر نگفت
چو شہراب باز آمد اورا بدید
ز با و جوانی دلش برو مید
چو نزدیک تر شد بد و بنگرید
مراد دباں فرو آں زور دید
چین گفت کاسے رستہ از جنگ شیر
چرا آمدی باز ہمیشم بگوسے
ہما نا کہ از جاں تو سیر آمدی
سوسے راستی خود نداری تو رفسے
دو بارت اماں دادم از کار زدا
کہ در جنگ شیراں دلیر آمدی
چنین داد یا صبح بد و بسلتن
بگویند زینگو نہ مردان مرد
بہینی کرایں پیر مرد دلیر
چہ آید برو سے تو اسے نرہ شیر

کشتہ شدن شہراب بدست رستم

دگر ارہ اسپاں بہ بستند سخت
بسر بر بھی گشت بدخواہ سخت
بگشتی گزفتن نہا دند سر
گر گفتند ہر دو دواں کر

لحذا نوز بختر سے چنے والا اکرنے والا اچھل کوہ کرنے والا تلے پاوں سے دنیا کو کھونے والا
تہ جنگ تعالیاں اگر باخانت پڑھ تو تباہ حالی - خستہ حالی - دونوں صبح اور مناسب نہیں ہیں -
فہ جواب تہ آادہ چلے -

غمیں گشت رستم بازید جنگ
 خیم آورد و پشت دلاور جو اں
 زویش بر زمین بر بکمر دار شیر
 تیر از میان بر کشید
 بر پیکر از آں پس یکے آہ کرد
 بر گفت کایں برمن از من رسید
 نشان داد مادر مرا از پدر
 ہمی تنبتش تا بہ ہمیش رو
 درینا کہ رستم بیا مد بسر
 کنوں گر تو دہ آب ماہی شوی
 دگر چون تارہ شوی بر پھر
 بخواب ہم از تو پدر کین سن
 از اں نامداد ان گردن کشاں
 کہ سہراب کشتہ است دکنندہ خوار
 چو بشنید رستم سرش خیرہ گشت
 ہمی بے تن تاب دے و تن گشت
 بر رسید از آں پس کہ آمد بہوش (۱)

گرفت آں سرو یال جنگی پلنگ
 زمانہ لشکر آمد نبودش کو اں
 بدانتی کو ہم نہا ند بزمیر
 بر پوید بیدار دل بر دید
 ز نیک و بد اندیشہ کوتاہ کرد
 زمانہ بدست تو دادم کلید
 زہرا اندر آمد گواہم بسر
 چنین جاں بدادم دریں آرزو
 ندیدم دریں بیخ روے پدر
 ویا چوں شب اندر سیاہی شوی
 بتری ز روے زمین پاک ہر
 چہ بیند کہ خشت است بالین من
 کسے ہم برو سوے رستم نشاں
 ہمی خواست کردن ترا خواستار
 جاں پیش چشم اندرش تیرہ گشت
 بنیاد از پائے و بہوش گشت
 برو گفت بانالہ و بانرہوش

نہایت بود۔ اہم چکا تھا اس پر سکت نہ رہی کہ جتنا تھا کہ کلید آئینہ نہ پڑے کہ فوراً آگے پہلو

لے آئے۔ ویں بری غریبی نہ ہوئی نہ خواہش کرنوالا۔ چاہئے واللہ اسکا سر پہ آگیا نہ طاقت۔
 تو اُن کی۔

که گم باد نامش ز گردن کشتاں
 نشیناد بر اتم پور سام
 همی کند شوخی و همیز و خودش
 بنیاد و هوش از سرش بر می
 بکشتی را خیره بر بد خوئی
 بنمید یک نده همت ز جا کے
 بر مہنہ بہ ہیں ایں تن روشنم
 بہ ہیں تا چه دید ایں پسرا ز پور
 بیاید پُر از غول و درخ اندم
 کیے مرہ بر بازو کے من بلیف
 بار و بہ ہیں تا کے آبر بکار
 پس پیش چشم پر خوار گشت
 همی جامہ بر خویشتن بر درید
 و لیر دستودہ ہرا بھین
 سرش پُر ز خاک و پُر از آب لے
 آب دو دیدہ بناید گریست
 چیں رفت و ایں بودنی کار بود

گجو تا چه داری ز دستم نشان
 سر ز دستم گم بسا نا دام
 بز و نمرہ درخوش آمد بگوش
 چہ سرب دستم بر افسان بدید
 بدو گفت اگر زانکہ دستم توئی
 زہر گورہ بودم ترار ہنایے
 کنول بند بکشا کے از جگر شستم
 باز دم بر مرہ خود و بنگر
 چہ بر خاص آواز کوس از دم
 همی جانفش از رفتن من سخت
 مرا گفت کایں از پیر باو کار
 کنول کاوگر شد کہ بیکار گشت
 چہ بکشا و خشان و آل جہرہ دید
 همی گفت کایں گشتہ دوست من
 همی ز نیست خون و همی کند نوے
 بدو گفت سرب کیں بد نہ نیست
 ازیں خویشتن گشتن و کنول چہ بود

نہ بہن کہ نہیاد بالی ز چا تھا اور چیا چلا تا تھا اسے رہ جنگی لباس تھا اپنی جان ہاک
 کہ انجو کئی شہ شقی امرتھدین اللہ

بسند روز را داده بودم نوید
 بگفتم اگر زنده میخیزم پدر
 چه دانستم آنکه پهلوی را نمود
 درین دژ ویرانه بنیدخت
 بسند روز نشان تو چو سیده ام
 جز آن بود یکسرخنایست او
 چو گشتم ز گفتار او نا امید
 نشان که بود داده مادر مرا
 چنین نوشته بد اختر میر
 چو بر آن آدم زخم آفتاب چه باد

آگاهای یافتن و میرابان گشته خورش

به مادر خورش که میرابان گرد
 جزو شیر و جگر بشمارد و جامه دید
 بر آورد بانگ و غرلو و خروش
 فردا ز من و دود و دود بکشد
 زان گشته از شایسته او گشت خورش

ز تیغ پدر خسته گشت و ببرد
 زاده ای بر آن کوکب نار گشتید
 زان زمان زان زمان زود میرفت هوش
 بر آورد بالا در آتش گشتند
 زان زمان زان زمان زان زمان گشتند

این د چهره دل بانی نه کنان تنه ظاهر شده نو خیز جوانی یک نه پونجا بود ایکنه ناله و کجا
 شه گزود و ...

ہمہ خاک تیرہ بس برنگسند
 بس برنگسند آتش و بر فردخت
 ہمی گفت کاہے جان مادر کنول
 غریب و اسیر و شیرمند و زار
 دو چشم برہ بود گفتنم گم
 چه دانستم اے پور کاہید خبر
 در نیش نیامہ ازاں روئے تو
 و ز آں گرہ دگاہش نیامہ درخ
 پروردہ بودم تنہا را بنواز
 کنول آں بچوں اندر و غل و گشت
 کنول من کرا گیرم اندر کنار
 کرا گویم ایں درد و تیار خویش
 پدر چستی اے گردشکر پناہ
 از اُمید نومید گشتی تو زار
 از آں پیش کودشندہ را کشید
 چہ آں نشانے کہ مادرت داد
 نشان دادم بُد از پدر مادرت
 کنول مادرت نامد بے تو امیر
 بزم دال ز بازو سے خود گوشت کند
 ہمی سوئے مشکیں آتش بسوخت
 کجائی سر شستہ بنجاک و بچوں
 بنجاک اندر دال تن نامدار
 ز سُہراب و رستم بیام خبر
 کہ رستم بہ خنجر در یدت جگر
 ازاں بُر زود بالا بازوئے تو
 کہ بُر ید رستم بہ بُر مذہ تیغ
 برخندہ روز و شبان و داز
 کفن بر تن آک تو خرقہ گشت
 کہ خواہد بُدن مرا غمگسار
 کہ اخوانم کنول بجائے تو پیش
 بجائے پدر گورست آمدہ براہ
 بختی بنجاک اندر دال زار و خوار
 جگر گماہ سیمین تو بر در ید
 دادی بر و بر بکر و دیش یاد
 نہ بر چه نامہ ہمی با درت
 پُر اندر و دوتیار و دسرخ و زخیر

ہا میں سے بچوں سر شستہ لے قدومات لے کشیں بیچ داب

چرا تا دم با تو اندر سفر
سرمگشتی بگردان گیتی سمرقند
مرا ستم از دور بشناختی
ترا با من آسے پور ہوا سنجے
بہنداشتے تیغ آں سر فراز
بگردے جگر گاہت لے پور باز
ہمی گفت دمی خست میکند موی
ہمی گفت مادت بیچارہ گشت
بیتاد بر خاک چون مرده گشت
ہوش آمد باز ناگتن گرفت
بر اسپ او را بر در گرفت
گئے بوسہ زو بر سرش کہ برے
پوشید پس جا مہ نیلگوں
بروز دشب مویہ گردو گریست
سراجم ہم در عنبر او برو

سرمگشتی بگردان گیتی سمرقند
ترا با من آسے پور ہوا سنجے
بگردے جگر گاہت لے پور باز
ہمی زد کعبہ دست بر خود برے
بہ خنجر جگر گاہ تو پارہ گشت
تو گشتی ہی خوش افسردہ گشت
براں پور شستہ کالتش گرفت
بانمہ جہانے بدو در شکفت
زخوں زیر عیش می راند جوے
ہماں نیلگوں غرق گشتہ بخوں
پس از مرگ سہراب سائے زبیت
روانش بشد سوئے سہراب گرد

شکستہ - افسانہ - رونا پینا - اندیشہ - خیال - منصوبہ - گریہ و زاری - ہکا - چو

ادبیات حکیم عمر و خیام

گر بخت بخورد بر طعنہ زبانیان ما
تو خبر بے گنی کہ من است و تو بے گنی

چون ز آفتاب دگر آفرید صانع ما
پو شد مرا سے ہیں منی گنی

مرد آں نزد که خلق نواز ندا اورا
زندہ کے کہ خود ز دستے بکرم

ختم بتو داشتیم ملی بر ختم را
من قلمی عالم بتو خوش می خرم را

ماقل بکیم امید دریں شوم سرا
مگر دوا بخش دست که بالا پیا

لے خواجا کام ردا کن مارا
دم درکش ز دوا رندا کن مارا

اراسته رویم و یک تو کج بینی دو چاره ریده کن را کن مارا

روزیکه بدست بد نهم جلم شراب در غایت خوری شوم سست خراب
صد مجزه پیدا کنم اندر هر باب زین طبع چه آتش و خنایه چو آب

اے دل ز زانہ ہم احال مطلب در گردش دریاں سرو ساں مطلب
در ماں طلبی مدد تو افزول گردد ابد و بسا ز و بیچ دریاں مطلب

در درسد و صورتی در پرد کشت تر سنده دودوزخ اندو جریاے بشت
آکس که ز اسرار خدا یا خبر است زین نغمه داندول دل پیچ بکشت

در باب که از روح جدا خواہی رفت در پردہ اسرار خدا خواہی رفت
سے خور که ندانی ز کجا آمد خوش باش ندانی که کجا خواہی رفت

من بنده عاجم رضاے تو کجا است تاریکہ دلم تو رضاے تو کجا است
مارا تو بشت اگر بظاعت بخش در این پیچ بود لطف عطاے تو کجا است

امروز ترا دسرسہ فردا نیست داندیشہ فرداے بجز سودا نیست

ضائع کمن این مملکت شیدا نیست کس باقی عمر را بجا پیدا نیست

سرازمه ناکان نماں باید داشت راز از همه ابلمان نماں باید داشت
نگر سر بجان مردمانی چه کنی چشم از همه مردمان نماں باید داشت

هر دل که در مهر و محبت بسرشت گر ساکن مسجد است دور اهل کشت
در دفتر عشق نام هر که که نوشت آواز دوزخ مست و فاسخ ز بهشت

ای پادشاه جهان چه زیاده چه زشتیست نال که عاشقان چه دوزخ چه بهشت
پادشاهان بیدان چه اهل کس چه پادشاه زیر سرناشتان چه بالین و چه پشت

ای پادشاه گشتیم بهر دور و دشت اندر همه آفاق گشتیم بهر گشت
از کس نه شنیدیم که آموزی راه راهی که برنت راهرو باز به گشت

بسیار گشتیم بهر دور و دشت یک کار من از گشت ہی یک نه گشت
روان خوشی زمانه باره عمرم نگر خوش بگزشت یک نه خوش بگزشت

هر بنده که بکنان و جسد است تو بزرگ نه شسته خوش به شسته است
لے تدریست لے لے لے

بابر سرسبز با بنجہ ادی نہ سنی کھاں سبزہ ز خاک ماہرے رشتہ است

آں بہ کہ دین زمانہ کم گیری دوست با اہل زمانہ صحبت از دور نکو مست
آں کس بجنگی ترا تکیہ بدوست چوں چشم خرد باز کنی دشمنی دوست

چندیں غم مال و حسرت دنیا چیت ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
ایں یک آنسے کہ در منت عاریت است با عاریتی - عاریتے باید بزیست

چوں مردن تو - مردن یکبارگی است یکبار بمیراں چہ بیچارگی است
خونے و نجاستے و شے رنگ و پوست در کار نبوداں چہ غم خوارگی است

ہند ار کہ روزگار شور انگیزست ایمن فشیں کہ تیغ دوراں تیز است
در کام تو گر زمانہ کوزینہ ہند ز نثار فرو بہر آئینہ است

با دشمن دوست فعل نیکو نیکو است بہ کہ کند آہم نیکویش عارشا دوست
با دوست چہ بد کنی شود دشمن تو با دشمن اگر نیک کنی گدو دوست

ایدل اچو نصیب تو بہ چوں شدن است احوال تو بہر لحظہ دگرگون شدن است
لہ دو حلو جس میں منز با دام پرے مران -

لے جاں تو دریں تنم چہ کار آرد
چوں عاقبت کار تو بیرون شدن است

بنیاد و کعبه خانہ بندگی است
محراب و کلیسا ی و مسجد صلیب
تا تو سر زبون ترانه بندگی است
حقا کہ بجاں نشاندہ بندگی است

مکمل گفتہ از الفاظے بر نیست
بلبل زبان حال با ادبی گفت
چندین ستر گلاب گراں سے چیت
یک روز کہ خندید کہ سارے گریست

پیشانی اگر دفا کند خوشی ہوا است
گر در ہوا نقت کند تریاق است
درد لیش خفا کند بد اندیشی است
دردش خفاقت کند شیش من است

یار تو کرمی و کریمی کرم است
باطلا عزم اور بخشش آن نیست کرم
خانہ زریچہ درد بر دل باغ ارم است
با سید تم اگر بخشش کرم است

شادی مطلب کہ حاصل عمر ہے است
احوال جمال واصل این عمر کہ ہست
درد و زخاک کیتبا کے دہے است
نخواب و خیال و فریب دہے است

بہیات کہ این جسم جسم پیچ است
در باب کہ در کشاکش موت و حیات
دنیا و اترہ و متاع مجسم پیچ است
دانشہ ایک دم ایم و آنہم پیچ است

CALL No. {

ف ۸۹۱۵۵۰۷

۲۹۲

ACC. No.

۷۵۴۳

AUTHOR

مصطفیٰ حسن

TITLE

خزانہ ادب

Acc. No. ۷۵۴۳

Class No. ۸۹۱۵۵۰۷ Book No. ۲۹۲

Author

Title

خزانہ ادب

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue



MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

